2519

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

الحمد للہ والمنۃ

رہنمائے طریقت

یعنی

معارف آگاہ حقیقت دستگاہ حضرت مولانا عبد اللہ شاہ
جلال آبادی ثم الکرنالی قدس اللہ سرہٗ کے خود نوشت سوانح سلوک

جس کی

کمترین خدام سلسلہ غفوریہ رحیمیہ مجددیہ قادریہ نقشبندیہ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ نے

بپاس خاطر

برادران سلسلہ بالخصوص محترمی مولانا طفیل احمد صاحب و محترمی صوفی
نظام الدین صاحب سلمہما اللہ تعالیٰ اُردو میں ترجمہ کیا اور حضرت
ممدوح کے دیگر سوانح مبارکہ کا اضافہ کیا

بسعی جناب صوفی نظام الدین صاحب

مشہور آفسٹ لیتھو پریس کراچی میں طبع ہوا ـــــــ سنہ ۱۳۸۴ھ

(نوٹ) خانقاہ قادریہ مجددیہ کی طرف سے خدام طریقت کیلئے بلامعاوضہ پیش ہے

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا
فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

الحمد للہ والمنۃ

رہنمائے طریقت

یعنی

معارف آگاہ حقیقت دستگاہ حضرت مولانا عبداللہ شاہ جلال آبادی
ثم الکرنالی قدس اللہ سرہٗ کے خود نوشت سوانح سلوک

جس کو

کمترین خدام سلسلہ غفوریہ رحیمیہ مجددیہ قادریہ نقشبندیہ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ نے

بپاس خاطر

برادران سلسلہ بالخصوص محترمی مولانا طفیل احمد صاحب و محترمی صوفی
نظام الدین صاحب سلمہما اللہ تعالیٰ اردو میں ترجمہ کیا اور حضرت ممدوحؒ
کے دیگر سوانح مبارکہ کا اضافہ کیا۔

بسعی جناب صوفی نظام الدین صاحب
مشہور آفسٹ لیتھو پریس کراچی میں طبع ہوا
سنہ ۱۳۸۴ھ

(نوٹ) خانقاہ قادریہ مجددیہ کی طرف سے خدمت خلق کیلئے بلا معاوضہ جاری کی گئی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ از مترجم

130547

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہ الملک و لہ الحمد وھو علیٰ کل شیٔ قدیر فاکبرہٗ تکبیراہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ سید المرسلین سیدنا و مولانا محمد ارسلہ اللہ بالحق بشیرا ونذیراہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واھل بیت الکرامہٖ واولیائہٖ العظامہٖ وبعد فیقول العبد المفتقر الی ربہ الصمد اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

جاننا چاہئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہدایت خلق کے لئے مبعوث ہوئے تھے آپ نے عالم کو دلائل واضحہ اور فیضان قلبی اور تاثیر نفس شریف سے باطل سے ہٹایا اور حق کی طرف رہنمائی فرمائی اور جب باطل کے علمبرداروں نے تبلیغ حق کی راہوں کو جبر و اکراہ سے مسدود کرنے کی سعی کی تو آپ نے سیف و سنان سے کام لیکر حق کی راہ کو صاف کیا اور منجانب اللہ اِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم کی بشارت سے مشرف و مبشرّ ہوئے۔ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تھا تو پہلی صحبت میں ہی بقدر استعدادِ باطن وہ شخص نور ہدایت و کمالات ولایت سے منور ہو جاتا تھا جس طرح آئینہ جب آفتاب کے مقابل ہوتا ہے تو منور ہو جاتا ہے اس کے بعد بقدر حوصلہ و استعداد آپ کے ارشادات مبارکہ سے علوم ظاہری سے مستفید ہوتا رہتا تھا۔ بعد ازاں آپ کی صحبت شریف میں ریاضت و تزکیۂ نفس مختلف انواع و اطوار کے ساتھ ہوتا رہتا تھا۔ اللہ کے لئے اہل و عیال اور وطن سے ہجرت، کفار کے ساتھ جہاد، اپنی جانوں اور مالوں کو اللہ کی راستہ میں تج دینا اور اس کے باوجود راتوں میں نفس کو راحت و آرام پہنچانے کی

Marfat.com

بجائے اپنے معبود حقیقی کے حضور میں دست بستہ کھڑے رہنا اور مصروف عبادت رکھنا۔ دن میں روزے رکھنا کا نوار ہبانًا باللیل و قیومًا بالنہار اُنکی شان ہوتی تھی۔ الغرض ان ریاضتوں سے اُن کے انوار و کمالات میں بے مثال ترقیات ہوتی تھیں۔ یہی سبب ہے کہ تمام صحابہ مابعد کے سب لوگوں سے افضل ہوئے۔ بڑے سے بڑا ولی کسی اَدنیٰ درجہ کے صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے جو کبار تابعین اور اکابر اولیاء و مجتہدین میں سے تھے سوال کیا کہ اُویسؒ قرنی افضل ہیں یا معاویہؓ؟ آپ نے اُس کا یہ جواب دیا:۔

الغبار الذی دخل انف فرس معاویۃ خیرٌ من اُوَیس القرنی و عُمَر المروانی۔	وہ غبار جو معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا یعنی جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مصروف کارزار تھے

بہتر ہے اُویسؒ قرنی اور عمر مروانی یعنی خلیفہ عمرؒ بن عبدالعزیز سے

اس جواب سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے نزدیک کیا مقام تھا۔

پھر جو تفاضل مراتب ان کے مابین تھا وہ بھی احاطہ تحریر میں لانا دشوار ہے۔

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولٰئک اعظم درجۃً من الذین انفقوا منْ بعد و قاتلوا۔	تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے مال خرچ کیا اور قتال کیا اُن کا درجہ اُن لوگوں سے بڑا ہے جنہوں نے بعد فتح مال خرچ کیا اور قتال کیا۔
لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاھدون	جو لوگ جہاد فی سبیل اللہ سے بیٹھ رہے بغیر کسی معذوری کے وہ لوگ اور جہاد فی سبیل اللہ

Marfat.com

فی سبیل اللہ۔	کرنے والے ایک مرتبہ میں نہیں ہیں۔

الحاصل تمام صحابہ کمالات ظاہر و باطن کے جامع تھے اور کوئی زمانہ مابعد کا شخص ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

صحابہ کے بعد جو لوگ ہوئے انہوں نے ان اصحاب رسول سے بذریعہ مکالمت لسانی اور فیضان قلبی و انفاس مبارکہ ظاہری و باطنی کمالات حاصل کئے جس طرح انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئے تھے۔ پھر تیسرے قرن کے لوگوں نے ان دوسرے قرن والوں یعنی تابعین سے اُسی نہج سے کسب علوم و کمالات کیا۔ لیکن جس طرح صحابہؓ کی صحبت کی تاثیر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی تاثیر کے برابر نہیں تھی اسی طرح تابعین کی صحبت کی تاثیر میں وہ قوت نہ ہوئی جو صحابہ کی صحبت کی تاثیر میں تھی۔ اسی طرح قرون مابعد میں پیش آیا کہ تاثیر و صحبت شیوخ میں اضمحلال پیدا ہوتا رہا۔ اب ان قرون ثلاثہ کے بعد اکابر دین کی ایک جماعت علوم ظاہری کی متکفل ہوئی کہ انہوں نے قرآن و احادیث رسولؐ سے استنباط احکام کے لئے قواعد عربیہ صرف و نحو معانی و بیان وغیرہ مرتب و مدوّن کئے تاکہ معانی لغویہ کا حال معلوم ہو اور قواعد اصول مرتب کر کے علوم عقائد و فقہ کی تدوین کی۔ دوسری جماعت نے ان علوم ظاہر میں سے قدر ضرورت پر جو فرض عین تھا اکتفا کیا اور فرض کفایہ کو مذکورہ بالا اکابر امت پر چھوڑ کر ان کی تقلید کو قبول کیا اور اپنی ہمت کو پورے طور پر حقائق شریعت اور کمالات باطن کی تحصیل اور استفادہ و افادہ میں مصروف کیا اور اس کے لئے قواعد و اصول مقرر کئے اور اس کا نام طریقت رکھا اور وہ بھی شریعت ہی سے مستنبط ہیں یعنی تقلیل طعام (کھانے میں کمی کر دینا) و تقلیل منام (سونے میں کمی کرنا) و تقلیل مخالطت با عوام (عام لوگوں سے میل ملاپ میں کمی

Marfat.com

کرنا) و مصاحبت بارباب قلوب زکیہ و نفوس مرضیہ (یعنی ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنا جن کے قلوب مزکّی اور نفوس اللہ کی رضا پر راضی ہو چکے) اور کثرت ذکر اور خلق سے دور رہنا اور اتباع سنت و ترک بدعت اور ایسے مباحات سے اجتناب جو بے فائدہ ہوں اور مشتبہات سے بچنا اور یہ جملہ امور مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہیں۔ اور فضائل ذکر و اکثار ذکر میں بہت سی احادیث ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اکثروا ذکر اللہ حتے یقولوا مجنون (ذکر اللہ میں اتنی کثرت کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں) اور چونکہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے وذکر اسم ربہ فصلے اور وما یدریک لعلہ یزکّی ہ او یذّکّر فتنفعہ الذکریٰ ہ

کہ افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے تو یہی ذکر نفی و اثبات تمام طُرق میں مروج ہو گیا کہیں جہر کے ساتھ کہیں سر کے ساتھ اور مشائخ زمانہ نے اُن تغیرات پر نظر کرتے ہوئے جو قرون اولی اور ان کے بعد والوں کی طبائع میں واقع ہوئے کہ عوام میں محبت اور عشق کا وہ جوش باقی نہ رہا جو اُن ادوار کے عوام میں تھا اور خواص میں اُس قوت جاذبہ میں ضعف پیدا ہو گیا جو اُن ادوار کے خواص میں تھا اس بنا پر ان حکماء امت نے طریق ذکر میں شد و مد اور ضربات اور مخصوص نشستوں وغیرہ کے ایسے تقیدات تجویز کیے جن سے قلب میں محبت و عشق کے جذبات پیدا ہونے میں مدد ملے۔ جس طرح ایک طبیب کسی مرض کے اصولی نسخے میں مریض کی مجموعی حالت اور فصول و امکنہ کے تغیرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نسخہ کے اوزان اور طریق استعمال میں اگر تغیر کریگا تو وہ اصول علاج کے خلاف نہیں ہوتا بلکہ مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح امت کے اطباء روحانی نے قلوب کا جمود توڑنے اور نفی خطرات اور نفی توجہ الی ماسوی اللہ کے لئے ذکر اللہ کی ادائگی میں ایسی مخصوص

Marfat.com

طریقے تجویز کئے جو قرون اولی میں نہیں تھے تو ان میں اس وجہ سے شبہات پیدا کرنا کہ یہ باتیں صدر اول میں نہیں تھیں بے بصیرتی اور محرومی ہے۔ عشق و محبت کا تزکیۂ نفس میں بڑا دخل ہے مولانائے روم فرماتے ہیں۔

شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما	اے طبیبِ جملہ علتہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما	اے تو افلاطون و جالینوس ما

آپ اس ارشاد میں باطنی علتوں اور صفات ذمیمہ کا موثر علاج عشق و محبت کو قرار دے رہے ہیں اور یقیناً یہ صحیح علاج ہے۔ تزکیۂ نفس ہر مسلمان کے لئے واجبات میں سے ہے، قرآن کریم میں بار بار اس کی تاکید فرمائی گئی ہے اور اس کو فلاح حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا گیا۔ سورہ والشمس میں سات قسمیں کھا کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے قد افلح من زکّٰہا وقد خاب من دسّٰہا اس سے بڑھکر تاکید کی اور کونسی صورت ہو سکتی ہے۔ اس قدر تاکید اس لئے فرمائی گئی کہ ہر مسلمان اپنے لئے اس کے ضروری ہونے کو سمجھے اور یہ نہ خیال کرے کہ تزکیۂ نفس تارک الدنیا زاہدوں کے لئے ہے ان باتوں سے عوام کو کیا سروکار۔ پھر اتنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک ایسی قوم کا جس نے تزکیۂ نفس نہ کیا تھا اور اس لئے وہ سرکشی و طغیان میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئی انجام بھی ذکر فرمادیا کذبت ثمود بطغوٰہا الخ۔ تزکیہ نفس ہی کیلئے ماہ رمضان کے روزے فرض قرار دیئے گئے اور کم سے کم اتنی مقدار کو ہر مسلمان کے لئے ضروری قرار دیا۔ کلام ربانی میں جہاں تزکیۂ نفس اور ذکر کو ایک ہی جگہ بیان کیا گیا ہے وہاں تزکیہ کو مقدم رکھا گیا ہے جیسے قد افلح من تزکّٰی الغرض اکابر مشائخ نے مخصوص طریقوں کے ساتھ ذکر سے ہی تزکیہ نفس کا کام بھی لیا۔ اس موقع پر نفس کی معرفت پر بھی کچھ روشنی ڈالدینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ "انسان دس لطائف

Marfat.com

سے مرکب ہے جن میں پانچ لطیفے عالم خلق کے ہیں عناصر اربعہ اور نفس حیوانی اور پانچ لطیفے عالم امر کے ہیں قلب اور روح۔ سر، خفی اور اخفیٰ۔ جو عوالم حق تعالےٰ کے براہ راست امر "کُن" سے پیدا ہوئے جس کا ذکر انما امرہٗ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کُن فیکون ۰ میں فرمایا گیا ہے وہ عالم امر میں سے ہیں اور جنکی تخلیق میں مادہ وغیرہ اسباب سے کام لیا گیا ہے وہ عالم خلق میں سے ہیں الا لہ الخلق والامر ۰

لطائف عالم خلق میں سے ایک لطیفہ نفس حیوانی ہے وہ ایک جسم لطیف ہے جو کہ جسم کثیف کے ہر عضو میں سرایت کئے ہوئے ہے اور یہ عناصر اربعہ کے امتزاج سے حق تعالےٰ نے پیدا کیا ہے اور اپنی لطافت کی بناء پر لطائف عالم امر کے لئے مرآت یعنی آئینہ ہوتا ہے۔ جس طرح آفتاب آسمان پر ہے لیکن آئینہ زجاجی کو جو کہ مصفےٰ ومجلےٰ ہے جب اُس کے مقابل کیا جاتا ہے تو وہ آئینہ میں منعکس ہوجاتا ہے اور اُس کا نور اور اُس کا رنگ وحرارت سب اُس میں ظاہر ہوجاتے ہیں حالانکہ آفتاب اپنے مستقر پر ہوتا ہے اور وہ اپنی بلندی سے نیچے نہیں اُتر آتا ہے۔ اسی طرح لطائف عالم امر قلب اور روح و سر، خفی اور اخفی سب کا مستقر فوق العرش ہے جو کہ نفس کے آئینہ میں منعکس ہوتے ہیں اور ان کے آثار نفس کے توسط سے بدن انسانی میں ہویدا ہوتے ہیں۔ اور وہ جو احادیث میں وارد ہوا ہے کہ ملائکۃ الموت روح انسانی کو بدن سے نکالکر بہشت کا لباس پہناتے ہیں یا دوزخ کی موج کا لباس پہناتے ہیں یہ سب احوال اسی نفس کے ہیں جو کہ روح علوی کا مرکب یعنے سواری ہے اور لباس پہنانا بدون جسم کے متصور نہیں ہوتا۔ (قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ) اب سمجھ لینا چاہیئے کہ جب تک یہ لطائف عشرہ انسانی مزکّیٰ ومصفّیٰ نہیں ہوجاتے

Marfat.com

تجلیات رحمانی کی پوری لیاقت پیدا نہیں ہوتی۔ یہی نفس ہے جس کے مختلف حالتوں کی بناء پر مختلف نام ہیں۔ جب یہ لذائذ شہوانی پر فریفتہ ہوتا ہے اور اس کا رُخ صحیح نہیں ہوتا تو اس کا نام امّارہ (یعنی امارۃٌ بالسوء) ہے۔ جب اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ کبھی اس کا جھکاؤ خیر کی طرف ہے اور کبھی شر کی طرف تو لوّامہ ہے اور جب یہ صحیح رُخ پر آجاتا ہے کہ اللہ کی رضا پر راضی اور اُس کی اطاعت پر مطمئن اور مستقیم ہو جائے تو اس کا نام مطمئنّہ ہے اب یہ افضال واکرام کا مورِد بن جاتا ہے۔ بفحوائے یاایتھا النفسُ المطمئنۃُ ارجعی الی ربّکِ راضیۃً مرضیّۃ الخ۔ یہ اطمینان نفس مطلوبات شرعیہ اور ضروریات دین میں سے ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کے لیے بیہقی زمانہ عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مکتوب کا اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

فرماتے ہیں کہ ایمان کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت۔ صورت ایمان تو یہی زبان سے اقرار ہے اور قلب سے تصدیق اور اس کا حلیہ اعمال صالحہ ہیں اور مکروہات شرعی اور فضول مباحات سے بچتے رہنا۔

" حقیقتِ ایمان ہے تصدیق و اطمینان نفس کا جس کی دلیل وعلامت یہ ہے کہ وہ مقتضائے طبیعت بن جائے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جو سلاسل صوفیہ کرام کے امام ہیں فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ اس سوراخ میں اژدہا ہے تو محال ہے کہ وہ اس میں انگلی رکھدے اور اگر کسی نے اُنگلی اُس سوراخ میں رکھدی تو معلوم ہو جائیگا کہ اُس کو اژدہا کے ہونے کا یقین نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ جو شخص کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہی اُس کو وعیدات شرع پر یقین کلی نہیں ہے اور جس شخص کو وعیداتِ شرع پر

Marfat.com

یقین کلی نہیں ہے اور جس شخص کو وعیداتِ شرع پر یقین نہیں وہ کافر ہے ایمان سے محروم ہے۔ اور جب کہ مشاہدات سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ ایک شخص بفضل الٰہی احکام شرع اور رسول کے صدق پر یقین قلبی رکھتا ہے اس کے باوجود اس سے معصیت کا صدور بھی ہوتا ہے تو یہاں سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ جس جگہ کفر باقی رہ گیا ہے وہ نفس ہے۔ جس کا میلان اور تقاضا برائیوں کی طرف ہوتا ہے۔

ہر چند کہ حق تعالے نے اپنے فضل عمیم سے اقرارِ زبان اور تصدیقِ قلب کو بہشت میں داخل ہونے اور دوزخ سے نجات کے لئے کافی قرار دیدیا ہے اور اس قدر ایمان کو قبول فرمالیا ہے لیکن ایمانِ نفس بھی مطلوب ہے اور مراتب قرب کو اس ایمان پر موقوف رکھا گیا ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (اے ایمان والو! اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ) اس آیت سے مستفاد ہو رہا ہے کہ ایمان کے بعد ایک اور ایمان بھی مطلوب ہے۔ پس پہلا ایمان ایمانِ قلب ہے اور دوسرا ایمان ایمانِ نفس۔ اور ارشاد فرمایا گیا ہے یَا اَیَّتُہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔ یعنی اے نفس مطمئنہ (غیر اللہ کی جانب سے منھ موڑ کر) لوٹ اپنے رب کی طرف (اللہ تعالیٰ کے ہر ارادے پر) راضی رہتے ہوئے اس حال میں کہ وہ تجھ سے راضی ہے) فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ (یعنی میرے بندوں میں شامل ہو جا) جن کے بارے میں حق تعالے نے ابلیس سے فرمایا تھا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ یعنی میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہ ہوگا) وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ شاید اس سے مراد وہ جنت ہے جس کے بارے میں حدیث میں آیا ہے، کہ جنتوں میں ایک ایسی جنت بھی ہے جس میں نہ حوریں

Marfat.com

ہیں اور نہ محلّات وہاں کی نعمت صرف یہ ہے کہ ہمارا رب ہنستے ہوئے اپنی بندوں پر تجلّی فرمائیگا (یعنی تجلی جمالی) جب نفس ایمان لے آتا ہے تو وہ شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور رذائل نفس کبر و حسد و کینہ وغیرہ سے برطرف اور محاسبہ سے پاک ہو جاتا ہے" آگے فرماتے ہیں :-

اے برادر ایمان آوردنِ نفس بدون توجہ شیخ کامل مکمل صورت نہ بندد مولوی روم می فرماید بیت	اے بھائی نفس کا ایمان لانا شیخ کامل مکمّل کی توجہ کے بغیر میسر نہیں ہوتا مولانائے روم فرماتے ہیں
نفس را نہ کشد بغیر از ظلّ پیر دامنِ آں نفس کُش را سخت گیر	بجز پیر کے ظلِّ ہمایوں کے نفس کو اور کوئی نہیں مار سکتا۔ اُس نفس مارنے والیکا دامن مضبوط پکڑلے

شیخ کامل مثل ایک طبیب حاذق کے ہے جو صفات ذمیمہ کے مہلک امراض سے جو بمنزلہ اُن مواد خبیثہ کے ہیں جو جسم عنصری کی تباہی کا سبب ہوتے ہیں نفس کا مناسب تدابیر کے ذریعہ تزکیہ و تنقیہ کراتا ہے۔ اور اُن انوار و اسرار کے فیضان سے مشرف ہونے کے قابل بناتا ہے جو روح الٰہی حضراتِ قُدس سے استفاضہ کرتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ دورِ نبوت کے بعد ہر دور میں اہلِ بصیرت علماء ربانیین اور حکماء روحانیین پیدا فرماتے رہے ہیں جو امت محمدیہ کی رہنمائی و دستگیری کرتے اور نیابت رسول کے فرائض سنبھالے ہوئے ہوتے ہیں۔

الحاصل سلاسل طریقت شریعت کے مطابق ہیں جن سے انسان کو مقصد حیات کے حصول میں صحیح رہنمائی حاصل ہوتی ہے وما خلقتُ الجن والانس الا لیعبدون ۵ ای لیعرفون ۵ اور وہ مستقیم شاہراہ مل جاتی ہے

Marfat.com

جس کے پالینے کی طلب اھدنا الصراط المستقیم کے مبارک کلمات سے ہر نماز میں کیجاتی ہے۔

سلاسل حاضرہ میں سے ایک سلسلہ طریقت کی ابتداء حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز سے ہوئی۔ آپ کا طریق "سلسلہ مجددیہ" کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کی تربیت حضرت خواجہ باقی باللہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ظل عاطفت میں ہوئی۔ نسبت نقشبندیہ کے اکتساب و تکمیل کے بعد نسبت قادریہ کا اکتساب آپ نے حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ طالبین میں جیسی صلاحیت ہوتی تھی اس کے مناسب تربیت فرمائی جاتی تھی اس لئے آپ سے دونوں سلسلوں نقشبندیہ و قادریہ کا فیض جاری ہوا۔ اس باب میں بھی آپ کی شان تجدید نمایاں ہوئی۔ اس اجمال کی بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے کہ وصول الی اللہ کے دو طریق ہیں۔ جذب و سلوک جذب سے مراد ایک کشش ہے جو حضرت ذات جل اسمہٗ کی طرف ماسوی اللہ سے منقطع کرتے ہوئے لیجاتی ہے۔ یہ کشش یا جاذبۂ عشق و محبت جو علائق سے قلب کو صاف کرنے میں تاثیر قوی رکھتا ہے مرشد کامل کی توجہ سے حاصل ہوتا ہے اسی کی جانب مولانا عراقی نے لفظ "رہِ قلندر" سے اشارہ فرمایا ہے۔ شعر۔ صنمارہِ قلندر سردار بمن نمائی۔ کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی۔ رہ و رسم پارسائی سے مراد سلوک ہے جذب کے ساتھ سکر کا ہونا ضروری نہیں۔ سکر ایسی حالت کو کہتے ہیں جو فی الجملہ شعور پر غالب آجاتی ہے اور اس حالت میں بندے سے ایسے اقوال یا افعال صادر ہوجاتے ہیں جو اس سے قبل صحت شعور کی حالت میں سرزد نہیں ہوتے۔ حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔ شعر

گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی بیں۔ کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

Marfat.com

یہ اس حال کی جانب اشارہ ہے جب کہ جذب کے ساتھ سکر بھی پیدا ہو جاتا ہے کبھی عقل مغلوب ہوتے ہوتے سلب ہو جاتی ہے تو جنون کی کیفیت عارض ہو جاتی ہے۔ عام لوگ ہر مسلوب العقل کو مجذوب کہدیتے ہیں حالانکہ جذب کے ساتھ عقل کا سلب ہونا لازمی نہیں ہے۔ اور ہر مسلوب العقل کا مجذوب ہونا ضروری نہیں۔ سلوک کثرت نوافل و اکثار ذکر وغیرہ کا نام ہے جس کی کچھ تفصیل گذشتہ سطور میں لکھی جا چکی ہے۔ الغرض سلسلہ نقشبندیہ میں جذب کو سلوک پر مقدم رکھا جاتا ہے اور چشتیہ قادریہ وغیرہا میں سلوک مقدم ہوتا ہے جذب پر لیکن حضرت مجدد صاحب قدس اللہ سرہ العزیز دونوں طریقوں کو ساتھ ساتھ رکھتے ہیں۔ ایک طرف سالک کا قلب عشق و محبت کے جذبات سے وارفتہ ہو کر اُن حرکات پر آمادہ ہونا چاہتا ہے جو عشق و محبت کے ساغر سے مخمور عشاق کا شیوہ ہوتی ہیں لیکن دوسری طرف ظاہر شریعت کی پابندی قدم کی ادنیٰ لغزش برداشت کرنے کے لئے طیار نہیں یہ شعر آپ کے مسلک کا صحیح ترجمان ہے۔ شعر:۔

برکفے جام شریعت برکفے سندان عشق۔ ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

اس طریقہ مرضیہ اور سنت سنیہ کے امام اپنے دور میں حامی سنت ماحی بدعت مخزن اسرار آلہی منبع فیوض نامتناہی سیدی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز تھے جن کے انفاس مبارکہ نے ہزاروں طالبین کو حق جل اسمہ سے واصل کیا۔ آپ کی وفات ۲۱ ربیع الاول ۱۳۰۳ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ کے خلیفہ اول سید الاتقیا حضرت مولانا محمد امیر باز خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفہ ثانی عارف باللہ مولانا عبداللہ شاہ جلال آبادی ثم الکرنالی المتوفی ۱۳۴۳ھ تھے رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً تھے۔ آپ نے حضرت شیخ رح کی

Marfat.com

نگرانی میں مقامات عالیہ پر فائز ہوئے اور خلافت و اجازت شیخ سے
مشرف ہونے کے بعد سیکڑوں تشنہ کامانِ معرفت کو سیراب کیا۔ آپ کے
خلیفۂ اول سیدی و مولائی حضرت مولانا الحاج مولا بخش شاہ آبادی ثم
الکرنالی المتوفی ۱۳۵۵ھ تھے آپ کی زبان فیض ترجمان سے اور محبی و محترمی
مولانا طفیل احمد صاحب سلمہ اللہ و ابقاہ کے توسط سے حضرت مولانا عبداللہ
شاہ قدس اللہ سرہٗ کے جستہ جستہ احوال کرامت اشتمال اس کمترین خدام کو
پہنچتے رہے۔ تقریباً پچیس سال گذرے کہ یہ ذرۂ بے مقدار اپنے آقائے
نامدار سیدی و مرشدی حضرت الحاج شاہ مولا بخش قدس اللہ سرہ العزیز
کی خدمت مبارکہ میں حاضر اور مشرف بہ خطاب تھا بہ سلسلۂ تذکیر آپ نے
سیدنا الشیخ حضرت مولانا عبداللہ شاہ جلال آبادی ثم الکرنالی متعنا اللہ بفیوضہم
کے حالات ظاہر و باطن سے رطب اللسان ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت
مولانا کی نسبت متقدمین اولیاء کی نسبت تھی۔ فی زمانہ ایسے بزرگ نادر الوجود
ہیں اس کے بعد اس خادم سے فرمایا کہ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے ایک
مضمون بصورت رسالہ تحریر فرمایا تھا جس میں مسئلہ وحدۃ الوجود پر حضرت شیخ
اکبر محی الدین ابن العربی قدس اللہ سرہ العزیز کے نقطۂ نظر کو واضح کیا
اور مسئلہ وحدۃ الشہود پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ
سرہ العزیز و افاض اللہ علینا من برکاتہ و معارفہ کے نقطۂ نظر کی بقدر
ضرورت وضاحت فرمادی۔ اس تحریر سے حضرت کا منشا تو صرف اتنا
تھا کہ متوسلین خدام میں سے جو اس کے سمجھنے کا اہل اور شائق درد مند ہو اس کو
مطالعہ کرادیں۔ کتابی صورت میں اشاعت و اشاعت کا آپ نے کبھی ارادہ
نہیں فرمایا اور ابتداء میں اس پر بطور خلاصہ بھی کچھ لکھنے کی نوبت نہ آسکی۔

Marfat.com

میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ خطبہ لکھکر اس کی تکمیل کر دی جائے اور موزونیت کے ساتھ کتابی صورت میں لاکر اس کو طبع کرا لیا جائے تو حضرتؒ کی یہ مبارک تحریر مستقبل میں ضائع ہونے سے بچ جائے گی اور کوئی اللہ کا بندہ جو ذوقِ معرفت رکھتا ہو اس سے مستفیض بھی ہو سکے گا۔ اس عاجز کو یہ رسالہ حوالہ کرتے ہوئے اس کام کی تکمیل پر مامور فرمایا جب احقر نے امتثال امر کے لئے اس کا بغور مطالعہ شروع کیا تو یہ خیال آیا کہ مقدمہ کتاب میں بطور ترجمۃ المصنف مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ احوال کرامت اشتمال تحریر کر دیئے جائیں۔ چنانچہ بتوفیق الٰہی احقر نے اس خدمت کو انجام دیا یہ رسالہ بنام "التوحید" طبع ہو کر منظر افروز ناظرین ہو چکا ہے۔ اور اس کے مقدمہ میں دیگر مضامین کے ساتھ مختصراً حضرت ممدوح کے کچھ حالات قلم بند کر کے ایک خاص مجلس میں جس کی شمع محفل حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہٗ تھے اور آپ کے گرد پروانہ وار خدام و متوسلین کا اجتماع تھا اس خادم نے حضرت والا کو خود پڑھکر سنائے اور گذارش کیا کہ کسی واقعہ کے بیان میں اگر اس عاجز سے کہیں لغزش ہوئی ہو تو اُس کی اصلاح فرما دی جائے۔ پورا مضمون سننے کے بعد حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے تمام حالات مرقومہ کی تصدیق کرتے ہوئے اس ہیچمیرز کے حق میں بہت ہمت افزا کلمات ارشاد فرمائے۔

بندہ نے مقدمہ مذکورہ بالا میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ "حضرت مولانا ممدوح الصدر رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کے حالات و کمالات علمی و عملی ایسے مختصر نہیں ہیں جو ان چند سطور میں آ جائیں اُن کی تفصیل کے لئے ایک مستقل کتاب بطور سوانح تحریر کرنے کی ضرورت ہے جس کی تکمیل اللہ تعالےٰ کی رحمت اور توفیق پر موقوف ہے" چنانچہ بفحوائے کل امرٍ مرھونٌ باوقاتھا پچیس سال

Marfat.com

کے بعد اس آرزو کی کسی حد تک تکمیل کا حق جل شانہ نے اس طرح سامان فرمادیا جس کا کبھی گمان و وہم بھی نہ ہو سکا تھا۔ غیر متوقع طور حضرت ممدوح کے دست مبارک کی تحریر کردہ ایک قلمی کتاب مجلد میرے ہاتھوں میں پہنچی جس کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے یوم بیعت سے تقریباً آخر سلوک تک جو احوال و کیفیات آپ پر وارد ہوتے رہے اُنکو قلمبند کرنیکا التزام فرمایا تھا۔ یہ بھی واضح ہوا کہ اس التزام کتابت کا علم حضرت شیخ کو بھی ہوا۔ اور اسپر آپنے احتیاط کی نصیحت بھی فرمائی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے احقر کو بڑی مسرت ہوئی کہ یہ حضرت مولانا کی خود نوشت سوانح سلوک ہے جو آپ کے دست مبارک کی تحریر کردہ ہے۔ اس تحریر و تدوین سے آپ کی غرض طبع و اشاعت عامہ نہ تھی۔ اس کی حیثیت وہی تھی جو کتاب "التوحید" کی تھی کہ اخص احباب میں سے جو صاحب استعداد ہیں وہ مطالعہ سے مستفید ہو سکیں۔ اس خادم نے یہ خیال کیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی اشاعت کا خود ارادہ نہیں فرمایا تو دوسروں کو منع بھی نہیں کیا۔ اس لیۓ اس کی اشاعت انشاء اللہ تمام برادران طریقت کے مفید ہوگی۔ یہ کتاب مبتدیوں کے لیۓ دلیل راہ اور آداب طریقت سیکھنے کا ذریعہ ہوگی اور منتہیوں کو طریق تربیت سکھائیگی اور حضرت ممدوح کی حیات طیبہ کے اس خاص رُخ پر جس کو دینی حیات کہہ سکتے ہیں بہترین اور مصدقہ خود نوشت سوانح بھی ہے۔ اس داعیۂ قلب کے ماتحت احقر نے اس کی اشاعت کا عزم کیا۔ لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ اس کے سمجھنے کے لیۓ فارسی و عربی زبان پر اچھی دسترس ضروری ہے اگر بعینہٖ طبع کیا جائے گا تو اس کی افادیت محدود رہے گی اور وہ بھائی اس سے منتفع نہ ہو سکیں گے جو فارسی و عربی کے سمجھنے پر قادر نہیں ہیں اس لیۓ اس

Marfat.com

کمترین خدام سلسلہ نے بنام خدا اس کا ترجمہ بزبان اُردو شروع کر دیا تاکہ اس کی افادیت عام ہو جائے۔ اسی دوران میں احقر نے اس کی اطلاع اپنے عزیز بھائی و مخدوم جناب مولانا طفیل احمد صاحب دام مجدہٗ کو دی جو حضرت مولانا ممدوح کے اخص خدام میں سے ہیں اور تبلیغ حق و اصلاح خلق و خدمت سلسلہ کے لئے اپنی زندگی وقف کر چکے ہیں تو آپ نے اس پر غایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اشاعت کا عزم صمیم تحریر فرمایا جس سے اس ضعیف کی ہمت مضاعف ہوگئی اور بتوفیقہ تعالیٰ شانہٗ اس کے ترجمہ سے بعجلت ممکنہ فراغت ہوگئی۔ اب مطالعہ کرنے والوں کی بصیرت کے لئے چند خاص باتیں عرض کرنا ضروری معلوم ہوتی ہیں:۔

(۱) چونکہ اذکار و اشغال کا بڑا حصہ رات سے متعلق تھا اور یہی وقت اس کام کے لئے موزوں ہوتا ہے حسب ارشاد مرشد حقیقی سبحانہٗ و تعالیٰ اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا۔ اس لئے حضرت ممدوح نے ان سوانح کو بقید تاریخ و شہور راتوں پر ہی منقسم و مرتب فرمایا ہے۔ دن کے احوال کو ان ہی کے ضمن میں درج کیا ہے۔ ابتدائً تو یہ سلسلہ مرتب و مسلسل چلتا رہا۔ لیکن پھر یہ التزام منقطع ہوگیا اور کئی کئی راتوں کے احوال یکجا کر دیئے ہیں۔ بعض راتوں کا تذکرہ تحریر نہیں فرمایا غالباً اس وجہ سے کہ ان میں کوئی جدید حال وارد نہیں ہوا جو قابل ذکر ہو۔ اس لئے ناظرین یہ شبہ نہ کریں کہ مترجم نے ترجمہ احوال میں فرد گذاشت کی ہے۔

(۲) درمیان کتاب میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "حضرت شیخؒ کو اس قدر کشف ہوتا ہے کہ جب ہم مجلس مبارک میں حاضر ہوتے تھے تو بسا اوقات صراحۃً یا کنایۃً حضرت والا ہمارے عرض کرنے سے پہلے خود ہی ہم پر گذرنیوالی

Marfat.com

حالات بیان فرمادیا کرتے تھے ایسے مواقع پر ہم نے اُس واقعہ کے بالمقابل مختصر جملہ هٰذا مما اشرنا الیہ حاشیہ پر لکھدیا ہے" اس کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ اسی قسم کا واقعہ ہے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے جواشی پر یہ جملے حضرت والا نے کسی زمانہ میں نظر ثانی کے موقع پر تحریر فرمائے ہیں۔ احقر نے بھی یہ جملہ بعینہ تحریر کر دیا ہے۔ طوالت سے بچنے کے لئے ہر جگہ ترجمہ لکھنا ضروری نہیں سمجھا۔

(۳) حضرت مخدوم نے کسی مشاہدے کا تذکرہ ان الفاظ سے کیا ہے "کہ مجھے یہ متخیل ہوا"، "یہ متصور ہوا" اور کہیں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں کہ "میں نے دیکھا" "میں نے محسوس کیا" ان کے مفہوم میں آپ نے اپنی طرف سے ایک اصطلاحی فرق قائم کیا ہے۔ آپ نے ۱۲ صفر ۱۲۹۲ھ کے شب کے حال میں یہ تحریر فرمایا ہے:

"اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ انوار کے تذکرے میں پہلے جو کچھ میں لکھ چکا ہوں یا آئندہ لکھوں گا جب کہ انوار محسوس ہوتے ہیں (یعنی آنکھوں سے نظر آتے ہیں) تو میں وہاں لفظ حس یا محسوس لاتا ہوں اور جب کہ متخیل ہوتے ہیں تو میں "متخیل ہوا" یا "معلوم ہوا" وغیرہ لکھتا ہوں۔ احقر نے ترجمہ میں اس التزام کو قائم رکھا ہے۔

(۴) آپ کے ایک پیر بھائی مولانا محمد منیر صاحب تھے (جن کا حال ہم کو اس سے زیادہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ سہارنپور کے رہنے والے نہ تھے) یہ اور حضرت مولانا ممدوح ایک ہی مکان میں رہتے اور ایک ہی جگہ اذکار و اشغال معمولہ میں مشغول رہتے تھے اور پھر بہت مرتبہ دونوں ایک ساتھ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے حضرت ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ جب میں اس تحریر میں صیغہ جمع متکلم استعمال کرتا ہوں تو اپنے ساتھ مولانا محمد منیر صاحب کو مراد لیتا ہوں اور جب صرف اپنی ذات مقصود ہوتی ہے تو صیغہ واحد متکلم لکھتا ہوں۔

Marfat.com

(۵) ترجمہ میں وضاحت کلام یا شرح کے لئے اگر احقر مترجم نے اپنی جانب سے کسی جملے یا مختصر عبارت کا اضافہ کیا ہے تو اس کو دو قوسوں میں محدود کر دیا ہے۔ اگر طویل عبارت ہے تو بطور فٹ نوٹ نیچے تحریر کیا ہے اور ختم پر اپنا نام بھی لکھدیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ حصّہ حضرت ممدوح کا نہیں بلکہ منجانب مترجم ہے۔

(۶) ان اوراق میں جو احوال قلمبند ہوئے ہیں وہ ابتدا رسلوک کے ہیں اور یہ دور حضرت ممدوح کے عنفوانِ شباب کا تھا۔ اس کے بعد نصف صدی سے زیادہ زمانہ تک اسی لائن پر آپ اعلے ماشاءاللہ ترقیات فرماتے رہے ان کا تفصیلی علم اسی نہج کے ساتھ ہونے کی اب کوئی صورت ممکن نظر نہیں آتی لیکن اللہ تعالے ہر چیز پر قادر ہیں۔ جو چیز ہم کو اب دستیاب ہوئی پہلے کبھی ہم اسکا بھی تصور نہ کر سکے تھے۔ ممکن ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اپنی قدرت سے پھر ہمکو اس قابل کر دیں کہ بعد کے دور کو بھی ہم نظر افروز طالبین کر سکیں۔ کچھ ایسے ہی تصورات کے ماتحت میں نے اپنے حبیب اور برادر محترم و مخدوم جناب مولٰنا طفیل احمد صاحب عمت برکاتہم کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ ممدوح کی خدمت میں طویل عرصہ تک رہنے کا شرف آپ کو حاصل رہا ہے اسلئے اپنے مشاہدات اور ایسے ارشادات جو براہ راست آپ کو یا لائق محترم مخدومی جناب صوفی نظام الدین صاحب کو پہنچے کہ وہ بھی حضرت ممدوح کے دیرینہ خدام میں سے ہیں بقید تحریر منضبط کر کے احقر کے پاس بھیجیں۔ جسکو ان بزرگوں نے منظور فرما کر کچھ حالات تحریر فرمائے۔ ان مرویات کو آخر کتاب میں منضم کر دیا گیا ہے۔

الحمد للہ یہ عاجز اس مقدمہ کی تسوید سے بزمانہ قیام کراچی مورخہ ۲۶ ذی قعدہ ۱۳۸۱ء بیوم چہارشنبہ فارغ ہوا۔ ثم الحمد للہ

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ۰ امابعد احقر العباد بندہ عبداللہ جلال آبادی (ثم الکرنالی) اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائے اور اس کی اور اس کے والدین اور جن سے اس کا تعلق ہے یعنی اساتذہ عظام اور مشائخ کرام کی سب کی مغفرت کرے عرض کرتا ہے کہ مدت دراز سے مجھے علوم اسرار کی تحصیل اور اخیار کے طریق پر چلنے کا شوق تھا لیکن کل امر مرہون باوقاتہٖ (ہر کام اسی وقت ہوتا ہے جب اس کا وقت مقدر آجاتا ہے) علم ظاہر کی مشغولیت اور اہل وعیال کا تعلق دامنگیر رہا یہاں تک کہ پیر ومرشد کامل حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب دام فیضہم کی مبارک توجہ کی برکت سے تمام وساوس کو چھوڑ کر میں نے سہارنپور میں قیام کر لیا اور حضرت مولانا بالفضل اولانا مولوی عہ احمد علی صاحب (محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں رہ کر حدیث شریف کی تکمیل کا قصد کیا تھا جس کا سلسلہ جاری ہو گیا اب یہ اتفاق ہوا

عہ آپ کی وفات سنہ ۱۲۹۷ھ میں ہوئی ۱۲ اشتیاق احمد

Marfat.com

کہ میری بیوی بچے شدید بخار میں مبتلا ہوئے اور تپ دق کی صورت معلوم ہوتی تھی میں علاج کرتے کرتے عاجز ہوگیا تھا اور طبیب حاذق بھی جواب دے چکے تھے، اس زمانہ میں حضرت مخدومنا وشیخنا ومرشدنا عبدالرحیم شاہ صاحبؒ کی مقبولیت دعا کی غایت درجہ شہرت تھی جس کو سُن کر میں نے بھی آپ سے التجا کی حضرت نے دُعا فرمائی جس کے طفیل سے سب کو حق تعالیٰ نے صحت بخشدی نیز عرصۂ دراز سے مجھے تہجد کی آرزو تھی مگر اس پر قادر نہیں ہو رہا تھا حضرت ممدوح سے اس کے لئے دُعا کرائی تو حق تعالیٰ نے اس کی توفیق بھی عطا فرمادی قبل از بیعت ہی ایک دو مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ آنحضرت کے تصور کے بعد جب عبادت کی گئی تو ایسا ذوق عبادت پیدا ہوا کہ اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا اور میرا حال یہ تھا کہ بجز اکابر صوفیہ کی چند مشہور حکایتوں کے میں علم تصوف سے بالکل ناآشنا تھا۔ الغرض بعد مشاہدہ کمالات وتیقّن حالات میں نے ساتویں ذی الحجہ سن بارہ سو اکیانوے ہجری ۱۲۹۱ھ مقدسی صلعم بیوم شنبہ حضرت ممدوح سے بیعت کی اور سلسلہ میں داخل ہوگیا۔ اور حضرت شیخ کے تعلیم فرمودہ معمولات پر عمل شروع کردیا اب جو کچھ حالات پیش آتے رہے ان کو تاریخ وار لکھا جاتا ہے)۔

ذی الحجہ کی آٹھویں رات جو بیعت کے بعد پہلی رات تھی

جب نماز عشا وغیرہ سے فارغ ہوکر تکیہ پر سر رکھا اور عالم بیداری سے میدان خواب میں پہنچ چکا تو تین چار بار ذکر الا اللہ کی آواز جہر کے ساتھ فصیح لہجہ میں سُنکر میں متحیر ہوا اور اُٹھا اور ہر طرف دیکھا مگر ذکر کرنے والے کا پتہ نہ چل سکا۔ جب کہ دن میں حضرت شیخ کی خدمت اقدس سے مستفیض ہوا تو آپ نے

Marfat.com

دریافت کیا کہ رات کیا دیکھا۔ میں نے مذکورہ واقعہ عرض کر دیا۔

ایک دن کے بعد میں اپنے وطن (جلال آباد) پہنچا۔ تین چار رات وہاں قیام کیا۔ کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔ بجز اس کے کہ (پیدل سفر سے) تھکان کے باوجود کوئی رات ضائع نہیں ہوئی۔

پھر جمعہ کے دن واپس پہنچکر خدمت اقدس میں حاضری سے مشرف ہوا۔

ذی الحجہ کی پندرھویں رات

اس رات میں ذوق عبادت کے ساتھ کچھ نورانیت اپنے اوپر دیکھی اور مجھی مولوی محمد منیر صاحب پر جو کہ حضرت شاہ صاحب سے بیعت ہونے کی وجہ سے میرے بڑے پیر بھائی اسلامی ہیں اپنے سے زیادہ نور دیکھا جب دن میں حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ آج کی شب تم پر اور مولوی محمد منیر پر بہ نسبت کل اور پرسوں کی شب کے افضل گذری ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ بیشک یا حضرت۔

ذی الحجہ کی سولھویں رات

جو بعد اتوار کے آئی۔ ہم (یعنی میں اور مولوی محمد منیر صاحب) دو بجے اُٹھے ابتداء میں مجھی بند وقتی رہی۔ لیکن آخر میں ذوق لطیف پیدا ہوگیا۔

ذی الحجہ کی سترھویں رات

تہجد سے پہلے میں نے ایک خواب دیکھا کہ میرے مخدوم مولانا مولوی امیر بازخاں صاحب جو حضرت شاہ صاحب دام فیضہم کے خلیفہ اول ہیں فرماتے ہیں کہ قیامت قریب ہے اور شیطان بطور امتحان تمھارے سامنے چند مسائل پیش کرے گا تمھیں چاہیے کہ ایسے مسائل سے پرہیز کرو جو اختلافی ہوں اور جن پر (سب ائمہ کا) اتفاق ہے ان کے مطابق جواب دو۔ چنانچہ وضو کے مسائل میں کہو کہ

Marfat.com

ہیں ذہ در ذہ پانی سے وضو کرتا ہوں اور وہ بالاتفاق پاک اور پاک کرنیوالا ہے اس میں اختلاف بہت کم ہے۔ اور ایک خواب میں نے نماز فجر سے پہلے دیکھا کہ ایک سانپ پکڑنے والے کی مدد سے میں ایک زبردست اژدہا پر غالب آگیا۔ مولانا موصوف نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ "ان میں ایسے اعمال کے قبول کرنیکی بشارت ہے جو احتیاط سے زیادہ قریب ہوں اور موذیاتِ نفس وغیرہ پر غالب آنیکی بشارت ہے"۔ بوجہ ناسازی طبع تین دن (معمول ادا نہ ہو سکا) سُست رہا۔ بروز پنجشنبہ حضرت شاہ صاحب سے سُستی طبع کا حال عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس طریقہ سے استغفار پڑھو۔ چنانچہ میں نے پڑھا اور اُٹھنے کے وقت

ذی الحجہ کی بیسویں رات

چُستی کے ساتھ اُٹھ گیا اور اپنے شغل میں مشغول ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد دلجمعی پیدا ہوئی اور رِقت قلبی غالب آگئی اور نور کی ایک بارش مکان کی چھت سے فرش تک ایک ابر لطیف کے انداز میں جس میں برف جیسی خنکی تھی باوجودیکہ آنکھیں کچھ چوندھیا رہی تھیں مشاہدہ کی۔ تو میں از خود رفتہ ہو گیا مگر اس بیہوشی میں حقیقی ہوش کا ایک شعبہ بھی میں نے پالیا اور خواب غفلت سے عقیدت کی بیداری پر پہنچ گیا زبان اور قلم اس کے بیان سے قاصر ہیں اُن کو اس کے ذوق کی کیا خبر ہو سکتی ہے کہ وہ خود معدوم تھے۔ القصہ دیر تک یہ حال رہا۔ جب دن میں حضرت شاہ صاحب کی خدمت[۵۱] میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ فلاں وقت ہم نے بعض مُریدوں کا تصوّر کیا تھا۔ تم کو بھی کچھ اثر محسوس ہوا یا نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں یا حضرت محسوس ہوا اور حال جو وارد ہوا تھا عرض کیا۔ بعض[۵۲] حال عاجز کا خود حضرت نے ہی بیان فرما دیا۔ جس کی میں نے تصدیق کی۔

---

۵۱ ہذا ما اشرنا الیہ۔ ۵۲ ہذا ما اشرنا الیہ۔

130547

Marfat.com

اکیس ذی الحجہ کی رات

طبیعت عبادت کی طرف راغب تھی اس لئے تعداد مقررہ سے زیادہ ضربیں (قلب پر) لگائی گئیں۔ میں نے شیطان کو دیکھا کہ میری ہر ایک ضرب سے جو قلب پر لگتی ہے پیچ وتاب کھا رہا ہے۔ گویا میری ہر ایک ضرب ایک تلوار تھی جو اُس پر واقع ہو رہی تھی اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھی اور وہ تڑپ رہا تھا یہ واقعہ دن میں میں نے حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ تو فرمایا کہ روح اور قلب کے درمیان جُدائی[ف] تھی اور یہ ذوق پہلے ذوق سے مختلف ہے اور انشاء اللہ آج کی رات تم اور کچھ دیکھو گے کہ سب گذشتہ باتوں کو بھول جاؤ گے۔

بائیس ذی الحجہ کی رات

اس شب میں یہ اتفاق ہوا کہ بیداری کا جو وقت مقرر تھا اس وقت میں سوتا رہا میں نے دیکھا کہ حضرت والاکمال شفقت سے مخفی علوم اور لطائف عجیبہ مجھے تعلیم فرما رہے ہیں۔ جو نکات کہ آنحضرت کے طفیل سے منکشف ہوئے کبھی خیال میں بھی نہ گذرے تھے کانوں سے سننا تو گویا محال کے درجہ میں تھا۔ کچھ نہیں کہہ سکتا کیسا عجیب خواب تھا کہ تمام علوم ظاہری اس کے ایک حرف کے مقابلہ پر جہل مطلق اور تمام نعمتیں اور تمام موجودات دنیوی اس نور کے مقابلہ پر ذرہ بے مقدار معلوم ہوتی ہیں۔ میدان کلام میں اتنی وسعت کہاں ہے کہ اس نور حقیقت کا اس میں ایک حرف بھی سما سکے اور میزان کلام میں یہ طاقت نہیں کہ اس کے ایک لفظ کا بھی وزن کر سکے۔ بلکہ بجز اس کے ایک خاص ذوق کے اُس کا کچھ حصہ میرے ذہن ناقص

[ف] یعنی قلب کے دو طبقے ہیں ایک شیطانی ہے دوسرا رحمانی۔ طبقہ شیطانی کا بادشاہ نفس امارہ ہے اور طبقہ رحمانی کا بادشاہ روح ہے اور دونوں طبقوں کے مابین جُدائی ہے اور ضرب کے ذریعہ سے طبقہ شیطانی کی شکست مطلوب ہوتی ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

میں بھی باقی نہیں رہا۔ عجیب بات یہ ہوئی کہ کئی مرتبہ بیدار ہو کر اُٹھنے کا ارادہ بھی کیا، لیکن اُس ذوق کا تصور کر کے جب آنکھ بند کی تو چشم زدن میں پھر اُسی عالم میں پہنچ جاتا تھا۔ القصہ اس قسم کے خواب کا کبھی خواب میں بھی تصور نہیں ہوا تھا اور نہ کبھی کانوں میں ایسی باتیں پڑی تھیں جو حضرت شاہ صاحب کے طفیل سے میسر ہوئیں۔

جاننا چاہئے کہ جن ایام میں یہ حالات بندہ پر گذر رہے تھے میں تصوّف کا ایک حرف بھی نہیں جانتا تھا اور نہ میں نے اس علم کی کسی کتاب کا مطالعہ کیا تھا اور نہ کسی کی صحبت میں بیٹھکر ایسے علوم کا کوئی حرف سننے کی نوبت آئی تھی بلکہ یہ سب تصرفات آنحضرت کے ہیں اللہ تعالےٰ طالبین پر آپ کے فیوض و برکات کو زیادہ کرے اور واصلین اولیاء میں آپ کو عمر دراز عطا فرمائے۔

اور آنحضرت زادہ اللہ فضلاً و کرامۃً کی عادت یہ ہے کہ ہر رات طالبین کی نگرانی اس سے زیادہ کرتے ہیں جسقدر کہ ایسا کوتوال رعایا کی نگرانی کرسکتا ہے جو خدا ترس بھی ہو۔ اگر ایک طالب سے کسی رات میں عبادت میں کوئی قصور سرزد ہوتا ہے تو دن میں اس کو تنبیہ فرما دیتے ہیں تاکہ آئندہ ایسا نہ کرے۔ اسکو واضح کرنے کے لئے میں ایک دو نظیر لکھتا ہوں۔

اوّل یہ کہ مذکورہ بالا خواب کے بعد جب میں خدمت تقدس مرتبت میں حاضر ہوا تو بغیر اس کے کہ میں نے آپ سے اس کے بارے میں کچھ عرض کیا ہو آپ نے فرمایا کہ جیسے علوم اس رات میں تم پر منکشف ہوئے کبھی تم نے دیکھے اور سُنے بھی تھے؟ اس کے جواب میں میں نے وہی عرض کیا کہ جو پچھلی سطور میں لکھ چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ اس کے ذوق سے تم حدیث شرف کا ترک کر بیٹھو گے تو میں اس سے زیادہ تم پر منکشف کرتا۔ مگر چونکہ شریعت کی پیروی

Marfat.com

ضروریات اسلام میں سے ہے اور جس طرح کہ عطر اور گلاب کی اعلیٰ خوشبو اُس کے پھول کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اسی طرح طریقت بغیر شریعت فائدہ نہیں بخشتی۔ اور حدیث شریف کی تکمیل عین تکمیل شریعت ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے اس کی تکمیل کرلو اس کے بعد اس کا حظ وافر حاصل کرو (اس سے حضرت شاہ صاحب کی حذاقت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے) بزرگوں کا قول ہے کہ نادان طبیب مریض کو ہلاک کرڈالتا ہے اور مرض کا علاج بغیر طبیب حاذق کے نہیں ہوتا۔

اس گفتگو کے بعد آپ دوسرے مرید کی جانب متوجہ ہوئے جن کا نام مولابخش ہے۔ اُن سے فرمایا کہ رات کیسی گذری؟ انہوں نے عرض کیا کہ بخیر گذری۔ آپ نے فرمایا کہ وِرد میں یہ عجلت کیسی تھی؟ انہوں نے عرض کیا کہ اہل خانہ کی تکلیف کی وجہ سے میں نے جلد فارغ ہونا چاہا۔ فرمایا کہ خبردار آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا کہ ایک دوگانہ بھی خوبی کے ساتھ ادا نہ کرو۔ اور اس کی باوجود یہ بھی کہو کہ رات خیریت سے گذری۔ وہ شرمندہ اور نادم ہوئے۔

دوسرا واقعہ ایک رات تہجد کے وقت تفکرات خانگی کا خطرہ میرے دل میں پیدا ہوا۔ جب میں خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ رازق مطلق اللہ جل شانہٗ ہے اور تفکرات قلبی کا ماحصل یہ ہوتا ہے کہ ذوقِ عبادت جاتا رہے۔ مردانِ خدا کا کام یہ ہے کہ قوت کے ساتھ ایسے تفکرات کو مغلوب اور ذوق عبادت کو غالب کریں۔

غرض آنحضرت کی بہت سی باتیں اس قسم کی ہیں کہ اگر میں ان کی تحریر میں مشغول ہوگیا تو ان اوراق کی تحریر کی اصلی غرض جو کہ اپنی راتوں کی سرگذشت قلمبند کرنا ہے پیچھے جا پڑے گی۔ نیز بہت سے امور آئندہ حالات کے ضمن میں جو

Marfat.com

بالالتزام تحریر کئے جارہے ہیں انشاءاللہ معلوم ہو جائیں گے (اس لئے اس کو مستقل موضوع بنانے کی ضرورت نہیں ہے) اور کوئی بداندیش ان امور کو بھجوائے۔ چشم بداندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش درنظر۔ (بدگمانیاں کرنے والے کی آنکھ کو جو اکھیڑ ڈالنے کے قابل ہے ہنر بھی عیب دکھائی دیا کرتا ہے) دعوائے غیب دانی نہ سمجھے کہ یہ ازروئے شریعت باطل ہے یہاں غیب دانی کے اتہام کا موقع نہیں بلکہ یہ حدیث شریف اِتَّقُوا فراسۃَ المؤمن فانّہٗ ینظرُ بنورِ اللہ (بچو مومن کی فراست سے جوکہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) کے مطابق واقع ہوتا ہے۔ اور حضرت عمرؓ و دیگر صحابہ کرام کے قصے اور حضرت خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت سی خبریں اس کے شاہد ہیں۔ اس باب میں تطویل کلام کی حاجت نہیں۔ اب میں مقصود اصلی کی طرف رجوع ہوتا ہوں

تیئسویں ذی الحجہ کی رات

ہم وقت متعینہ پر اُٹھے اور حسب معمول پورا وِرد ادا کیا۔ اس دوران میں مولوی محمد منیر صاحب نے گھٹنوں پر سر رکھا اور سو گئے۔ انہوں نے اپنے آپ کو اور بندے کو اور حمد اللہ خاں اور دوسرے چند لوگوں کو دیکھا کہ مخدومنا و مولانا مولوی امیر باز خاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہیں اور ہر ایک اپنے حوصلہ کے مطابق ذکر کر رہا ہے۔ جب صبح کو مولوی محمد منیر صاحب مولانا صاحب ممدوح کی خدمت میں پہنچے تو مولانا نے استفسار فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو کوئی بات معلوم ہوئی۔ ہمنے تمھیں اور مولوی عبداللہ اور حمد اللہ خاں کو خصوصیت کے ساتھ اور دیگر طالبین کو بالعموم طلب کیا تھا۔ مولوی محمد منیر صاحب نے اقرار کیا اور جو مشاہدہ ہوا تھا عرض کیا۔

چوبیسویں ذی الحجہ کی رات

بخوبی تصوّر رہا۔ اور زکام کی تکلیف کے باوجود

Marfat.com

طبیعت ذکر کی طرف راغب رہی اور حرارت قلبی پیدا ہوتی رہی ۔ بعد فراغت سردی کی تکلیف اور تمام بدن میں درد اور سر میں بوجہ زکام گرانی لاحق ہو گئیں ۔ جب دن میں حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ رات کیا حالت ہوئی ہم کو منظور یہ ہے کہ تم جلد[1] کامیاب ہو جاؤ اور تم کو سردی کا اندیشہ ہو رہا ہے ۔ خاص طالبین کی طرف سے جس طرح دیگر امور (یعنی تجلیۂ باطن) کی خبر گیری کا فکر ہو رہا ہے اب سردی گرمی کا فکر بھی کرنا پڑیگا آئندہ رات اللہ پر بھروسہ کرکے گرم[2] پانی پی لینا اور وقت پر اُٹھ جانا ۔ میں نے قبول کیا حق تعالے نے صحت بخشدی ۔

پچیسویں ذی الحجہ کی رات

بروقت اُٹھا اور اپنے حسب حوصلہ ضربیں بھی لگائیں ۔ حرارت قلبی بہت ہوئی اور شوق الٰہی نے ظہور کیا اور تصوّر بھی خوب ہو گیا اور مضمون اللھم زِدْ فزِدْ کا ظاہر ہوا ۔ فالحمد للہ علی ذلک ۔ جب بعد فراغت سو گیا تو حضرت کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھ پر درویشی کے دو مقام منکشف فرمائے ۔ لیکن اسوقت کتب تصوف کا مطالعہ نہ ہونے کی وجہ سے میں اُن کا نام نہیں جانتا جب کہ دن میں حضرت والا کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا کہ تہجد کے بعد تم[3] نے کوئی خواب دیکھا؟ میں نے عرض کیا کہ بیشک ۔ فرمایا کہ ذکر میں حرارت قلبی پیدا ہوئی ۔ میں نے عرض کیا کہ بہت ہوئی حضرت ۔

چھبیسویں ذی الحجہ کی رات

نفس امارہ غالب آیا اور غفلت کی نیند طاری ہو گئی یہانتک کہ نماز تہجد بھی میسر نہ

---

[1] ہذا ما اشرنا الیہ [2] ہذا ما اشرنا الیہ ۱۲ [3] رات کو سوتے وقت گرم پانی بقدر ایک پیالی چا پی لینا اس نزلہ و زکام کے لئے بہت مفید ہے جس کا سبب سرد ہو ۔ ۱۲ اشتیاق احمد

Marfat.com

نہ ہوسکی فانا للہ وانا الیہ راجعون ٥ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ٥

اٹھائیسویں ذی الحجہ کی رات نماز تہجد میں خشوع وخضوع گریہ وزاری کے ساتھ غالب رہا اور ذکر میں بھی خاص ذوق اور جوش قلبی محسوس ہوتا رہا۔

انتیسویں ذی الحجہ کی رات اس رات کا حال بالکل ۲۸ ذی الحجہ کی شب کی طرح گذرا۔

سرگذشت ماہ محرم الحرام ۱۲۹۲ھ

پہلی رات وسواس شیطانی اور تخیّلات باطلہ مظلمہ پیش آتے رہے۔ ہر چند کہ تصور مقررہ کرتا تھا مگر وہ دفع نہیں ہوتے تھے۔ دوسرے دن حضرت کی خدمت اقدس میں شکایت پیش کی تو آپ نے اطمینان دلایا اور فرمایا کہ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ آج کی رات میں تم سورۂ اخلاص اس طریقہ سے پڑھنا یعنی اسمیں صورت کے معانی کا تصور اچھی طرح جما کر پڑھا جائے۔

دوسری رات اس رات میں (حسب ارشاد سورۂ اخلاص) پڑھکر سو گیا۔ دیکھا کہ دو لڑکوں کی ماں کا کسی نے سر کاٹ دیا۔ انہوں نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کی تو آپ نے دعا فرمائی اور وہ عورت پھر صحیح وسالم ہوگئی۔ اور دوسرے امور عجیبہ بھی دیکھے جو یاد نہیں رہے۔ پھر میں بروقت اُٹھا اور اپنے اوراد معمولہ کو ادا کیا۔ دوسرے دن حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا (خواب سُن کر) آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ آج کی رات میں پھر پڑھنا۔

تیسری رات حسب ارشاد سورۂ اخلاص کو پڑھا اور سو گیا۔ اُٹھنے میں وقت

Marfat.com

معمول سے کچھ دیر ہوگئی۔ لیکن تہجد ہلکی قرارت (یعنی چھوٹی سورتوں) سے پڑھکر ذکر میں مشغول ہوگیا۔ تصور درست ہوگیا۔ اور عذاب قبر اور دوزخ کی سختی اور قیامت کی شدت کے تصور سے از خود رفتہ ہوگیا اور بہت گریۂ وزاری پیش آئی۔ فالحمد للہ۔

چوتھی رات ہم بروقت اُٹھ گئے۔ حضوری قلب اور ٹھیک تصور بھی حاصل ہوگیا۔ اور ضرب لگانے کے وقت معلوم ہوتا رہا کہ کوئی چیز قلب سے نکلکر منتشر ہو رہی ہے جس طرح خوشبو گلاب سے نکلتی اور منتشر ہوتی ہے۔

پانچویں رات حضرت سے اجازت لیکر وطن پہنچا۔ راہ میں[۵] تھک جانے اور نیند کی شدت اور دیگر عوارض و موانع کے باوجود اُٹھا۔ مگر بوجہ ابر کے رات کی کیفیت نہ معلوم ہوسکی کہ کس قدر باقی ہے۔ بعد طہارت کاملہ اپنے اوراد میں مشغول ہوگیا۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ رات تھوڑی سی باقی رہی ہے۔

چھٹی رات اسی طرح چھٹی رات میں مناسب وقت پر اُٹھا اور اطمینان کے ساتھ ورد پورا کیا۔ اس رات میں ایک مرتبہ جوش قلبی ظاہر ہوا۔

ساتویں رات سہارنپور آگیا۔ اس رات میں تھکاوٹ بہت زیادہ تھی محض اللہ کے فضل اور توجہ شیخ کی برکت سے بروقت اُٹھا۔ تہجد ادا کیا اور کچھ ذکر کیا۔ پھر سوگیا۔

آٹھویں رات یہ رات بھی اسی طرح گذری۔ مگر اس میں تھکاوٹ بہ نسبت سابق کم تھی اور حالت درستی کی جانب مائل ہوگئی تھی۔ جب حضرت کی خدمت

---

۵ اُس زمانہ کا سفر آج کے دور کی طرح نہیں تھا۔ اب تو سہارنپور تک ریل کے سفر کے ذریعہ سے آسانی سے آجا سکتے ہیں یہ واقعات نوے برس پہلے کے ہیں جب کہ سہارنپور اور جلال آباد کے درمیان ریل نہیں تھی یہ پچیس تیس میل کا فاصلہ پیدل طے کیا جاتا تھا ۱۲ اشتیاق احمد۔

Marfat.com

میں پہنچا تو فرمایا کہ تم کو جو تھکن ہو رہی تھی اب اس کی کیا کیفیت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت اب ٹھیک ہوں۔

اور بفضلہ تعالےٰ روز بیعت سے تا دم تحریر میرا شوق ترقی پر ہے بالخصوص آنحضرت کی محبت بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ میری عادت ہے کہ روزانہ بعد عصر خدمت اقدس میں حاضر ہوتا ہوں اور آنحضرت نے بھی عصر و مغرب کا درمیانی وقت طالبین کی نصیحت وغیرہ کے لئے خاص کر رکھا ہے اور اسی وقت خاص خاص اصحاب مثل مخدومنا مولوی امیر باز خاں صاحب اور میاں جی علاؤالدین صاحب اور دوسرے طالبین خدمت بابرکت میں حاضری سے مستفیض ہوتے ہیں اور آپ کے کلام نصیحت التیام سے نفع حاصل کرتے ہیں اور حضرت شیخ دام فیوضہم بجز امر بالمعروف (یعنے نیک کاموں کے کرنے کا حکم) اور نہی عن المنکر (یعنی بری باتوں سے روکنا) اور اتباع شریعت کی تاکید کے اور کوئی کلام نہیں کرتے۔ اگر کسی کا ظاہر خلاف شریعت دیکھتے ہیں تو پہلے اس کو کلمۂ خیر اور تالیف قلب کے ساتھ منع کرتے ہیں۔ اگر باز آ گیا تو فبہا ورنہ سختی اور جھڑکنے سے روکتے ہیں اگر پھر بھی وہی حال رہا تو اپنے پاس سے اٹھا دیتے ہیں کہ اس سے دو فائدوں میں سے ایک ضرور ہوتا ہے یا تو تائب ہو جائے گا اور یا دوبارہ آ کر اوقات میں حارج نہ ہوگا۔ اور بعض ایسے شیوخ بھی جو ع اے بسا ابلیس آدم روئے ہست اور اس حدیث کے محمل ہیں سیکون فی امتی دجالون کذابون الحدیث اور اس آیۂ کریمہ کے مصداق ہیں ویقولون مالا یفعلون ۰ ہمارے حضرت کی خدمت میں پہنچکر طوعاً کرہاً تائب ہو جاتے ہیں۔ عوام کی تو کوئی انتہا

لے ہذا ما اشرنا الیہ

Marfat.com

نہیں۔ آپنی عادت کے موافق کلام کو طول دینے سے اجتناب کرتے ہوئے اس حقیقت کی وضاحت کے لئے ایک دو نظیر لکھتا ہوں۔ بحکم العاقل یکفیہ الاشارۃ (عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہوجاتا ہے) اتنا ہی کافی ہو جائیگا۔

ایک شخص درویشی کے لباس میں ہمارے حضرت کے سامنے آکر بولا کہ تمہارے خدا کتنے ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ واحد، صمد، لم یزل، بے چون وچند ہے۔ کہنے لگا کہ میں تم کو درویش سمجھتا تھا اب معلوم ہوا کہ دنیادار ہو۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا مسلک کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ میرے خدا چار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھ میرا ایک خدا تیرے چار خداؤں پر کیسے غالب آتا ہی اور فوراً ہی اس کی گردن پکڑ کر او رنیچے ڈال کر دو تین مُکّے حرارت اسلامی کے جوش کے ساتھ پوری طاقت سے مارے۔ اُس نے واویلا اور چیخنا شروع کر دیا اور کہنے لگا بیشک تمہارا ایک خدا میرے چاروں خداؤں پر غالب آگیا اب میں سچی توبہ کرتا ہوں کہ توحید کے سوا کبھی تین، چار خدا کا لفظ بھی زبان پر نہ لاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت نے اس کو چھوڑ دیا۔

ایک شخص ہے جس کے پیچھے لڑکے اور عام لوگ لگے رہتے ہیں۔ کوئی اس کو عالم کہتا ہے، کوئی عامل کوئی شاہ صاحب کہتا ہے کوئی پیر جی اور قلندر صاحب کہتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا شخص ہے کہ اس نے اعمال سفلیہ کر کے چند شعبدے حاصل کر لئے ہیں۔ کسی کو تر و تازہ کھجوریں اور بغیر موسم تازہ الائچی کے گچھے دکھا دیتا ہے۔ کسی کی حاجت کاغذ پر لکھ کر کنویں میں ڈلوا دیتا ہے۔ اُس کا جواب لکھا ہوا آجاتا ہے اور کہتا ہے کہ خضر علیہ السلام نے یہ جواب دیا ہے۔ اور کبھی دُور پڑی ہوئی تسبیح کو کہتا ہے کہ آجا اور تمام حاضرین کو تسبیح آتی ہوئی نظر آتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس قسم کی

Marfat.com

شعبدات سے لوگوں کو گرویدہ بنا کر مرید کرتا ہے ایک دن حضرت کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو حضرت نے اس کو ایسا پکڑا (اور اس کی پیری کے راز کھول دیئے) کہ بجز توبہ کرنے کے اُس کو چارہٗ کار نظر نہ آیا خواہ بعد میں اس توبہ پر قائم رہا ہو یا نہ رہا ہو۔ ایک شخص نے اس سے کہا کہ شاہ صاحب آپ نے وہاں اپنی تسبیح کیوں نہیں ہلائی؟ کہنے لگا واللہ باللہ کچھ بھی یاد نہ رہا۔ سب کچھ بھول گیا۔

ایک اندھا مولوی مشہور ہے کہ اکثر جگہ بدعات کو رواج دیتا اور فسق و فجور پھیلاتا ہے۔ اتفاقاً ایک دن حضرت کی خدمت میں آپہنچا آپ نے اُس کو بھی ایسا پکڑا کہ بجز اقرار گناہ اور توبہ کے اس نے کوئی چارہٗ کار نہ دیکھا۔ اور استدعا بیعت کی۔ لیکن حضرت کی عادت ہے کہ توبہ کے تیقّن کے بغیر کسی کو اپنے سلسلہ میں داخل نہیں کرتے۔ اُس سے فرمایا کہ کل آؤ۔ وہ چلا گیا اور پھر نہیں آیا۔

لوگوں سے معلوم ہوا کہ یہ کہتا ہے کہ اگر پھر پہنچ گیا تو جیتا نہ بچونگا۔

اس قسم کے واقعات بہت ہیں اگر اُن کے لکھنے میں لگ جاؤں گا تو اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ اور ہمارے حضرت ایسی بیعت کو جس سے طالب کو کچھ حاصل نہ ہو مؤاخذہٗ شیخ کا موجب سمجھتے ہیں اور بجز آداب شریعت اُن آداب کو جو پیرزادوں نے بنا رکھے ہیں بیہودہ سمجھتے ہیں۔ نہایت متبع شریعت اور عاشق سُنّت ہیں۔ علاوہ دیگر اشغال کے آپ کا معمول ہے کہ ہر دو دن میں ایک لاکھ پچیس ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھا کرتے ہیں۔ اب میں اپنے حالات کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

نویں رات	میں اُٹھا اور محبی مولوی محمد منیر صاحب کو جگایا۔ انھوں نے فرمایا

Marfat.com

کہ آنحضرت کی طرف سے حکم ہے کہ حضرت مولوی صاحب مجھے بیدار کریں گے (غالباً آنحضرت“ سے حضرت شیخ اور ”حضرت مولوی صاحب“ سے مولانا امیر باز خاں صاحب مراد ہیں) میں تہجد میں مشغول ہو گیا اور آنصاحب پھر سو گئے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ میں تصوف کی ایک کتاب پڑھا رہا ہوں۔ میں نے اُن کو پھر جگایا اور اپنے شغل میں مصروف ہو گیا۔ بعد فراغت میں سو گیا اور مولوی صاحب ذکر میں مشغول رہے۔ اُن کے ذکر کی آواز سے مجھ میں جذبہ کی حالت پیدا ہو گئی اور میں بدرجۂ کمال حلاوت محسوس کرتا رہا اور میرا بدن بھی کانپتا رہا۔ اس ذوق کو وہی جان سکتا ہے جو خود صاحب حال ہو ع حدیثِ یار نتواں جز بعاشق گفت۔ اور اس وقت صاحب مذکور پر بھی خاص حالت تھی۔ اس کے بعد ابلیس پُرتلبیس نے ایک لڑکے کی صورت میں اُن کے سامنے آکر کہا کہ میں نے بھی سُن لیا ہے۔ اُنہوں نے لاحول سے اس کو دفع کیا۔ تو وہ ایک پہاڑ بن کر مجھ پر آگرا۔ اور سخت حملہ کر کے مجھے اس نے تکلیف پہنچائی۔ بدقت میں نے لاحول پڑھی۔ اس کے بعد وہ دفع ہوا۔ فالحمد للہ۔ جب دن ہوا تو میں خدمت اقدس میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا آج تم نے[1] نئی حالت دیکھی۔ میں نے عرض کیا کہ بیشک حضرت ایسا اور ایسا پیش آیا۔

اس زمانہ میں بندہ اور محبی مولوی محمد منیر صاحب ایک ہی جگہ رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ میں نے (اس کتاب میں) اکثر جگہ جمع متکلم کے صیغے استعمال کئے ہیں۔ ہم دونوں کی سرگزشت اور حالات اور رؤیا و خیالات اکثر ایک دوسرے کے موافق رہتے ہیں۔ مگر شدت اور ضعف کا فرق ہے کہ وہ مجھ سے مرتبہ میں مقدم ہیں۔

[1] ہذا ما اشرنا الیہ۔

Marfat.com

دسویں رات اس رات میں نے اپنے خیالات کو اُن صاحب کے خیالات سے مختلف دیکھا۔ میں وقت مقررہ سے دیر میں اُٹھا اور تھوڑی قرارت سے نوافل ادا کی اور تھوڑا ذکر کرنے کے بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا اور وہ (یعنی مولوی محمد منیر صاحب) اسی طرح ذکر میں مشغول رہے کہ توجہ کا وقت پیش آگیا اور لطائف معلوم کئے۔ وقت معینہ پر حضرت والا کی خدمت میں پہنچا۔ فرمایا کہ اس[1] رات تمھارے اور محمد منیر کے حالات ایک دوسرے سے مختلف رہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت ایسا ہی ہوا ہے۔ پھر فرمایا کہ نوافل سب ادا ہو گئیں میں نے عرض کیا کم قرارت کے ساتھ۔

گیارہویں رات ہم اُٹھے اور بعد نوافل ذکر میں مشغول ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد شیخ کا تصوّر پچھلے ایام سے اچھا ہو گیا اور اللہ اللہ کا تلفظ قلب کی راحت اور روح کی غذا بن رہا تھا۔ خلاصہ یہ کہ یہ رات کل جدید لذیذ کی مصداق تھی۔ وقت معلومہ پر شرفِ حضور سے مشرف ہوا۔ فرمایا[2] تصوّر خوب ہوا اور جدید حالت محسوس ہوئی۔ میں نے اقرار کیا۔ (حاضری کے وقت حضرت شاہ صاحبؒ کے جو جملے یہاں نقل کئے یعنی "تصوّر خوب ہوا" وغیرہ اور جو اس سے پہلے منقول ہوئے یہ سب سوالیہ جملے نہیں ہیں۔ بلکہ خبریہ ہیں اور ان جملوں پر حضرت جامع یعنی مولانا عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حواشی پر سب جگہ مختصر جملہ ھذا ما اشرنا الیہ تحریر فرمایا ہے (یعنی یہ وہی بات ہے جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں) یہ اُس مضمون کی جانب اشارہ ہے جو بائیس ذی الحجہ کی رات کا حال منضبط کرنے کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ کے مکاشفات اور تصرّفات پر چند واقعات تحریر فرمانے کے بعد کشف ,بر

---

[1] ہذا ما اشرنا الیہ [2] ہذا ما اشرنا الیہ۔

Marfat.com

مختصر کلام کیا ہے۔ مقصد اس جملہ سے یہ ہوتا ہے کہ حضرت نے حال سننے سے پہلے یہ جملے از خود ہی فرما دیئے جو آپ کے کشف پر دلالت کرتے ہیں۔ احقر نے اس ترجمہ میں ایسے مواقع پر بنظر اختصار صرف لفظ "کشف" پر اکتفا کیا۔
اس موقع پر پھر حضرت شیخؒ کے بعض مکشوفات کی طرف انتقالِ ذہنی ہوا تو پھر بعض حالات قلم بند کرنے کی طرف میلان ہوا۔ (اشتیاق احمد عفی عنہ)

اور ہمارے شیخ کے مکاشفات بے شمار ہیں ان میں کا یہ بہت قلیل حصّہ ہے جو اس مجموعہ سے منکشف ہوتا ہے ایک مرتبہ احقر اور مخدومنا مولوی امیر باز خاں صاحب اور میاںجی علاؤالدین صاحب حضرت کی خدمت میں موجود تھے کہ ایک شخص آیا جس کو اس سے پہلے کبھی حاضر ہونے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ آپنے اُس سے فرمایا کہ "سرفراز[۱] علی خیریت سے ہو۔ انبالہ سے آئے ہو" اُس نے متحیر ہو کر کہا کہ حضرت میرا نام آپ کو کیسے معلوم ہو گیا تو آپ نے چھپانے کے لئے فرمایا کہ "ایسے امور کبھی قرائن سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ ایسی باتیں بزرگی پر کچھ بھی دلالت نہیں کیا کرتیں"۔ ہم کو بھی ان کی تاکید ہے کہ جو راز کی باتیں اس مجموعہ میں تم نے لکھدی ہیں وہ بغیر اجازت کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ اور اس کی ہم کو کمال تاکید فرمائی کہ کوئی بات (ہمارے بارے میں) خلاف واقعہ نہ تحریر کرو۔ اگر تم نے کچھ خلاف واقعہ لکھدیا تو قیامت کے دن میں بری ہونگا اور اس کا وبال تم پر پڑے گا "پیراں نمی پرند مریداں می پرانند" (یعنی پیر نہیں اُڑتے مگر مرید اُن کو اُڑاتے ہیں) کا معاملہ جو مریدین اپنے بزرگوں کے ساتھ کرتے ہیں آپ اُس کو اُن کے لئے سخت ہلاکت کا موجب سمجھتے ہیں۔

اور شیاطین ہمارے حضرت سے اس طرح کانپتے ہیں جس طرح قصاب سے

---

[۱] ہذا ما اشرنا الیہ۔

لگائے۔ چند جگہ ایسا ہوا ہے کہ کسی شیطان یا خبیث نے کسی کو ایذا پہنچائی اور حضرت تک فریاد پہنچ گئی تو آپ نے کسی کو اپنے گھر میں سے کوئی کنکری اُٹھا کر دیدی کہ یہ مصروع پر مار دو اور کسی کو روئی کا پھایہ دیدیا کہ یہ کان میں رکھدو اور کسی کو کوئی کاغذ کا ٹکڑا اُٹھا کر دیدیا کہ اس کا فلیتہ بنا کر جلاؤ اور دھواں ناک میں پہنچا دو تو حسب ہدایت عمل کرنے سے فوراً صحت ہوگئی۔

چودھویں رات حسب حکم میں ایک آیت پڑھ رہا تھا یعنی اللہ نور السمٰوٰت والارض تا نور علی نور تو ایک لحظہ تک دنیا و مافیہا سے کلیتہً ذہول ہوگیا۔ میں نے دن میں عرض کیا۔ حکم ہوا کہ آئندہ تصور اس طریقے سے کرو اس دن میں رات تک کئی مرتبہ ایسا ہی پیش آیا فالحمد للہ۔

پندرھویں رات بعد ادا معمول یعنی آیت مذکورہ سو گیا۔ تہجد کے وقت تک تجلیاتِ انوار اور مشاہدات اسرار سے مخمور رہا۔ تہجّد کے وقت پُر مسرت اُٹھا اور تمام اوراد ذوق و شوق کے ساتھ ادا کئے۔ اور تمام دن دوست کے ساتھ دل مشغول رہا اور اپنے اوپر فیضان محسوس کرتا رہا۔ مجھے یہ تصور رہا کہ اس دن سے فیض شروع ہوگیا ہے۔ فالحمد للہ علی افضالہ۔ خداوندا ہمارے شیخ کو ایسے فیوض غیر متناہیہ کے ساتھ سلامت رکھ اور ہم کو اور تمام مسلمانوں کو اپنی مرضیات پر قائم رکھ۔

سولھویں رات اس شب کے حالات قدرے کمی کے ساتھ پندرھویں رات کے مانند رہے اور دن میں چند مرتبہ نفی ماسوی اللہ متاع صبر جلا دینے والی بجلی کے مانند قلب پر طاری ہوئی۔

سترھویں رات اس شب میں رقت غالب رہی۔

اٹھارویں رات بائیں جانب ایک نور غلیظ دیکھا جس کے سامنے آجانیکی وجہ سے

Marfat.com

گھر کی دیوار نظر نہیں آتی تھی قوت خیالیہ سے میں اُس کو اپنے سامنے لایا۔ یہ ایک ساعت کے بعد مرتفع ہو گیا۔

انیسویں رات خواب میں انوار کا مشاہدہ کرتا رہا اور نیند و بیداری کے مابین بحالت غفلت ایک شدید تجلی کا گھر میں مشاہدہ کرتا رہا کہ مجھے یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ چاند کی روشنی ہے۔ جملہ اوراد پورے اطمینان کے ساتھ ادا ہوئے علی الصباح ہم حضرت مولنا امیر باز خاں صاحب کی مجلس توجّہ میں پہنچے۔ جلسہ کے آخر تک قلب میں حرکت اور اضطراب رہا۔ حضرت موصوف سے معلوم ہوا کہ وہ رنگ لطیفہ کا تھا۔

بیسویں رات ہم بروقت اُٹھ گئے اور الصلوٰۃ معراج المؤمنین کی کیفیت مشاہدہ ہوئی۔ یعنی آیات قرآنی کے مصداق کی صورتیں میرے سامنے آگئی تھیں۔ اور ذکر کی حالت میں ایک چیز مثل دھویں کے متخیل ہوئی جس نے ہر طرف سے در و دیوار کو اپنے میں محو کر لیا۔ یہ چیز دیر تک رہی۔ مگر اس میں غلظت ایسی نہ تھی کہ تمام اشیاء کو بالکلیہ نابود کر دے۔ ذکر کے بعد دوزخ اور دوزخیوں اور عذاب قبر کے مناظر مشاہدہ ہوئے۔ ان اشکال کے مشاہدے سے شدید گریۂ وزاری جو لازم تھی پیش آئی اور تمام دن خائف رہا۔ دوپہر کو کچھ سویا اور اسمیں اضطراب قلب اور جذب کی صورت پیش آئی۔

اکیسویں رات آیت کریمہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون پڑھنے کے بعد سو گیا۔ خواب میں تمام رات نیزہ لیکر محاربہ کرتا رہا اور کسی خوف کا مشاہدہ نہیں ہوا۔ پھر وقت پر اُٹھا اور بخوبی تمام وظائف ادا کئے۔ تمام دن خوفِ (آخرت) اور تصور شیخ دام فیوضہم قائم رہا۔ قیلولہ (یعنی دوپہر کے سونے کے وقت) اضطراب قلب اور جذب کی حالت رہی۔

Marfat.com

بائیسویں رات وظائف بخوبی ادا ہوئے۔ مگر نہ مثل گذشتہ دو راتوں کے۔

تیئسویں رات تمام اوراد بفراغت ادا ہوئے۔ فرحتِ قلب اور ذوقِ عبادت آخر ذکر میں بالخصوص بدرجہ کمال پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ایک لمحہ کے لئے سو گیا۔ دیکھا کہ شام کا وقت ہے اور حضرت والا کی خدمت میں جانے کا ارادہ ہے مگر ایک شخص کی وجہ سے جو مثل مولوی امیر باز خاں صاحب کے ہے تاخیر واقع ہو گئی۔ آخر خود ہی چل پڑا۔ راستہ میں ایک دریا دیکھا جس میں میرے ہاتھ سے چھوٹ کر کتاب نسائی گر گئی تو بے تامل دریا میں جا کر میں نے کتاب اُٹھالی۔ اب پانی بہت ہو گیا بفضلہ تعالیٰ کوئی خوف دل میں نہ لاتے ہوئے میں نے دریا کو عبور کیا۔ دیکھا کہ کنارہ اس کا اتنا اونچا ہے جس قدر دو منزل مکان ہوتا ہے اور اس پر ایک ہاتھی کا بچہ کھڑا ہوا ہے۔ میں چڑھتا ہوا اوپر آگیا اور ایک موٹا ڈنڈا اُٹھا کر اس کے سر پر اتنا مارا کہ وہ عاجز ہو گیا۔ فالحمد للہ۔ جب حضرت کی خدمت میں پہنچے تو آپ[۵۱] نے تمام کیفیت بالاجمال بیان فرماتے ہوئے دریا کی تاویل معرفت اور ہاتھی کے بچے کی تاویل نفس سے کی۔

چوبیسویں رات ذکر کے وقت قلب میں وحشت اور فکر میں تکاسل پایا کہ میں نے وظیفہ بدشواری ادا کیا کہ بعد چند ضرب کے ضیق النفس کی صورت پیدا ہو جاتی اور سانس گھٹتا تھا۔ وقت معینہ پر حضرت کی خدمت میں پہنچا اور رات کا اثر اسی طرح باقی تھا۔ جیسے ہی شرف حاضری سے مستفیض ہوا۔ وہ سب کیفیت زائل ہو گئی۔ حضرت[۵۲] نے سوالیہ انداز میں تمام گذری ہوئی کیفیت ارشاد فرمادی۔ میں نے تصدیق کی اس وقت چند مرید موجود تھے ہر ایک سے اس کے شغل کے بارے کچھ استفسارات کئے اور اُس سے تعلق رکھنے والی ضروریات

---

[۵۱] ہذا ما اشرنا الیہ [۵۲] ہذا ما اشرنا الیہ۔

Marfat.com

بطور نصیحت بیان فرماتے رہے۔ اسی وقت سے خوف و رجا کا مضمون میرے دل میں جگہ پکڑ گیا۔

پچیسویں رات ٹھیک وقت پر بیدار ہوا۔ ذوق کلی حاصل ہوا۔ ذکر اللہ میں صفات باری کا تصور بخوبی ہوا۔ ان میں سے صفت قدرت کہ ازل سے ابد تک کے تمام جزئیات مفصلہ پر حق تعالیٰ قادر حقیقی ہیں خاص طور پر منکشف ہوئی۔ بندوں کو دوزخ میں عذاب دینے کی قدرت کا جب میں نے تصور کیا تو الامان الامان کس قدر بھیانک سیاہ رنگ والی آگ کا مشاہدہ ہوا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور دل مضطرب تھا۔ پھر عذاب نار سے امن دینے کی قدرت اور بہشت کے انعامات اور خلد بریں کی نعمتوں کا جن میں سب سے افضل دیدار الٰہی ہے میں نے تصور کیا تو وہ پچھلی بےچینی اور تکدّر فرحت اور اطمینان سے بدل گیا اور اسی طور پر علم اور سمع وغیرہ کا تصور بخوبی تمام واقع ہوا۔ اور تصور سمع کے ضمن میں خاص قلب سے میں نے اپنی آرزوئیں عرض کیں۔ تمام دن مخمور اور خائف رہا۔ جب حضرت کی خدمت میں پہنچا تو آپؒ نے خوش ہو کر اجمال کیساتھ اظہار حال فرما کر تفصیل بیان کرنے کا ایماء فرمایا جس پر میں نے کچھ عرض کیا۔

چھبیسویں رات میں نے خواب میں دیکھا کہ مریدوں میں سے ایک شخص حضرت کے سامنے ذکر کر رہا ہے۔ اللہ اللہ کی ایک دو ضرب سُنکر میں مست ہو گیا اور مجھے کچھ ہوش نہ رہا حضرت نے اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھدیا تو ہوش آگیا۔ تھوڑی رات گئے میں اٹھ گیا۔ ابتداء میں ذوق رہا۔ آخر میں خیالات منتشرہ اور ظلمت پیدا کرنے والے تصوّرات آئے جن کو لاحول سے دفع کیا۔ پھر غنودگی غالب آئی۔ خواب میں بلّی کی شبیہ ایک چیز دیکھی اور ایک دو مرتبہ ایک

Marfat.com

آواز سُنی - حیران ہوا کہ مولوی محمد منیر اپنے گھر گئے ہوئے ہیں یہ آواز کس کی ہے
اسی دوران میں باہر سے نماز فجر کی قرارت کی آواز آئی تو میں نے مسجد جانے کا ارادہ
کیا - گھر کے دروازے پر پہنچا تو بگولے کی طرح کی کسی چیز نے مجھے اپنی گرفت میں
لے لیا اور مجھے اُڑا لیجانے کا ارادہ کیا - میں نے سمجھا کہ یہ جن ہے - میں بالکل نہیں
ڈرا اور اس سے کہا کہ تیری اس قسم کی حرکات سے میں کبھی ڈر کر نہیں بھاگوں گا -
یہ دیکھکر میں بیدار ہو گیا - یہ تمام حرکات شیطان کی سمجھ میں آئیں - نماز کے لئے
مسجد میں چلا گیا - نماز میں بھی کچھ غنودگی آئی اور اُس میں کچھ خیالات باطلہ دیکھے -
پریشان ہوا اور دل میں کہا کہ اگر یہی حال رہا تو یہ پھر تکلیف دیگا - اس لئے
مناسب یہ ہے کہ پھر سو جاؤں اور اس مرتبہ اگر آئے تو اس سے لڑوں - اور یہ دن
جمعہ کا تھا - میں سو گیا مگر پھر وہ میرے سامنے نہ آیا جمعہ کے وقت میں جامع مسجد میں
تھا اور ذکر قلبی کر رہا تھا کہ مخدومی مولانا امیر باز خاں صاحب پر نظر پڑی تو میرا
ذوق دُگنا ہو گیا - قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے قلب شدت کے ساتھ جاری اور ذوق
ساری رہا - عصر کے وقت جب حضرت کی خدمت میں پہنچا اور رات اور دن کا تمام
ماجرا میں نے عرض کیا تو آپ نے اطمینان دلایا اور میانجی علاؤالدین سے فرمایا کہ ذکر
کریں انہوں نے ذکر کیا تو مجھے اضطراب قلب اور کیفیت وجد مغرب کے بعد تک رہی
اور حکم ہوا کہ اس دن سے استغفار اور درود شریف جو پہلے معمول میں تھے اور بنا بر
غفلت موقوف ہو رہے تھے اُن کا ادا کرنا پھر شروع کروں - تعمیل حکم کی گئی -

ستائیسویں رات

خواب میں دیکھا کہ حضرت والا اور مولوی صاحب (یعنی مولانا
امیر باز خاں صاحب) کے سامنے دو لڑکے انت الہادی
کا ذکر کر رہے ہیں اور مجھے وجد شروع ہو گیا - مولوی صاحب کے اشارہ سے دروازہ
بند ہو گیا اور مجھے اندر لیجا کر مجھ پر نظر ڈالی جس نے مجھے بیہوش کر دیا - بعدہٗ میں نے

Marfat.com

اپنے کو دیکھا کہ تحصیل علم کے لئے جا رہا ہوں۔ شیطان نے میرے سر پر ایک پتھر مارا جس سے میں زخمی ہو گیا اور دوسری ضربیں بھی لگیں۔ میں گھر میں پہنچا۔ اور مجھے کوئی تکلیف نہ تھی۔ میں نے خون دھو کر اہل بیت سے کہا کہ مجھے او رمار دو کہ حدیث کے مطابق یہی علاج ہے۔ والد صاحب نے میری تصدیق کی اور فائدہ کلی ہو گیا اس کے بعد میں اچھے وقت اُٹھ گیا۔ نماز اور ذکر میں جوش و خروش رہا اوّل سے آخر تک ہر لحظہ بڑھتا ہی رہا اور اس حال میں شیاطین مجھ سے دو دو گز کے فاصلہ سے موجود تھے مگر میں بالکل اُن کی طرف متوجہ نہ ہوا اور کسی ذکر میں کوئی کمی نہیں پیش آئی اور ذکر لا الٰہ الا اللہ سے ایسے انوار متخیل ہوئے جن سے تمام گھر لبریز ہو گیا۔ بعد فراغت کے صبح تک اولیاء کرام کے مشاہدے اور گفتگو میں رہا جس کی تفصیل یاد نہیں رہی اور دن کا اکثر حصّہ ذکر میں گذرا۔

اٹھائیسویں رات

دوم مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میرا قلب ذکر الٰہی کے ساتھ جاری ہے اور بکمال تیزی کے ساتھ حرکت کرتا ہے۔ تہجد کے وقت اُٹھا۔ ذوق و شوق ابتداء سے انتہا تک کمال درجہ تک رہا جو گذشتہ شب یعنی ستائیسویں رات سے بہت زیادہ تھا۔

انتیسویں رات

یہ جوش و خروش کی رات تھی کہ ہر تصور پچھلے تصور پر فوقیت لئے ہوئے تھا۔ بیان اجمالی یہ ہے کہ جب میں ذکر ختم پر پہنچا تو سوائے ذات پاک کے کوئی تصور موجود نہ تھا۔ میں اتنا محو ہو گیا کہ بیان نہیں کر سکتا بس خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اس ذوق کی حالت میں اپنی ذات کے فنا ہو جانے کی انتہائی خواہش رکھتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ اے خداوند تعالیٰ میں تجھے کیسے پاؤں۔ جب زلیخا یوسف علیہ السلام کو دیکھنے پر قادر نہیں ہو سکتی تھی تو خواب میں دیکھ کر ہی دل کو تسلّی دے لیا کرتی تھی چونکہ وہ جنس تھے اور شکل انسانی میں تھ

Marfat.com

تو انکا تصور ہو جاتا تھا اور آپ کہ بے چون اور بے چند ہیں آپ کا تو خیال بھی ادراک نہیں کر سکتا۔ بیت

گر کسے وصفِ او زمن پرسد۔ بے دل از بے نشاں چہ گوید باز (ترجمہ اگر کوئی اُس کا وصف مجھ سے پوچھے (تو میں کیا جواب دوں میں بیدل ہوں اور وہ بے نشان اور) بیدل بے نشان کا وصف کیا بتائے)۔ خلاصہ یہ کہ یہ حالات عشق عشاق جانتے ہیں طول کلام کی حاجت نہیں۔ اور اس رات میں ایک مرتبہ عین حالت ذکر میں خفیف روشنی محسوس ہوئی اور بعد ذکر کے تھوڑی غنودگی کی حالت میں جو رحمانی تھی۔ شیطانی غنودگی نہ تھی میں نے تیز روشنی چودھویں رات کے چاند کی مانند مشاہدہ کی اور بدرجۂ کامل ذوق حاصل ہوا اور محبی مولوی محمد منیر صاحب نے ذکر کے وقت جب روشنی محسوس کی تو قصداً آنکھیں کھول کر دیکھا، رات کے سخت اندھیرے کے باوجود درودیوار چھت کو بغور دیکھا تو ہر چیز ایک دوسرے سے جُدا اور متمیز نظر آئی۔

سرگذشت ماہ صفر ۱۲۹۲ھ

پہلی رات میری طبیعت ناساز تھی۔ صرف حضرت کے طفیل سے اُٹھ گیا اور ذکر میں مشغول ہو گیا۔ ہر تصور گذشتہ سے قوی تھا۔ جب ذکر اللہ اللہ پر پہنچا اور قدرت کے ضمن میں دوزخ اور اس کے حالات کا تصور کیا تو مجھ پر حالت جذب پیدا ہو گئی اور محبی مولوی محمد منیر صاحب پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ وہ بیخود ہو کر گر گئے۔ اس کے بعد بہشت کے تصور سے ہم ہوش میں آ گئے۔ اور ابتداء سے تصور شیخ شروع ہو گیا تھا کہ آنحضرت کی طرف سے انوار بدرجہ کمال ہماری طرف پہنچ رہے تھے اور اسی طرح دیگر اذکار میں عمدہ حالات رہے مولوی محمد منیر صاحب نے آنکھ کھول کر انوار کا مشاہدہ بھی کیا۔

Marfat.com

دوسری رات میری طبیعت ناساز تھی۔ بڑی دقت سے اُٹھا اور وظائف ادا کیے اور خواب میں دیکھا کہ اپنے مکان کی چھت سے میں نے چند سانپ سیاہ رنگ کے مارے۔ ہم خوش ہوئے۔ جب حضرت کی خدمت میں پہنچے تو فرمایا کہ آیتِ کریمہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ اس تصوّر کے ساتھ پڑھو۔ انشاءاللہ جوش آنے کے بعد سب شکایات جاتی رہینگی۔ اس کے بعد آپ نے ذکر کا اشارہ کیا تو جس قدر مریدین حاضر تھے سب نے ایک ایک دو دو ضرب لگائیں اور حسب الحکم احقر نے بھی۔ میں ضرب لگاتے ہی مدہوش ہوگیا۔ اور بدقت اپنے کو سنبھالا۔ حضرت نے اس ناکارہ کا سر اپنے سینے سے لگا کر اطمینان بخشا۔ ایک گونہ افاقہ ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت کی اجازت سے ہم مکان پر آگئے، مگر دل اسی طرح جوش میں تھا۔ جب میں نماز عشاء میں شریک جماعت ہوا اور امام نے وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا شروع کی تو بس بیتاب ہوگیا۔ قریب تھا کہ بیہوش ہوکر گر پڑوں کہ امام نے رکوع کر دیا الغرض سونے کے وقت تک اسی طرح طبیعت جوش میں رہی۔

تیسری رات تہجد ادا کرکے تصوّر ما مور کے ساتھ ذکر میں مشغول ہوگئے اس درمیان میں دو تین مرتبہ ایسا جوش آیا کہ میں پسینہ سے شرابور ہوگیا اور (بیماری سے) فائدے کی صورت (حسب قول حضرت شیخ) ظاہر ہوئی اور ذکر حبس دم میں انوار کا تصوّر بدرجۂ کمال ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا اور انوار کا رنگ سفید نیلگوں معلوم ہو رہا تھا اور ذکر کے دوران میں ایک خاص روشنی جو مثل چراغ کے تھی دفعتًہ بجلی کی طرح میرے سامنے سے گذری اور دو تین ضرب کی آوازیں اپنے ذکر کے علاوہ قلب کی طرف سے کان میں پہنچیں۔ علی الصباح بندہ اور مولوی ابوالحسن صاحب زیارت قبور کے لئے گئے اور

Marfat.com

ہم نے فوائد عبرت حاصل کیے۔ بعد جمعہ حضرت سے ملاقات کرکے اپنے مکان آگئے۔ عصر تک اپنے اوپر فیضان محسوس کرتے رہے۔ عصر کے بعد پھر حضرت کی خدمت میں (حسب معمول) حاضر ہوئے۔ آپ کا اشارہ دیکھکر تھوڑی تھوڑی ضربیں ہم سب نے لگائیں اور وجد اور ذوق کی حالت پیدا ہوئی۔

چوتھی رات محبی مولوی منیر صاحب پر کثرت انوار اور شدتِ تجلیات سے جو حالت گذری بیان نہیں کیجا سکتی۔

پانچویں رات اسی طرح پانچویں رات میں خواب میں کثرت تجلیات اور انوار کی شعاعیں محسوس کرتا رہا اور میں نے دیکھا کہ چند لوگوں کے ساتھ حضرت کی توجہ میں بحالت وجد بیٹھا ہوں۔

چھٹی رات جب میں نے سونے کا ارادہ کیا تو محبی مولوی محمد منیر صاحب پر ایسی کیفیت طاری ہوئی جو بیان سے باہر ہے۔ میں بھی ذکر میں مشغول ہو گیا۔ اس کے بعد مجھ پر نیند اور بیداری میں ذوق وشوق کا غلبہ اُٹھنے کے وقت تک طاری رہا اور مولوی صاحب مذکور بھی اُسی طرح تجلیات اور لطائف کے الوان کا مشاہدہ کرتے رہے (ساتویں رات کا کچھ حال تحریر نہیں ہے)

(اشتیاق احمد)

آٹھویں رات دل محنت کی طرف راغب تھا۔ صبح سے شام تک تصور سے سکر کی حالت رہی۔

نویں رات عمدہ تصورات رہے خاص کر تصور شیخ سے ذوق وشوق اعلٰے حاصل ہوا کہ حضرت کی محبت اور شوق او شفقت کے توسل ہی جوش کے ساتھ تصوّر میں اتنا استغراق پیدا ہو گیا کہ دنیا و مافیہا کا تو ذکر ہی کیا اُس وقت اپنے کو اور شیخ کو بھی بھول گیا۔ بجز ذکر کی آواز کے اور انوار کی تصوّر

Marfat.com

کے جنہوں نے مکان کو دھوئیں کی طرح لبریز کر رکھا تھا اور کچھ دھیان ہی باقی نہ رہا تھا۔ جب میں نے دن میں قیلولہ کیا تو دیکھا کہ ہمارے حضرت موجود ہیں اور میں نماز پڑھ رہا ہوں اور ہیں حضرت شیخ کے توسل سے بزرگوں میں سے ایک کے مزار سے مستفیض ہو رہا ہوں۔

دسویں رات یوم پنجشنبہ۔ حضرت نے ایک جدید ضرب تلقین فرمائی جسکی طرف اس شعر میں مولانا رومؒ نے "چشم بند و گوش بند و لب ببند۔ گر نہ بینی سرّ حق بر ما بخند" (ترجمہ آنکھ بند کر اور کان بند کر اور لب بند کر۔ اگر تو راز حق نہ دیکھے تو ہم پر ہنسنا) اشارہ کیا ہے۔ اور کسل رفع کرنے کے اس عمل کا حکم فرمایا کہ بعد نماز عشاء سات سات مرتبہ سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھکر پانی کے ایک گھڑے پر دم کرلیں۔ اس کے بعد کپڑے جسم سے اُتار کر (دوسرے پانی سے) وضو کرکے اس پڑھے ہوئے پانی کے تین لوٹے تین مرتبہ سر پر ڈال کر غسل کرلیں پہلی مرتبہ پانی بہاتے وقت سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھیں اور دوسری نوبت پر سورہ فلق تین مرتبہ اور تیسری نوبت پر سورۂ ناس تین مرتبہ پڑھیں اور غسل ختم کردیں اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھیں پہلی رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ کافرون گیارہ مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر سو جائیں۔ ہم نے اس کی تعمیل کی۔

گیارھویں رات اس رات میں قوت اور ذوق و شوق محسوس کی اور بندۂ بالا نے بے انوار کا مشاہدہ کیا۔ حق تعالےٰ اہم کو اور اپنے دوسرے بندوں کو اپنی محبت و شوق اور اطاعت و فرمانبرداری اور رضائے شیخ عطا فرمائے اور حضرت شیخ دام ظلہم کو اپنی ذات کے ساتھ باقی رکھے اور بطفیل آنحضرت اسلام کو اپنے کرم و احسان سے غلبہ عطا فرمائے۔ اس کے بعد

Marfat.com

بارہویں رات کے حالات درج نہیں ہوئے)

تیرھویں رات جوش وخروش اور جذبۂ محبت ونشۂ مستی اور خمار خدا پرستی نے اس قدر محو کیا کہ گویا نمونۂ جنون پیدا ہو گیا۔ زبان حال سے یہ بیت پڑھتا تھا:۔ چہ کنم باکہ تواں گفت کہ او۔ در کنارِ من ومن مہجورم۔ (ترجمہ) کیا کروں کس سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ میری بغل میں ہے اور میں ہجر میں مبتلا ہوں) اور مستی کے جام پی رہا تھا اور ماسوا اللہ کو ہلاک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور ان ابیات کا مضمون ادا کرنے کی سعی کر رہا تھا۔

مرا با وجودِ تو ہستی نماند   بیاد توام خود پرستی نماند
مئی صرفِ وحدت کسی نوش کرد   کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد

(ترجمہ) آپ کے وجود کے سامنے میری ہستی باقی نہیں رہی۔ مجھ میں تیری یاد کے بعد خود پرستی ختم ہو گئی۔ خالص شراب توحید اسی نے نوش کی جس نے دنیا وعقبیٰ دونوں کو بھلا دیا۔ اور دل کی گہرائی کے ساتھ محبوب حقیقی سے یہ درخواست کر رہا تھا:۔ فنایم بکن در تجلّیِ خویش۔ کہ باقی شوم من بافنائے خویش (ترجمہ) مجھے اپنے جلوے میں فنا کر دے کہ میں اپنی ذات کو فنا کر کے ہمیشہ باقی رہوں۔

چودھویں رات اس شب میں ایک دو مرتبہ تیرھویں رات سے بھی زیادہ قوی کیفیات آئیں اور اسی رات میں مجھی مولوی ابوالحسن صاحب پر جب کہ ذکر میں مشغول تھے یہ منکشف ہوا کہ جامع مسجد سہارنپور میں نمازی جمع ہیں اور غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اور آپ نے امامت کے لئے حضرت امام اعظم (ابو حنیفہ) رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تو وہ مصلے پر پہنچے۔ ایک لامذہب نے آپ کا دامن امامت سے

Marfat.com

روکنے کے لئے پکڑا تو سب لوگوں نے اُس کو جھٹکا جس سے وہ رُک گیا اور اپنے قصور کا معترف ہوا۔ امام صاحب کا حلیہ جو مولوی صاحب موصوف نے مشاہدہ کیا یہ تھا کہ جسیم لحیم و سجیم ہے اور خوبصورت سفید پوش قوی ہیکل ولایتیوں کے مشابہ ہیں (ولایتی سے مراد سرحدی علاقۂ ہند کے باشندے ہیں)۔

پندرھویں رات ابتدا میں خوب جوش وخروش اور خوف ورجا تھا۔ آخر میں سستی اور انتشار طبع اور نیند کا غلبہ لاحق ہو گیا۔

(سولہویں اور سترھویں رات کا حال تحریر نہیں فرمایا)

اٹھارویں رات ایک دو مرتبہ جوش آیا اور دن میں کچھ دنیاوی امور میں مشغولیت کے باوجود یاد الٰہی اور فنا مخلوقات تصور میں قائم رہی۔

انیسویں رات تمام اذکار ادا ہوئے اور ابتدا سے انتہا تک ذکر میں نیند کا سا نشہ رہا اور دن میں بالخصوص نمازیں حضور ذات اور محبت وخوف ورجا اور آیات کے مضامین پیش نظر رہے۔ شام کے وقت خدمت اقدس میں حاضری سے مشرف ہوا۔ حضرت دام فیوضہم نے کمال ظاہر و باطن اور کمال علم و عمل اور حق جل شانہ وعم نوالہ کے تقرب کی دعائیں اس ذرۂ بے مقدار بلکہ کالعدم کے حق میں فرمائیں۔ مجھے اس پر ناز ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے جود وکرم اور انعام نامتناہی سے اس ناچیز کو ایسی دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ عطا فرمائی۔ اگر اس دن میرے پاس سو ہزار جانیں ہوتیں اور اس دعائے مقبول کے ہر لفظ کے شکریہ میں اُن کو نثار کر دیتا جو اس مستجاب الدعوات ذو الذات، مقرب بارگاہ صمدی، مقبول درگاہ لم یزلی، خضر گم گشتگان، رہ نمائے

سالکین، قیّم دین متین، ماوائے مسلمین، والی علمارِ دین افضل صلحا
مؤمنین نے میرے حق میں فرمائیں تو اُس حق کے سو حصوں میں سے
ایک حصہ کے حق سے بھی عہدہ برآنہ ہو سکتا۔ سہ

اگر ہر موئے تن گردد زبانم ۔ و ہر حرف زباں جانے زجانم
فدا سازیم ہر یک جاں صد بار ۔ ز صد شکرش نباشم یک بجا آر

(ترجمہ) اگر میرے بدن کا ہر بال ایک زبان بن جائے اور زبان کا ہر حروف
میرے لئے ایک جان بن جائے۔ پھر ہر جان کو سو بار قربان کروں تو اس کے
شکر کے سو حصوں میں سے ایک حصہ کا حق بھی ادا نہ ہوگا حق تعالیٰ شانہ قبول
فرمائے اور خاتمہ بخیر کرے۔ مجھ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی آنحضرت نے احقر
کا سر اپنے سینہ مبارک سے ملا کر بشفقت تمام دُعار فرمائی تھی جس کی قبولیت
کا یقین کامل ہے۔

بیسویں رات محبت الٰہی اور تجلیات کا ظہور چراغ کی مانند ہوا اور دعا کے تصور سے بعینہ کیفیت و حالت مذکورہ حاصل ہوئیں
خداوندا ہمارے حضرت کو بلند مرتبے اور نہایت تقرب عطا فرما آپ کی سب
مرادیں پوری کر اور مخلوق پر آپ کے فیضان میں دن بدن زیادتی کیجئے۔
جب مقررہ وقت پر ہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اشارہ ہوا کہ ہم ذکر
کریں۔ کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم
(اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور پہلو پر لیٹے ہوئے) نیز فرماتے ہیں
الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان
حاصل ہوتا ہے) اور ارشاد فرمایا ہے فاذکرونی اذکرکم (تم مجھے یاد کرو
میں تمہیں یاد کرونگا۔ سبحان اللہ کونسی نعمت اس سے زیادہ افضل ہو سکتی ہے

Marfat.com

کہ وہ رب العالمین مالک یوم الدین تعالےٰ شانہٗ اس مشت خاک کو یاد فرمائے الحاصل ہم نے ذکر کیا اور محبت و شوق الٰہی اور تقرب الی اللہ کا ظہور رہوا جو اس حدیث قدسی کے مطابق تھا۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ عزوجل انا عند ظن عبدی بی و انا معہٗ حین یذکرنی فان ذکرنی فی نفسہٖ ذکرتہ فی نفسی و ان ذکرنی فی ملأٍ ذکرتہٗ فی ملأٍ خیر منھم و ان اقترب الیّ شبرًا اقتربتُ الیہ ذراعًا و ان اقترب الیّ ذراعًا اقتربتُ الیہ باعًا و ان اتانی یمشی اتیتہٗ ھرولۃً رواہ مسلم فی کتاب الذکر۔	حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک (یعنی مطابق) ہوتا ہوں جو وہ میری ساتھ کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ تو اگر وہ میرا ذکر اپنے نفس میں (یعنی خفی طور پر) کرتا ہے تو میں بھی اپنے نفس میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر جماعت میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو ان سے اچھی

ہوتی ہے اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھیگا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھونگا اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھیگا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ کے پھیلاؤ بڑھوں گا اور اگر وہ میری طرف چلتا ہوا آئیگا تو میں اس کی طرف دوڑ کر آؤنگا۔ اس کو مسلم نے کتاب الذکر میں روایت کیا ہے۔

ہم از خود رفتہ ہو گئے کہ اس خاکی نژاد میں اس محبوب حقیقی کی تجلیات کی تاب نہیں ہے۔ حق تعالیٰ نے موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کا قصہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے فلما تجلّٰی ربّہٗ للجبل جعلہٗ دکًّا و خرّ موسیٰ صعقًا (یعنی جب موسیٰ کی

Marfat.com

رب نے پہاڑ پر تجلّی کی تو اس کے ٹکڑے کر دیئے اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر گیا) اور کیسے تاب لا سکتا ہے[۱] کہ وہ موجود حقیقی اور یہ معدوم اصلی ہے اور اس کی غایت ترقی اتنی ہی ہو گی کہ وہ اپنی معدومیت کو پہچان کر اُس ذات پاک میں فنا ہو جائے کہ خرّ موسیٰ صعقاً سے بھی اس جانب اشارہ سمجھا جا سکتا ہے۔ اور یہ کیسے نہ ہو جب کہ عشق مجازی بھی اپنی فنا کی جانب کھینچتا ہے تو عشق حقیقی تو اُس سے کہیں زیادہ ہے۔ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ع

با وجودِ تو زمن آواز نیاید کہ منم (تیرے وجود کے سامنے مجھ سے یہ آواز نہیں آئیگی کہ میں ہوں) اور یوسف علیہ السلام کا قصہ بھی اس حال کا گواہ ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَلَمَّا رَاَیْنَہٗٓ اَکْبَرْنَہٗ وَقَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰہِ مَا ھٰذَا بَشَرًا ط اِنْ ھٰذَآ اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ ۝

پھر جب (اُن عورتوں نے) یوسفؑ کو دیکھا تو ششدر رہ گئیں اور انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور کہنے لگیں حاش للہ یہ آدمی نہیں ہے۔ یہ تو ایک بزرگ فرشتہ ہے۔ (مقصد یہ ہے کہ عشق مجازی نے اتنا بیخود بنایا کہ سب کے ہاتھ کٹ گئے اور ان کو خبر نہ ہوئی)

سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

چو عشقے کہ بنیاد او بر ہواست   چنیں فتنہ انگیز و فرماں رواست
عجب داری از سالکانِ طریق   کہ باشند در بحرِ معنی غریق

(ترجمہ) جب ایسا عشق جس کی بنیاد خواہش نفس پر ہے اتنا فتنہ انگیز اور حکم چلانے والا ہے پھر سالکان طریق جسکی بنیاد عشق حقیقی پر ہے اگر دریائے

---

[۱] حضرت نے فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام اللہ جل شانہٗ کی تجلیات کی تاب نہ لا سکے تو جو شخص دنیا میں حق تعالیٰ شانہٗ کی رویت کا مدعی ہو اس کو کذاب سمجھنا چاہیئے ۱۲ منہ

Marfat.com

حقیقت میں غرق ہو جائیں تو تم اس سے تعجب کرتے ہو۔ جب وقت مغرب قریب آگیا تو ہم واپس ہوئے۔

اکیسویں رات

ہم بروقت اُٹھ گئے اور بطفیل حضرت شیخ کہ میری جان اور تن سو مرتبہ اُن کی خاک پا پر قربان ہو جائے نوافل میں خشوع وخضوع اور ذکر لا الٰہ الا اللہ میں انوار خفیفہ پیدا ہوئے اور حبس دم کے ذکر میں ایک مرتبہ ایسا نور مجھے اپنے قلب پر محسوس ہوا کہ بلا تشبیہ چراغ روشن تھا اور رات کے اندھیرے کی شدت کے باوجود مجھے اپنے قلب کے اوپر کُرتے کے تار اس طرح الگ الگ محسوس ہو رہے تھے جس طرح کپڑے کو چراغ کے مقابل تاننے سے صاف نظر آتے ہیں۔ پھر دفعتہً وہ روشنی بجھ گئی اور دوسری مرتبہ اس سے کم اور تیسری مرتبہ اُس سے کم پیدا ہو کر بجھی۔ یہ امر بھی قابل اظہار ہے کہ ان اوراق میں جو کچھ انوار کا ذکر ہم نے کیا ہے وہ سب تخیُّل کے مرتبہ میں تھے (کہ انوار کا تخیل اور تصور کرنے کے بعد اُن کا انکشاف ہوا تھا) بجز اس اکیسویں رات کے انوار کے جو (بغیر تخیل و تصور) محسوس ہوئے۔ اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ انوار کے تذکرے میں پہلے جو کچھ میں لکھ چکا ہوں یا آئندہ لکھونگا جب کہ انوار محسوس ہوتے ہیں (یعنی ان کا ادراک حس کے ذریعہ سے ہو یعنی آنکھوں سے نظر آئیں) تو میں وہاں لفظ حس (یا محسوس) لاتا ہوں اور جب کہ متخیل ہوتے ہیں تو میں "متخیل ہوا" یا "معلوم ہوا" وغیرہ لکھتا ہوں۔ وقت مقررہ پر ہم خدمت اقدس میں پہنچے۔ اور حضرت کی اجازت سے ذکر شروع ہوا پھر یوم گذشتہ کی حالت پیدا ہو گئی۔ جلسہ کے آخر میں حضرت دام فیوضہم نے ہم گنہگاروں کے لئے عذاب نار سے آزادی اور مغفرت کے لئے دعا فرمائی۔ دُعا کرتے ہی ہم پر بدرجہ کمال خوف کی حالت طاری ہو گئی جو کہ اس آیت کریمہ کی مصداق تھی تقشعر

منہ جلود الذین یخشون ربھم (اس سے اُن لوگوں کے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں) اب گریہ وزاری شروع ہو گئی آنسو بہتے تھے۔ میں اپنے افعال پر نظر کر کے کہتا تھا کہ اب تک تو نے کوئی بھی ایسا عمل نہ کیا جو نفس کی سازش سے خالی ہو بلکہ کوئی عبادت بھی نفس کے حکم سے خالی نہیں ہے اور کوئی حکم اس کے احکام میں سے ایسا نہیں جو سُوء یعنی بُرائی سے خالی ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ان النفس لامارۃ بالسوء والفحشاء (نفس بیشک بُرائی اور گندی باتوں کا بکثرت حکم دیتا ہے) پس اگر اچانک تیری موت آجائے کہ فرمایا ہے اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ۝ (جب اُن کی موت آئے گی تو وقت مقررہ سے نہ پیچھے ہو سکتی ہے اور نہ آگے) ابن حجر کہتے ہیں :۔

الموت یاتی بغتۃ ۔۔۔ والقبر صندوق الامل

اصبر علی بلوائھا ۔۔۔ لا موت الا بالاجل

(ترجمہ موت اچانک آجاتی ہے۔ قبر خواہشوں کا صندوق ہے۔ دنیا کی آزمائشوں پر صبر کر۔ موت صرف وقت مقررہ ہی پر آتی ہے پس قیامت کے دن جب آفتاب سر پر ہو گا اور حاکم رب جلیل ہو گا جو اُس کی صفات جلال میں سے ایک صفت قہر و جلال کی ہے اور وہ فرماتا ہے تری الناس سکرٰی وماھم بسکرٰی ولکن عذاب اللہ شدید ۝ (اُس دن لوگ تجھ کو نشہ میں دکھائی دیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے۔ لیکن اللہ کا عذاب ہے ہی بہت سخت) اور فرماتا ہے لکل امرئ منھم یومئذ شان یغنیہ (ہر شخص کی اُس دن ایک خاص حالت ہو گی کہ دوسرے کا ہوش نہ ہو گا) تو تو کیا جواب دیگا کہ عذاب نار سے تجھے امن حاصل ہو جائے جس کی شان میں وقودھا الناس والحجارۃ (اس کا ایندھن

Marfat.com

آدمی ہوں گے اور پتھر) وارد ہوا ہے۔ اور نیز علیہا ملٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَ ھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ (جہنم پر ایسے ملائکہ متعین ہیں جو اکھڑ ہیں بہت طاقتور ہیں اللہ نے اُن کو جو حکم دیا ہے اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور اُن کو جو حکم دیا جاتا ہے اُس کی تعمیل کرتے ہیں) اشعار

اؔے متاع عمر را کردی خراب — چوں اماں باشد ترا یوم الحساب

چوںؔ بیندا زند ترا در نارِ گرم — نا ستخواں ماند ترا نے روئے چرم

ازؔ رہ پل چوں بیُافتی بر سناں — سخت بینی رنج وبس یابی زیاں

جزؔ بذات تو ندارم اے خدا — اندراں سختی مرا رحمت نما۔

دامؔ شیطانی الٰہی دور کُن — حُبِّ شہوانی زمن مہجور کن

ازؔ عذاب النار دہ مارا پناہ — جائے فردوسِ بریں دہ یا آلہ۔

(ترجمہ) اؔے (نفس) تو نے عمر کی پونجی کو ضائع کر دیا۔ قیامت کے دن تجھے کیونکر امن مل جائیگا۔ جبؔ تجھے دہکتی آگ میں ڈالینگے تو نہ ہڈی (گلنے سے بچیگی اور نہ چمڑا۔ جبؔ پُل کے راستہ سے تو بھالوں کی نوک پر جا گریگا تو سخت تکلیف اور شدید نقصان پائیگا۔ اےؔ خدا اُس سختی میں تیری ذات کے سوا میری رہنمائی کرنیوالا کوئی نہیں۔ الٰہیؔ مجھ پر سے شیطان کا جال دور کر دے۔ نفس کی خواہشیں مجھ سے چھڑا دے۔ عذابؔ دوزخ سے ہم کو پناہ دیجئے۔ اے اللہ فردوس بریں میں جگہ دیجئے۔

بائیسویں رات

تمام رات ایسے ہی تصورات میں رہا۔ تہجد کے وقت [illegible] روح کا ذائقہ بھی محسوس کیا اُس وقت کی گریہ وزاری کی حالت بیان نہیں کیجا سکتی۔ اور تمام دن اس کا اثر رہا۔ شام کے وقت جب خدمت عالی میں حاضر ہوا تو حاضر ہوتے ہی وہ تمام رنج و تکلیف راحت سے

Marfat.com

بدل گئی۔

تیئسویں رات

بجائے دوزخ کے تصور کے جنت کا تصور پیش آیا۔ بیان اس کا یہ ہے کہ صفت سمع کا تصور کر کے میں اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ اے سمیع مدارجِ تقرب ہمارے شیخ دام فیضہ کے اپنی ذات کے ساتھ ترقی بخشدیجئے اور اے نور صرف جو کم اور کیف کی قید سے پاک ہے۔ بمصداق آیتِ کریمہ اللہ نور السمٰوٰتِ والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃٍ فیھا مِصباحٌ المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانھا کوکبٌ دُرّیٌّ الآیہ (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا مثال اس کے نور کی ایک طاق کی مانند ہے جس میں ایک چراغ ہے اور چراغ ایک شیشہ میں ہے اور شیشہ ایسا ہے جیسا چمکتا ہوا تارا۔ آخر تک سورۂ نور۔ رکوع ۵) ہمارے حضرت کو بمقتضائے آیت کریمہ الا اِنَّ اولیاءَ اللہ لاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون ○ (یاد رکھو اللہ کے اولیاء پر نہ خوف ہوتا ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں) بلا خوف و تکلیف کے اپنی خلد بریں میں بفحوائے مضمون حدیث شریف ھل تُمارُون فی القمر لیلۃ البدر لیس دونہٗ سحاب۔ قالوا لا یا رسول اللہ فھل تمارون فی الشمسِ لیس دونہٗ سحابٌ قالوا لا قال فانکم ترونہٗ کذلک رواہ البخاری مختصرًا کیا تم کو چودھویں رات میں چاند کے وجود میں شک ہو سکتا ہے جب کہ اسکے آگے بادل نہ ہو۔ صحابہ نے کہا نہیں یا رسول اللہ۔ پھر فرمایا کہ کیا تم کو سورج کے بارے میں شک ہو سکتا ہے جب کہ اس کے آگے بادل نہ ہو صحابہ نے کہا نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حق تعالیٰ کو اسی شان سے دیکھو گے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ذات پاک کی رویت اور مشاہدۂ انوار سے مشرف فرما۔ میں اسی میں مشغول تھا

Marfat.com

کہ تجلیات ذات پاک کے تصور میں مستغرق ہوگیا اور بحکم آیت کریمہ وھو بکل شیءٍ محیط (وہ ہر شے کو محیط ہے) میں نے تمام عالم کو اس کے انوار میں محو پایا کہ تمام عالم اس کے ایک ذرہ کے مقابل نہیں ہو سکتا۔ ابیات

اندراں فردوسِ اعلیٰ اے عزیز ذوق یابی نور بینی ذات نیز
ازہمہ انعام ایں افضل بود وزہمہ اکرام ایں اکمل بود
ذات پاکش راکہ دیدن بُد محال دیدنش گردد ترا آنجا محال
در شراب وصل گردی بے خبر زانچہ در جنت و دوزخ بے اثر
شرب یک جرعہ ترا طاہر کند از مذاق وصل آں ماہر کند

[1] اے عزیز تو اس فردوس اعلیٰ میں ذوق پائے گا نور دیکھیگا اور ذات کو بھی تمام [2] انعامات سے یہ افضل انعام ہوگا اور تمام اکرامات سے یہ کامل تر اکرام ہوگا جس [3] ذات پاک کا دیکھنا محال تھا۔ اس کا وہاں دیکھنا ممکن ہو جائیگا تو شراب [4] وصل سے بے خبر ہو جائے گا جو کچھ جنت و دوزخ میں ہے وہ سب بے اثر بن جائیگا۔ اُس [5] شراب وصل کا ایک گھونٹ تجھے پاک کر دیگا اور مذاق وصل کا ماہر بنا دے گا۔

اس رات کے بعد ہم وطن (جلال آباد) چلے گئے۔

چوبیسویں [۲۴] رات اور پچیسویں [۲۵] رات میں جملہ معمولات حسب سابق پورے ہوئے۔

چھبیسویں [۲۶] اور ستائیسویں [۲۷] اور اٹھائیسویں [۲۸] راتیں ان راتوں میں حضرت شیخ سے مفارقت اور لوگوں سے ملنے جلنے کی وجہ سے خلل پیدا ہو گیا۔ پھر سہارنپور واپسی کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام کیفیت عرض کی

Marfat.com

توحضرت نے اطمینان دلایا۔ بعد ازاں کچھ فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ کے بیان فرمائے اور اُن کے تصوّر کا حکم دیا۔

اُنتیسویں رات ذوق شوق میں گذری اور گویا اپنے جسم کے ساتھ میں روضۂ اقدس پر حاضر رہا ہوں۔

ماہ ربیع الاوّل سنہ ۱۲۹۲ھ

دُوسری رات قبر اور قیامت اور دوزخ اور پل صراط کے تصوّر سے خائف اور ترساں تھا۔ جناب باری عز اسمہ کی ذات سے ملتجی ہوا اور شفاعت کے لئے نبی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور تجلیات الٰہیہ کے تصور کے ساتھ فیضان نبی آخر الزماں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روضۂ مبارک کی طرف جھپٹا اور جوش محبت کی حالت میں محبی مولوی محمد منیر بیگ صاحب کے ہاتھوں میں جا پڑا۔ خوف الٰہی سے گھبرایا ہوا اور محبوب قلبی کے فراق سے دل کے ٹکڑے ہوئے جا رہے تھے۔

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

(میرے دل میں ایسا درد ہے اگر اس کا بیان کروں تو زبان جل جائے اگر سانس بند کر لوں تو ڈرتا ہو کہ ہڈیوں کا مغز جل جائیگا۔)

الغرض الایمان بین الخوف والرجا کا مضمون (یعنی ایمان خوف ورجا کے درمیان ہے) عمدہ طریق پر پایا اور فرمان واجب الاذعان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لایکونُ احدکم مومناً حتّٰے اکونَ احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین کا مصداق اپنے کو پا رہا تھا الفاظ حدیث بخوبی

Marfat.com

محفوظ نہیں ہیں۔ مفہوم یہ ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اشیاء سے یہانتک کہ اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ رکھیگا مومن کامل نہ ہوگا۔ اور بموجب آیت کریمہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ (یعنی تم نیکی میں کمال ہرگز حاصل نہ کرسکو گے یہانتک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم کو محبوب ہیں) "بِرّ" کے حاصل کرنے کے لیئے جو کہ عبارت ہے کمال دین اور اللہ جل شانہ کی مرضیات سی، سب سے محبوب چیز میرے پاس اپنی جان تھی اُسی کو فدا کرنا چاہتا تھا۔ اور نیز مابین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ کے مشاہدے میں مستغرق تھا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے)۔ وقت معمولہ (یعنی بعد نماز عصر) حضرت شیخ دام فیوضہم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ لِاِیْلٰفِ کا تصور اس طور پر کرو کہ قریش سے قریشِ مسلمین اور رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ سے گرمی اور سردی کے زمانہ میں ان کا جہاد اور بیت اللہ میں مومنین کے اجتماع کا تصور کرو۔ تعمیل ارشاد کی گئی۔

تیسری رات

حضرت شیخ کی خدمت سے مشرف ہونے کے بعد میں جوش میں تھا۔ بعد عشاء کے شجرہ پڑھکر مدہوش ہوگیا اور بے اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کو میں نے بوسے دیئے اس کے بعد درود شریف پڑھکر تصور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت سے مشرف ہوا اور میں نے دیکھا کہ بیت اللہ کے گرد صحابہ کرام کا مجمع ہے اور خانہ کعبہ کے جنوب کی طرف سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کی طرف رُخ کیے ہوئے سفید لباس میں تشریف فرما ہیں۔ تمام رات میں اسی جوش وخروش میں رہا

Marfat.com

جب دن ہو گیا چاشت کی نماز پڑھ کر رات کے ذکر کا بقیہ پورا کیا اور صحابہ کرام میں سے جو بھی مجھے یاد آئے خصوصاً چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم اجمعین کے تصور میں محویت رہی۔ اُس مصداق لولاک لما خلقت الافلاک اور مصاحب کنتُ نبیاً وادم بین الماءِ والطین (میں نبی تھا جب کہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے) پر دل وجان قربان کر دینا چاہتا تھا اور اُس نور ربی کے جو ان کلمات سے ناطق ہوا تھا انا النبی لاکذِب۔ انا ابن عبدِ المطلب مشاہدے کو غنیمت سمجھ رہا تھا اسی میں تھا کہ حضرت رہ نمائے سالکین والی مومنین شاہ بزرگوار جناب شاہ عبد الغفور صاحب کا تصور پیدا ہوا تو فوراً تجلیات کے سوا تمام منظر غائب ہو گیا۔ بلکہ میں اس احساس سے بھی بے خبر ہو گیا اور دیر تک اس ذوق میں مستغرق رہا۔ شام کے وقت حضرت شیخ کی خدمت عالیہ میں پہنچا۔ وہاں نامہ نامی مخدومی مولوی امیر باز خاں صاحب کا آیا تھا۔ موصوف اس آیت کریمہ کے مصداق ہیں ولتکُن منکم امۃٌ یدعُونَ الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھَونَ عَنِ المنکرِ (اور تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دے اور جو نیک کاموں کا لوگوں کو حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے) یہ خط جلال آباد کے لوگوں کے لئے وعظ و نصائح پر مشتمل تھا اور اُن کی ہدایت ورہ نمائی کے لئے تحریر فرمایا گیا تھا۔ اس خط کو پڑھا گیا تو میں نے مشرق سے مغرب تک بجز مشرق وجنوب کے گوشہ کے نور ایمان منتشر دیکھا اور آیت کریمہ یدخلون فی دین اللہ افواجاً کے مظاہر کے تصور سے از خود رفتہ ہو گیا۔ نماز عشا کے وقت حضرت ابراہیم علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے تصور سے جن کی شان میں واتخذ اللہ ابرٰھیم خلیلاً ناطق ہے عجیب ذوق پایا

Marfat.com

چوتھی رات بعد نماز عشا شجرہ پڑھکر وجد میں آگیا۔ اس کے بعد درود
شریف پڑھا۔ اس جلسہ میں تمام انبیا علیہم السلام کو مع اُن کی اُمتوں کے
میں نے خانہ کعبہ کے دروازے پر پایا اور ہر ایک نبی کے انوار جُداگانہ تھے
ان میں سب سے زیادہ افضل انوار اور سب سے زیادہ پیاری صورت ہمارے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے اخی یوسف
ابیض وانا املح او کما قال اور بعض صحابۂ کرام کے انوار کو جیسا کہ حضرت
صدیق اکبرؓ ہیں دوسرے انبیاء کے انوار کے مساوی مشاہدہ کیا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرایل (میری امت کے علماء مثل
انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں) بفضلہ تعالیٰ تمام رات تجلیات میں اور کبھی امت
مرحومہ کیساتھ جنکی صفت غر محجلین فرمایا گیا ہے اور کبھی انبیا علیہم السلام کی صف میں بیت اللہ
کے گرد سیماب کی طرح مضطرب او نیم بسمل رہا۔ پھر تہجد کے وقت اُٹھا اور نماز
میں ایک ایسی آیت پڑھی جس میں دوزخ کا بیان ہے تو خوف کا غلبہ ہوگیا
اور اسی رکعت کے قیام میں ہی تھوڑی غنودگی مجھ پر طاری ہوگئی اور میں نے
دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ اے بندے غلط اندیشہ مت کر کہ تو اس سے امن میں
ہے۔ اس کے بعد میں ذکر میں تھا کہ حضرت قطب الاقطاب جناب مرشدنا
وہادینا شاہ عبدالغفور زاد فیضہم نے ایک کلاہ احقر کو عطا فرمائی۔ اس کی
بعد دیکھا کہ حرم شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ میں ہمارے
پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور احقر اور محبی مولوی ابو الحسن بھی موجود ہیں
اکابر میں سے ایک نے فرمایا کہ ان صاحب سے یعنی جناب مولنا مولوی
محمد امیر باز خاں صاحب سے اور ان دوست ہے اشارہ محبی مولوی ابوالحسن
صاحب اور اس احقر کی جانب تھا اور ایک یاد شخص اور تھے جن کی طرف

Marfat.com

انہوں نے اشارہ فرمایا تھا کہ ان چار پانچ آدمیوں سے اسلام کی ترقی ہوگی اور عالم میں پھیلیگا۔ واضح ہو کہ یہ دونوں باتیں جو میں نے ذکر کی ہیں (یعنی حضرت دادا پیر اخوند شیخ عبدالغفور کا کلاہ عطا فرمانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ان بزرگ کا یہ بشارت دینا) بیداری کی حالت میں پیش آئیں۔ یہ خواب کی بات نہیں ہے۔ اس کے بعد جب یہ واقعہ میں نے حضرت پیرومرشد جناب میاں صاحب سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ بشارت دینے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک چارپائی کسی درخت کی شاخ وغیرہ سے بندھی ہوئی معلّق ہی اور میں اس پر بیٹھا ہوں اور اترنے کا قصد کر رہا ہوں مگر قادر نہیں ہوتا ہوں مگر یکایک وہ اس طرح اُلٹ گئی کہ میں آسانی کے ساتھ اُس سے اُتر آیا اور پھر بیدار ہوگیا۔ میں ان تصورات سے مخمور رہا اور نماز چاشت میں اپنے تصور سے بیت اللہ اور مسجد نبویؐ اور بیت المقدس اور آسمان وغیرہ کا مشاہدہ کرکے خوش ہوا۔

پانچویں رات بہشت اور دیدار الٰہی کے تصوّر سے جو تمام نعمتوں سی افضل ہے ذوق عجیب پایا اور کئی مرتبہ وجد طاری ہوا بالخصوص جب کہ حضرت پیرومرشد کاملین وافضل واصلین جناب شاہ عبدالغفور دام فیضہم کا تصور پیش آیا تو تجلیات کی روشنی چراغ کی مانند روشن دیکھی اور میں بیخود ہو کر گر گیا۔

چھٹی اور ساتویں رات امور مذکورہ بالا میں تنزل پیدا ہوگیا جس سے تمام دن مغموم رہا۔ گریہ وزاری کے ساتھ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ احقر سے کوئی بڑا گناہ صادر رہا ہوگا جو اس

Marfat.com

تنزل کا موجب ہوا۔ حضرت نے مجھے اطمینان دلایا اور فرمایا کہ حکیم کا کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یہ امر بھی تمھاری ترقی کا موجب ہے۔

آٹھویں رات

جوش اور شوق میں گذری۔ علی الصباح کہ یوم جمعہ تھا حضرت مخدومنا و مکرمنا مولانا امیر بازخاں صاحب کے ساتھ بمقتضائے حدیث شریف نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا فانھا تذکرۃ للموت ٥ (میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب (یہ حکم دیا جاتا ہے کہ) اُن کی زیارت کیا کرو کہ یہ موت کو یاد دلانے کا ذریعہ ہے) ہم قبور کی زیارت کے لئے شاہ بزرگ شاہ صاحبؒ کے قبرستان میں گئے اور عبرت اور خوف الٰہی کے آثار پیدا ہوئے۔ خصوصیت سے محبی مولوی محمد منیر صاحب پر ایک عجیب حالت گذری کہ قبر کے سکرات اور سختیوں اور دوزخ کے حالات کے مشاہدے کے بعد شاہ صاحب مذکور کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے اور دیکھا کہ ایک فرش پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں اور ان کے مقابل ایک حور جو بہت عجیب لباس سے آراستہ بیٹھی ہے اور (شاہ صاحب نے) مولوی صاحب مذکور سے جو نہایت خوش آواز ہیں فرمایا کہ ہم تم سے کچھ سُننا چاہتے ہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے خوش آوازی کے ساتھ ذکر اللہ اللہ کرنا شروع کر دیا۔ اور محبی مولوی ابوالحسن صاحب سے بھی مصافحہ فرمایا اور ان کا قلب باہر نکال کر اس میں سے دنیا نکال دی اور اس کے عوض قل ہو اللہ یعنی سورہ اخلاص کا نور بھر دیا۔

نویں رات

نماز عشاء میں اور خواب میں حق تعالیٰ شانہ کی تجلیات سے مسرور رہا جو کہ سورج کی روشنی کی طرح معلوم ہوئیں اور ذکر میں عمدہ ذوق پیدا ہوا اور طبیعت راغب رہی۔

Marfat.com

دسویں رات یہ بھی عمدہ گذری۔

گیارھویں رات طبیعت راغب اور جوش و خروش اور قوتِ قلبی موجود رہی۔ فالحمدللہ علیٰ احسانہ۔

بارھویں اور تیرھویں رات قوت قلبی اور پورے طور پر جوش قائم رہا

چودھویں رات دونوں پچھلی راتوں سے بڑھی ہوئی تھی اور ذکر اللہ اللہ میں شوق الٰہی اور ذات باری عزاسمہٗ سے فراق کا درد پیدا ہو رہا تھا اور بموجب من احبّ اللہ احبّ اللہ لقآءہٗ (ترجمہ جو اللہ سے محبت کریگا اللہ بھی اس سے ملاقات پسند کریگا) میں چاہتا تھا کہ اس سے مل جاؤں اور وصل حاصل نہیں ہوتا تھا تو حسرت پیدا ہو رہی تھی اور اس غم و اندوہ میں بھی ایک خاص لذت کا احساس تھا۔

پندرھویں رات ابتدائے نوافل سے تقریباً آخر تک رقّت قلبی اور پوری توجہ باری تعالیٰ کی جانب قائم رہی اور وعید قرآنی اور حشر و دوزخ کا تصوّر رہا اور ذکر میں بھی پورا جوش رہا۔ فالحمدللہ علی الصباح کہ یوم جمعہ تھا ہم حضرت مخدوم و مطاع مولانا و بالفضل اولانا مولوی امیر بازخاں صاحب کی معیّت میں زیارت قبور کے لئے گئے اور قبر و منکر و نکیر اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے ان سب کے تصوّرات میں کھوئے رہے اور شفیع المذنبین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے امن دلوانے کی التجا کرتے رہے۔

سولھویں رات عمدہ گذری۔ سولھویں تاریخ کو کہ سنیچر کا دن تھا ایک ہفتہ تک تعطیل سبق کی وجہ سے حضرت شیخ سے اجازت حاصل کر کے وطن (جلال آباد) روانہ ہوا۔ رخصت کے وقت دعا کے بعد

Marfat.com

فرمایا آیت کریمہ وطائفۃ من الذین معک اور آیت کریمہ فاستغفرو اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم کا تصور کرنا۔ اور دوزخ اور اس سے نجات کا تصور بتوسل شفیع المذنبین، حبیب رب العالمین صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور تصور شیخ اور شرف زیارت حرمین الشریفین اور منا و عرفات وغیرہ کا اپنے شیخ کی معیت اور توسل کے ساتھ تصور رکھنا۔ اور فیض انشاء اللّٰہ تعالیٰ ہر لحظہ پہنچیگا کہ راستہ چلنے کے دوران میں بھی تم مست رہوگے۔ حضرت کا ارشاد بدل وجان قبول کرکے رخصت ہوا اور ریل کے راستہ سے دیوبند روانہ ہوا اور سہارنپور سے دیوبند تک مخمور رہا۔ (چونکہ اس زمانہ میں سہارنپور سے جلال آباد و تھانہ بھون کے لئے ریل کا راستہ نہیں تھا اس لئے اُس وقت آسانی اسی میں تھی کہ سہارنپور سے ریل کے ذریعہ سے دیوبند آئیں اور پھر دیوبند سے جلال آباد تک دس کوس کا فاصلہ کچے راستے سے طے کریں۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللّٰہ عنہ)

سترھویں رات

رات کو (دیوبند میں) حافظ عبدالرحیم خاں کی مسجد میں قیام کیا۔ بعد نماز عشاء درود شریف پڑھکر دوزخ کا تصور کیا دوزخ میں عذاب دینے والے فرشتوں میں سے کچھ ایسے فرشتے دیکھے جن کی صورتیں ہیبت ناک، سیاہ رنگ نیلگوں۔ اُن کی آنکھیں مشعل کی طرح دمکتی ہوئی اور خوفناک معلوم ہو رہی تھیں۔ اُن کے ہاتھوں میں باریک اور تیز لوہے کے نیزے کاٹنے والے تھے جن کو معذبین کے چہروں پر مارتے اور ہر پارۂ گوشت کو چھید رہے تھے۔ خدا ہی بہتر جاننے والا ہے کہ وہ معذبین کون لوگ تھے ا... ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر طبقۂ دوزخ کا ایک خاص جداگانہ عذاب ہے۔ ... درجات عذاب میں قطع (یعنی گوشت کاٹنا) اور قتل اور زد و کوب ہوتا ہے اور بعض طبقات میں جلانے اور پھونکنے کا اور بعض میں سانپ اور بچھو وا کا

Marfat.com

عذاب ہے اور بعض میں ٹھنڈک کی شدت اور سختی کا عذاب ہے۔ یہ معاملہ دیکھکر گریہ وزاری کرتا رہا اور ایک ساعت تک بدحواس رہا پھر ہوش میں آکر سونے کے لئے چلا گیا اور طبیعت ویسی ہی رہی۔ پھر اول وقت تہجد پر اٹھا، نماز اور جملہ وظائف ادا کئے اب ایک ایسا جوش پیدا ہوا کہ شاید ہی کبھی پیدا ہوا ہو۔ الغرض یہ رات بھی بہت عمدہ گذری۔ علی الصباح جلال آباد کے لئے روانہ ہو گیا اور دیوبند سے جلال آباد کے قریب تک ذکر اور جوش میں ہی رہا۔ جلال آباد پہنچکر بھی تمام دن شام تک جوش میں ہی رہا۔

اٹھارویں رات اذکار بروقت ادا کئے لیکن ایک گونہ طبعی کسل رہا۔ جب دن روشن ہو گیا تو رسالہ "سواد الامیر" کے لکھنے میں مشغول ہو گیا۔ تمام دن طبیعت شگفتہ رہی۔ شام کے وقت تھانہ بھون گیا۔

انیسویں رات بروقت اُٹھا لیکن طبیعت ناساز اور بدن کسلمند تھا۔ وقت کے ساتھ نماز ادا کی۔ جب ذکر میں مشغول ہوا تو تمام تکلیفات سے غافل ہو گیا اور تصوّر مامور کے شروع کرتے ہی جملہ کوائف شوق وذوق اور خوف ورجا اور جوش وخروش پیدا ہو گئے۔ کبھی نفی واثبات کے تصوّر سے شوق الٰہی اور ذوق وصال سے بہرہ مند ہوتا تھا اور کبھی دوزخ کے تصوّر سے خوف کھاتے ہوئے شفاعت شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی امید کرتا تھا اور کبھی تصور شیخ کے ساتھ اور تخیل انوار ذات باری اور انوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انوار پیر ومرشد کامل کے مجموعہ میں محو ومستغرق ہو کر جوش وخروش میں آجاتا تھا اور کبھی حضرت مرشد کامل کی معیت میں حرمین شریفین کی سیر کرتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسجد نبوی اور بیت اللہ شریف وغیرہ کے انوار میں

Marfat.com

مستغرق ہو جاتا تھا۔

بیسویں رات دوزخ کا تصوّر اس طرح ہوا کہ ایک بہت کشادہ تپتی ہوئی زمین ہے جس میں بہت گہرے تنور ہیں اور اُس زمین پر پڑے ہوئے لوگ تڑپ رہے ہیں اور ان تنوروں میں سے شعلے باہر نکلکر ان لوگوں کو اپنے ساتھ تنور کے اندر کھینچ لیجاتے اور بھون ڈالتے ہیں اور اُن لوگوں کی جل کر عجیب صورت بن جاتی ہے۔ میں ان احوال کو دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص نے آکر اُس حالت سے مجھے بیدار کر دیا۔

اکیسویں رات تصور نفی واثبات اتنا قوی ہوا کہ ایک شخص جو موجود تھا اُس کو بھی بالکلیہ نفی متصور ہو گئی۔

چوبیسویں رات وطن سے واپس آکر حضرت ہادی کامل مرشدِ عالمِ فضائل جناب شاہ صاحب کی اللہ تعالیٰ اُن کے فیوض مستفیضین پر ہمیشہ قائم رکھے خدمت میں حاضر ہوا اور دل حیرت منزل کو مطمئن کیا۔ میں نے غلطی کی طمانینت کیا ہم مضطرب لوگوں کے قلب میں جگہ پکڑے گی اور وصال کی کیا طاقت ہے کہ اشتیاق کی آگ کو بجھا سکے کہ حق تعالیٰ کے فضل سے یہاں اللھم زد فزد صادق آرہا ہے (یہ تمام تحریر جوش اور غلبۂ حال کے زمانہ کی ہے ۱۲ اشتیاق احمد)

چھبیسویں رات جوش وخروش کی عجیب کیفیت رہی جو بیان نہیں ہو سکتی چند مرتبہ جلوۂ محبوب سے میں تمام اشیاء سے بالکل بے خبر بلکہ اس بے خبری سے بھی بے خبر ہو گیا۔ اور ایک شیخ سے جس کو اُس کے ظاہر حال سے میں رافضی سمجھ رہا تھا مباحثہ کیا اور اس کو میں نے بہت سے مسائل میں ایسے مُسکت جواب دیے کہ اس کو بجز تسلیم کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ اور خواب میں وجد کی حالت پیدا ہو گئی کہ حضرت شیخ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

Marfat.com

اس بندۂ گنہگار کا منہ چوم لیا۔

اٹھائیسویں رات خواب میں وجد میں آکر وحدۃ الوجود کے کلمات اور چند اشعار پڑھے اور بہت مست ہو گیا اور درد کی حالت میں کبھی تجلیات کے تصوّر سے محظوظ ہوا اور کبھی درد فراق سے تفرّع وزاری میں مشغول ہوا اور کبھی ایسی تجلیات کا احساس ہوا جو مثل مشعل کے روشن تھیں اور کبھی ایسے انوار کا اِدراک ہوا جو آفتاب کی شعاعوں کی مانند تھے اسی میں وقت بسر ہوا اور ایک خواب یہ دیکھا کہ ایک بوڑھا پارساؤں کی صورت میں یہ کہہ رہا ہے کہ دنیا سے پرہیز کر۔ میں نے کہا کہ میں نے تیری نصیحت سے پہلے ہی اس بدکار بڑھیا یعنی دنیا کو ترک کر دیا۔

ماہ ربیع الثانی ۱۲۹۲ھ

پہلی رات سونے سے پہلے مدینہ منورہ کے تصور سے جو درود شریف کے ضمن میں ہوا نہایت مدہوش اور سبز و سفید انوار کے خیال میں بیخود رہا اور آخری ورد (یعنی تہجد و ذکر وغیرہ) کے وقت بھی جوش میں رہا۔ علی الصباح کہ یوم جمعہ تھا حضرت مخدومی مولوی صاحب مولانا امیر باز خاں صاحب کی غلامی (یعنی معیت) میں ہم زیارت قبور کے لئے گئے اور عذاب قبور اور حشر و دوزخ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور شفقتِ حضرت شیخ جو اس حالت میں ہو گی اور اپنا حشر جو حضرت شیخ کی غلامی میں شیخ کی جماعت کے ساتھ ہو گا اور پوری جماعت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونا اور دخول جنت اور انوار بہشت اور حضرت حق جل وعلا کا دیدار غرض یہ جملہ تصورات پیش نظر آتے رہے جن سے خوف و دہشت طاری ہوئی اور

Marfat.com

رجا و امید بھی۔ اور مدہوش و مسرور بھی ہوا اور تمام اہل جلسہ پر عمدہ کیفیات آئیں۔ شام کے وقت خدام شیخ دام ظلہم کے ساتھ حاضر ہوا۔ حضرت نے یہ ارشاد فرمایا کہ اس مواصلت (میل جول) کا انجام مفارقت ہونے والا ہے اس ارشاد سے ہم خدام اس قدر مخبوط الحواس ہوئے کہ بوقت رخصت راستہ میں بھی دل کو ضبط کرنے میں بڑی دقت پیش آئی۔

دوسری رات ایک مرتبہ جوش آیا لیکن بعض خلاف مشرب لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے تغیرؔ پیدا ہو گیا۔ خواب میں ایک مرتبہ مست ہوا۔ دن میں بعد دوپہر قیلولہ کیا اور اس میں بھی مستی کی حالت طاری ہوئی۔

تیسری رات نہایت جوش و خروش رہا اور بہت اچھے تصورات ہوئے۔

چوتھی رات اس میں بھی عمدہ حالت رہی۔

پانچویں رات ابتدا سے انتہا تک غنودگی رہی اور انوار بکثرت معلوم ہوتے رہے گویا بار بار میرے سینہ پر چراغ روشن ہوتا تھا۔

چھٹی رات اتنا جوش پیدا ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ بجز محبوب کے ہر چیز نابود ہو گئی اور انوار عجیبہ کے تصور سے مدہوش ہو گیا۔ ان بہت سے حالات میں سے تھوڑا سا یہ ہے کہ جب میں ذکر نفی و اثبات میں مشغول ہوا تو انوار محبوب کا ظہور ہوا اور حضوری خوب ہوئی اور ان انوار[۵] کے اندر ایک شبیہ

---

[۵] اسی حال میں خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ غزل۔

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب ... کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب
چو دیدم روئے خوبش سجدہ کردم ... بحمد اللہ شکر گزارم امشب
نہال صبرم از وصلش بر آورد ... ز بخت خویش برخوردارم امشب

(باقی صفحہ ۷۰ پر دیکھئے)

Marfat.com

پُرجمال معلوم ہو رہی تھی۔ بس کہ اس منزل کا ناآزمودہ کار تھا اس شبیہ کو وسوسہ سمجھکر صرف انوار کے مشاہدے سے مسرور ہوتا رہا اور خوشی سے آپے سے باہر ہوتا رہا۔ اس فرحت میں مست تھا کہ ناگاہ بادِ خزاں چل پڑی اور فرحت وصال کا زمانہ داغ مفارقت سے مبدل ہو گیا (پہلے تو میرے سامنے منھ کھول کے بیٹھے۔ پھر کرلیا پردہ مجھے بیگانہ سمجھکر) اب اس مسرت و فرحت کے بجائے اس ناچیز کے حصہ میں گریہ وزاری آئی۔ لیکن یہ گریۂ وزاری کچھ کام کر گئی کہ گیا ہوا محبوب پھر واپس آگیا۔ پھر وہی حجاب پیش آیا اور پھر ظہور ہوا اسی طرح کبھی مشاہدہ اور کبھی پردہ ہوتا رہا۔ سعدی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہے مشاهدة الابرار بين التجلی والاستتار (ابرار کا مشاہدہ تجلی اور پردے کے درمیان ہوتا ہے) (جلوہ) دکھاتے ہیں اور دل اڑا لیجاتے ہیں۔ بیت

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی — آپ دیدار دکھاتے ہیں اور پرہیز بھی کرتے ہیں
بازارِ خویش و آتشِ ما تیز مے کنی — اپنا بازار، اور ہماری آگ تیز کر رہے ہیں

اس کے بعد تصور شیخ اس طرح ہوا کہ سفید انوار نے جو چاندنی سے مشابہ تھے مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک غالب آکر تمام عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میں اور حضرت شیخ دام ظلہم دونوں اس میں غرق ہو گئے اور ہماری روح برق تیز رفتار کی طرح مشرق سے مغرب کی طرف اور ایک افق سے دوسرے

(بقیہ ص۶۷)

براتِ لیلۃ القدری بدستم — رسید از طالع بیدارم امشب
براں عزم کہ گر خود می رود سر — کہ سرپوش از طبق بردارم امشب
کشد نقشِ انا الحق بر زمیں خوں — چو منصور ارکشی بر دارم امشب
تو صاحب نعمتی من مستحقم — زکوٰۃِ حسن درحق دارم امشب
ہمی ترسم کہ حافظ محو گردد — ازیں شورے کہ در سر دارم امشب

Marfat.com

افق تک سیر کرتی رہیں۔ میں کبھی حضرت کی روح سے ملکر محو ہو جاتا تھا اور ایسا ذوق حاصل ہوتا تھا جس کا بیان کرنا محال ہے۔ (کیونکہ علم حضوری الفاظ کے احاطہ میں نہیں آتا) یہ کیفیت اس احقر کی راتوں کی ہے۔ لیکن ہر لحظہ کی کیفیت یہ ہے کہ بہت کم کوئی ایسی ساعت ہوگی کہ اس میں ذکر پاسِ انفاس اور تصوّر شیخ اور حضوری محبوب میں مشغول نہ ہوں اور ایسا کوئی لحظہ نہیں ہے جس میں کہ میرا قلب جاری نہ ہو اور بعض اوقات اُس کی صاف آواز میرے کانوں تک پہنچتی ہے اور ہر رگ و ریشہ اور گوشت و پوست اور بال سے ایک خاص حرکت مطابق حرکت قلب کے ظاہر ہوتی ہے۔ ہمارے حضرتؒ نے فرمایا کہ عارفین کو یہ حالت پیش آتی ہے کہ انوار میں ایک صورت جمیل پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا و مافیہا کے تمام سرور اس میں معدوم ہو جاتے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

کہ بچشمانِ دل مبیں جز دوست ہر چہ بینی بداں کہ مظہر اوست۔

(دل کی آنکھوں سے دوست کے سوا اور کچھ مت دیکھ۔ جو کچھ تیرے سامنے آئے اس کو اُسی کا مظہر سمجھ) اور اس عالم بیخودی میں غیر اختیاری طور پر اُس کی زبان سے کچھ کلمات صادر ہوتے ہیں کہ عوام اس کا مطلب وحدۃ الوجود سمجھتے ہیں اور غیر حق کو حق تصور کر کے کفر میں پہنچ جاتے ہیں اور یہی بنا رہے کہ مولانا امیر باز خاں صاحب نے اس کو کفر طریقت کا نام دیا ہے۔ اور بعض جہال کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ وہ تعالیٰ شانہ جسمیت سے پاک ہے اور ہم مادّے سے مُلوّث لوگوں کی کیا طاقت ہے کہ اس ذات پاک کو دنیا میں دیکھ سکیں جب کہ حضرت موسےٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام بھی تاب نہ لا سکے تو ہم کس شمار میں ہیں۔ (خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ مشاہدہ ذات حق کا مشاہدہ نہیں تھا جو معبود و مسجود ہے بلکہ ایک ایسی صفاتی تجلّی تھی جو بہت بلند

Marfat.com

واعلی مرتبہ کی تھی جو ذات کے حسن وجمال کا ایک مظہر تھی اسی لیۓ اس کی استتار
سے حضرت رحمۃ اللہ کو شدید قلق واضطراب لاحق ہوا۔ یہ اُس مشاہدے کے مشابہ
ہے جس کا بیان مولانا محمد اکرم براسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اقتباس الانوار میں حضرت
شیخ جلال الدین تھانیسری قدسنا اللہ بسرہ العزیز کے حالات میں تحریر فرمایا
ہے جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے شیخ قطب الاقطاب حضرت شیخ
عبدالقدوس گنگوہی کی اجازت سے شہر سے باہر ایک حجرے میں داخل ہو کر اس
جذبے کے ماتحت کہ "یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن برآید" حجرے کا دروازہ
دیوار چنوا کر بند کرا دیا اور صرف ایک اتنا سوراخ رکھا گیا تھا جس میں ہاتھ
جا سکے اور ذکر وشغل میں مصروف ہو گئے۔ کھانا پینا قطعاً بند کر دیا۔ جب کوئی
حالت پیش آتی تو ایک پرچہ لکھ کر سوراخ میں رکھ دیتے تھے جس کو خادم حضرت
شیخ کی خدمت میں پہنچا دیتا تھا۔ چالیس دن کے بعد آپ کو یہ مشاہدہ ہوا کہ
زمین سے آسمان تک ایک نور محیط ہے۔ مکان کی چھت بھی اس میں حائل نہیں
ہے۔ پھر اس نور نے ایک غایت درجہ جمیل تشکل کے ساتھ ظہور کیا اور یہ خطاب
کیا من امرک ان تُھلِکَ نفسکَ امر امربہ شیخکَ (یعنی تجھے کس نے حکم
دیا کہ اپنے نفس کو ہلاک کر دے کیا یہ حکم تم کو تمھارے پیر نے دیا) جب یہ اطلاع
تحریر کے ذریعہ سے حضرت شیخ کو پہنچی تو آپ وجد سے بیخود ہو گئے۔ جب
ہوش آیا تو خادم کو حکم دیا کہ دیوار توڑ کر جلال الدین کو نکال کر لاؤ۔ چنانچہ
حسب حکم آپ کو نکال کر لایا گیا۔ اب آپ نے پھر یہ واقعہ زبانی بیان کرنیکا
حکم دیا۔ جب مذکورہ بالا خطاب سنا تو پھر وجد ہوا اور تڑپنے لگے۔ بار بار سنانے کی فرمائش
کرنے اور پھر وجد کے بعد جب آپ کو سکون ہو گیا تو فرمایا کہ جلال الدین
یہ نہ سمجھ لینا کہ میں نے خدا کو دیکھ لیا۔ بس یہ سمجھ لو کہ فتح باب ہو گیا ہے۔

Marfat.com

معرفت ذات ابھی بہت آگے کی بات ہے۔ بہر کیف یہ مشاہدہ بڑے مرتبہ کا ہے۔ اس پر مرشدی حضرت حاجی مولا بخش صاحب قدس اللہ سرہ کا یہ ارشاد اس خادم کے پیش نظر آگیا کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت متقدمین اولیاء کے مرتبے کی تھی جو فی زمانہ مفقود ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ)

ساتویں رات قیلولہ کے وقت میں نے ایک خواب دیکھا جس کا ذکر زبان پر جاری ہونا محال ہے اُس کے ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔ اگر کچھ کہہ سکتا ہوں تو بطور تمثیل اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ایک نور شفاف ہے اور بجز اُس کے دنیا ومافیہا میں اور کچھ نہیں، میں خود بھی کچھ نہیں ہوں۔ اور اس حالت میں جو ذوق مجھ پر گذرا اُس کا بیان کرنا کسی عنوان سے ممکن نہیں ہے

آٹھویں اور نویں رات ان میں بھی اسی طرح کے خوابوں سے مشرف ہوا۔

دسویں رات یہ بھی عمدہ گذری۔

گیارھویں رات حسرت وافسوس اور اپنے گناہوں کے تصوّرات اور اپنے محبوب حقیقی کی ناراضی کے خوف سے گریہ وزاری میں بسر ہوئی۔

بارہویں رات یہ بھی اُسی طرح حسرت اور ہجر کے افسوس میں گذری۔ جب حضرت پیر و مرشد سے عرض کیا تو حضور نے ادنیٰ سی توجّہ کی جس سے حضوری پھر حاصل ہوگئی۔ اور جاننا چاہیئے کہ حضوری جو اس احقر کو پیش آتی ہے یہ ہے کہ آنکھ بند کرنے کے بعد نہایت لطافت اور پاکیزگی کے ساتھ ایک خفیف ترشح جو مثل برف کے شفاف ہوتا ہے برستا ہوا محسوس ہوتا ہے اور اسی صفائی و پاکیزگی کے ساتھ اُس کے فوّارے اوپر اُٹھتے

Marfat.com

رہتے ہیں اور ہر جانب سے احقر کو گھیر لیتے ہیں اور اس کے اجزار میں کبھی نورانیت زیادہ ہوتی ہے کبھی کم معلوم ہوتی ہے اور کبھی وقت ذکر یا نماز وغیرہ کے نہایت کثیف ہو جاتی ہے اور اس کیفیت میں تموُّج (یعنی اُتار چڑھاؤ) واقع ہوتا ہے اور اس حالت میں علاوہ ان کوائف کے ایک چیز نہایت لطیف جو بجلی کے مانند ہوتی ہے ظاہر ہوا کرتی ہے اور یہ حالت کبھی بغیر تصوُّر کے خود بخود پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی تخیُّل کی محتاج ہوتی ہے اور کبھی آنکھ بند کئے بغیر بھی محسوس ہو جاتی ہے ضعف کے ساتھ اور جب کبھی اس حالت کیساتھ امہات الصفٰات میں سے کسی صفت کا تصور بھی شامل ہو جاتا ہے تو وہ اس لذت میں اس درجہ کا اضافہ کر دیتا ہے جیسا کھانے میں نمک کر دیتا ہے اور تصوُّر شیخ مصالحہ کے درجہ میں آجاتا ہے اور جب اس کے ساتھ شوق اور محبت الٰہی کا روغن ملجاتا ہے تو اس سے میرے کباب خاطر میں خاص لذت آجاتی ہے۔ اس لذت سے بجز* اس کے جو دل بریاں رکھتا ہو دوسرا واقف نہیں ہو سکتا۔ اور میرا دوسرا حال یہ ہے کہ بعض اوقات دوران ذکر میں انوار کبھی مثل برق کے اور کبھی چراغ کی روشنی کے مانند معلوم ہوتے ہیں۔ آج کہ یوم چہار شنبہ بارہ ربیع الثانی ہے تقریباً ایک پہر دن چڑھے مخدومی مولوی امیر باز خاں صاحب کی خدمت میں گیا اور مولانا احمد علی صاحب کی مسجد میں چار رکعات نوافل پڑھکر بیٹھا تھا کہ یکایک رنگارنگ اور مختلف طرح کے انوار کا

۷ــ واضح ہو کہ ذات واجب تعالیٰ شانہ کی صفات ثمانیہ یعنی حسب ذیل آٹھ صفات کو امہات الصفات کہتے ہیں یعنی تمام صفات کی مائیں کیونکہ یہ تمام دیگر صفات کے لئے اصل ہیں اور تمام صفات ان ہی کی فروع ہیں وہ آٹھ صفات یہ ہیں حیوٰۃ۔ علم۔ ارادہ۔ قدرت۔ سمع۔ بصر۔ کلام۔ تکوین۔ ۱۲ اشتیاق احمد کمترین متوسلین حضرت مؤلف رح عفی اللہ عنہ۔

Marfat.com

ظہور ہوا۔ بعض سفید چمکدار آفتاب جہانتاب کی مانند اور ایک جانب میں نیلگوں روشن جو اُس شعاع کی مانند تھے جو آتش بازوں والی آفتابی میں سے رات کے وقت جلانے سے نمایاں ہوا کرتی ہے اور ایک کنارے پر سرخ رنگ کے اور ایک نوع سبز اور ایک جہت میں زرد معلوم ہوتے تھے اور ہر ایک قسم کے انوار دائیں سے بائیں کو اور بائیں سے دائیں کو اور اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر حرکت کر رہے تھے۔ اور کبھی ایک کی حرکت کم اور دوسرے کی زیادہ ہوتی تھی اور کبھی اس کی زیادہ اور دوسرے کی کم ہو جاتی تھی اور اُن میں سے سب سے زیادہ چمکدار سفید اور نیلگوں تھے پھر اوروں سے زیادہ سبز رنگ کے اور سب سے کمتر سُرخ اور زرد اور نہایت کمتر وقت اور مقدار کے امتیاز سے اودے رنگ کے تھے۔ اور اکثر اوقات خواب میں عجیب لطف پاتا ہوں مگر جو خوابیں میں دیکھتا ہوں ان ایام میں کمتر یاد رہتی ہیں۔

تیرہویں اور چودہویں رات یہ دونوں راتیں کیفیات سے بھری ہوئی تھیں۔ حالت طاری رہی اور تصوّر کافی ہوا اور انوار بھی حاصل تھے۔ الحمد للّٰہ علی احسانہ۔

پندرہویں رات روز پنجشنبہ بعد نماز مغرب میں کچھ پڑھ رہا تھا کہ انوار آتشبازی کے پھولوں کی مانند برسنے لگے اور اُسی دن ہم کو حکم ہوا کہ اذکار خفا کے ساتھ (بغیر آواز) ادا کریں۔

سولہویں رات اسی طور پر اذکار ادا کئے تصوّرات عمدہ ہوئے اور انوار بکثرت پائے۔

چند ایام سے میرا حال یہ ہے کہ ذکر کے وقت ہر جہت سے انوار میرا احاطہ کر لیتے ہیں اور ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور نفی اس طرح ہوتی ہے کہ اوّل

Marfat.com

ہیں اور مکان اور جگہ، اس کے بعد تمام عالم گردش میں آکر منفی (یعنی غائب) ہو جاتا ہے اور سوائے انوار کے جو چراغ کی روشنی کے مثل ہوتے ہیں کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔

بیس تاریخ کو میں حضرت مولانا امیر باز خاں صاحب دام فیوضہم کی کتاب "عوارف المعارف" پڑھ رہا تھا۔ اس میں یہ ذکر آیا کہ باوجود بالکلیہ نفی کے ہو سکتا ہے کہ دوسری چیز کی خبر بھی رہے۔ مجھے اس کے سمجھنے میں کچھ اُلجھن اور تفکر تھا۔ اُسی دن دوپہر کے وقت ذکر میں مشغول تھا کہ دائیں جانب سے سفید رنگ کے انوار جو چاند کی سفیدی کے مشابہ تھے ظاہر ہوئے اور تمام اطراف میں منتشر ہو کر تمام عالم کو انہوں نے اپنے میں محو کر لیا، یہانتک کہ کوئی چیز باقی نہ رہی اور اُس میں ایک انسان کی شبیہ نمودار ہوئی جس کے گرد نور کے دامن لٹکے ہوئے تھے اور اس حالت میں میں نے حضرت شیخ کو وسیلہ بنا رکھا تھا۔ اسی میں تھا کہ نور کے دو ستون میرے قلب میں پہنچے جن میں سے ایک مرشدی حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی اور دوسرا مخدوم المخدوم حضرت میاں صاحب کلاں (یعنی شیخ الاسلام حضرت اخوند عبدالغفور صواتیؒ) کی طرف سے تھا۔ بغیر اس کے کہ ان دونوں بزرگوں کی کوئی صورت موجود ہو یہانتک کہ وہ تمام میرے قلب میں سما گئے اور بجز منفی کوئی چیز باقی نہ رہی۔ اس کے بعد بعض انوار مانند برق کے اس فضا میں پیدا ہوئے اور اس کیفیت میں ذکر کرنا مجھے دشوار ہو گیا بجز ھُوْ ھُوْ کے کہ باوجود جذبۂ شوق اور سینہ میں سانس کی بے اختیاری کے یہ آسان تھا۔ غنیمت جانتے ہوئے ھُوْ ھُوْ میں مشغول ہو گیا اور ان انوار کو اسی عالم میں چھوڑ کر لامکان پر پہنچ گیا۔ بس اب میں نے فلا شئی اِلّا ھُوْ (اس کے سوا کوئی چیز نہیں) پایا اور ھُوْ ھُوْ کی شان کا مشاہدہ اور لِمَنِ الملکُ الیوم کا تصوّر کیا (جب

Marfat.com

قیامت کے بعد سب فنا ہو جائیں گے تو حق تعالیٰ فرمائیں گے لمن الملک الیوم (یعنی آج کس کی بادشاہت ہے) اور اس عدم کی کیفیت نے وہاں سے اس طرف کو رجوع کیا یہانتک کہ ساتوں زمینوں کے نیچے تک پہنچ گئی اور اس کیفیت سے ایک حالت ثقل (یعنی بوجھ) کی مجھ پر غالب ہو گئی کہ اس نے مجھے جھکا دیا۔ کہ میرا سر زمین کے قریب پہنچا دیا اور باوجودیکہ نہیں تھا اور نہ کوئی دوسری چیز باقی رہی تھی مگر مجھے اپنے جھکنے کا شعور موجود تھا اور دوسرے لوگوں کی باتوں کو بھی میں سمجھ رہا تھا اور خیال ہو رہا تھا کہ میں تھوڑی دیر میں زمین پر گر پڑونگا لیکن میں زمین کو نہیں پا رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں زمین پر گر گیا اور کسی قدر ہوش میں آ گیا۔ اور اسی حالت میں سو گیا اور جب تک سوتا رہا اسی کیفیت میں محظوظ رہا فالحمد للہ (الحاصل عوارف المعارف کے مضمون کی طرف سے جو الجھن پیدا ہوئی تھی اس آپ بیتی سے اس کا ازالہ ہو گیا) اور دوسرا معاملہ اس ذکر میں یہ پیش آیا کہ میں نے دیکھا کہ صاف پانی صاف پتھروں پر بہہ رہا ہے بعد ازاں میں نے ایک بہت بڑا دریائے نورانی دیکھا جس نے ہر طرف سے آ کر مجھے اپنی گرفت میں لے لیا اور اس کی نہریں منتہائے عالم تک پہنچی ہوئی ہیں اور عالم میں اس کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ اور دوسرے قصے بھی پیش آئے جو یاد نہیں رہے فقط۔

اکیسویں رات

اس رات کے معاملات عجیب و غریب ہیں جسقدر یاد ہیں اُن کو لکھتا ہوں اور باقی کو چھوڑ دونگا۔

عشاء کے وقت حسب عادت میں نے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض پہنچنے کا تصور کیا بطفیل پیر و مرشد حضرت شیخ دام ظلہم۔ اس دوران میں ایک عظیم الشان نورانی دریا جو روشن اور سفید و شفاف تھا ظاہر ہوا اور عالم میں اُس کے سوا کوئی چیز نہ رہی۔

Marfat.com

میں چاہتا تھا کہ اپنی روح کو اس میں غرق کر دوں کہ یکایک جس طرح کہ اُس نے طول وعرض میں عالم کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا، اب عمق میں بھی وہ آسمانوں تک پہنچ گیا اور اُس نے مجھے اپنے میں غرق کر لیا۔ دیر تک میں ڈوبا ہوا اور پُر مسرت رہا۔ اُس کے بعد وہ دریا اپنی اصلی حالت پر آگیا (یعنی صرف طول وعرض باقی رہ گیا اور عمق نہ رہا لیکن) فقط روضۂ مبارک پر مرتفع (یعنی اوپر تک بلندی میں پہنچے ہوئے) انوار باقی رہ گئے اور باقی جگہ مثل دریا کے رہ گئی۔ اور انوار روضۂ مبارک کے چمکدار تھے۔ اسی اشتیاق میں حضرت محبوب ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چہرۂ مبارک کو ظاہر فرمایا۔ سبحان اللہ روئے اقدس کے انوار اس قدر روشن تھے۔ ہر چند کہ ہم نے دیدار کا قصد کیا مگر اُن کی چمک کی شدت سے اس پر قادر نہ ہو سکے۔ واللہ باللہ سورج سے ہم اسکو مشابہت نہیں دیسکتے۔ ہم اپنی نگاہ کو سورج پر جمانے کی طاقت رکھتے ہیں اور وہاں یہ بھی ممکن معلوم نہیں ہوتا کہ سورج اپنا چہرہ اس روئے پاک کے مقابل کر سکے کچھ دیر کے بعد یہ حالت مرتفع ہو گئی اور ایک ہاتھ اُس قبہ نور سے باہر آیا اور اُس نے محبی مولوی ابو الحسن صاحب کے سر کو مسح کیا (یعنی اُن کے سر پر پھیرا گیا) جس طرح کہ ازراہ شفقت بزرگ اور بڑے اپنے بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں پھر اسی طرح احقر کے سر پر مسح فرمایا۔ اس کے بعد دوسرا دست مبارک بھی آیا اور ان دونوں ہاتھوں نے مخدومی جناب مولوی امیر باز خاں صاحب زاد اللہ فیوضہم کے سر پر شفقت فرمائی۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ دونوں شانوں تک باہر آئے اور حضرت پیر و مرشد مدّ ظلال فیوضہم سے اس طرح مل گئے جیسے کوئی بزرگ اپنے کسی عزیز کو سینے سے لگا کر بطور شفقت ومحبت کے اپنے ہاتھ اس سے لپٹا لیتا ہے۔ اس کے بعد اُن انوار میں کمی ہونا شروع ہوئی یہانتک

Marfat.com

کہ کوئی چیز اُن سب میں سے میرے پیش نظر نہ رہی تو مجھ میں وحشت پیدا ہو گئی اور میں واویلا اور واحسرتاہ کہتے ہوئے نہایت غمگین ہو گیا ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

اس دوران میں میں نے ایک مکان دیکھا اور اپنے دل کو اس کی طرف مائل کر کے اندر گیا تو دیکھا کہ بہت سے مُردے لیٹے ہوئے ہیں اُن میں سے بعض کا چہرہ کھلا ہوا کپڑے سے باہر نکلا ہوا ہے جیساکہ کوئی سوتا ہے اور بعض کفنوں کے اندر ہیں۔ صحیح سالم اُس مکان میں سو رہے ہیں۔ میں نے بغور دیکھا۔ یہانتک کہ بعض کی صورت شباہت اس وقت تک مجھے یاد ہے۔ اولاً میرے خیال میں آیا کہ یہ اصحاب صُفّہ ہیں اس کے بعد خیال آیا کہ شاید شہداء بدر ہوں اور وہاں میں نے زمین میں ایک کھڑکی بھی دیکھی کہ اس سے روشنی آرہی تھی۔ میں حیران رہا کہ یہ روشنی جنت میں سے آرہی ہے یا دوزخ میں سے۔ اس کے بعد یہ مکان اُٹھ گیا (یہ احساس کی تعبیر ہے کہ مکان کے اوپر جاتا ہوا محسوس ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ روح نے نیچے کی جانب نزول کیا تھا۔ اپنے نزول کا احساس نہیں ہوتا جس طرح ریل میں بیٹھنے والے شخص کو درخت اور کھمبے وغیرہ متحرک نظر آتے ہیں حالانکہ وہ اپنی جگہ سے نہ آتے ہیں اور نہ جاتے ہیں اور حرکت کا تعلق دیکھنے والے کی ذات سے ہوتا ہے اسی طرح یہ سب مقامات اپنی اپنی جگہ قائم ہیں روح جب اوپر کی طرف جاتی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ مقامات نیچے جا رہے ہیں اور نیچے کی طرف نزول کرتی ہے تو یہ نظر آتا ہے کہ مقامات اوپر اُٹھتے چلے جا رہے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ)

اس کے بعد میں نے اور مُردے دیکھے جو سیاہ اور جلے ہوئے تھے اور ان کے درمیان ایک آتشی کھڑکی کھلی ہوئی ہے کہ اس کے راستہ سے ہر ایک کو سوزش اور حرارت پہنچتی ہے اور یہ اُن کو جھلس رہی ہے۔ اور دوسرے معاملات جو پیش آئے

Marfat.com

وہ مجھے یاد نہیں رہے۔ تہجد کے وقت بعد نوافل کے ذکر میں مشغول ہوا تو بجائے اُن انوار کے جو معمولاً پیش آرہے تھے اس وقت چراغ کی ہلکی روشنی کی طرح پیش آئے اور عالم معدوم ہوگیا اور میری روح روح پاک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں شرف حضوری سے مشرف ہوئی اور میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لیجا رہے ہیں۔ آپ نے احقر سے فرمایا کہ کیا تو بھی چلتا ہے؟ میں نے نعمت غیر مترقبہ سمجھتے ہوئے عرض کیا کہ اس سے بڑا مقصود اور کیا ہوسکتا ہے یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور میں نے عالم کو فنافی اللہ کر دیا اور انوار میرے پیش نظر تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ "جمع الجمع" کی کیا کیفیت ہوتی ہے تو میں مطلع ہوا کہ "جمع الجمع" یہ ہے کہ تو اس تصور اور انوار کو بھی فنا کردے۔ یہ علم حاصل ہونے کے بعد میں نے اپنے تصوّر کو ان انوار اور تصوّر کو فنا کرنے میں لگا دیا۔ اب یہ ہوا کہ اُن کے بجائے ظلمت خالص پیش آگئی اور عالم سے اور اپنے سے اور اپنے تصوّر سے میں بے خبر ہوگیا صرف یہ باقی رہ گیا کہ ذکر کی آواز کبھی مشرق کی جانب سے اور کبھی مغرب کی طرف سے اور کبھی شمال سے، کبھی جنوب سے میں سُن رہا تھا اور یہ نہیں جانتا تھا کہ کس کی آواز ہے تھوڑی دیر کے بعد اتنا ہوش آجاتا تھا کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ میری آواز ہے اور پھر وہی حالت (بے شعوری) پیش آجاتی تھی۔ جب ایک بار ہوش آگیا تو میں نے ذکر ھُو شروع کیا اس کے بعد وہ ظلمت بھی دفع ہوگئی اب نہ ظلمت رہی اور نہ روشنی اور نہ خودی اور توئی۔ اور کچھ دوسرے قصے پیش آئے جن کا تعلق الہامات سے ہے ان کا اکثر حصہ یاد نہیں رہا۔ جب میں نے ذکر انت الھادی شروع کیا تو میں نے تصور کیا کہ راہ دشوار گذار یعنی راہ اسلام بالکل سیدھی ہے اور اس کی ہر جانب میں شیطانی راہیں ہیں اور پُل صراط کی مثال ہے۔ جو شخص

Marfat.com

کہ راہ مستقیم یعنی سیدھی راہ پر رہا اُس نے پُل صراط کو طے کرلیا اور جس نے دوسری راہ اختیار کرلی تو وہ پُل صراط کے کانٹوں میں سے کسی کانٹے میں پھنس جائیگا۔

پھر مجھے یہ تصور رہا کہ ہدایت خداوندی نے رہبری کی کہ ایسے پیرومرشد کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا جو متبع شریعت ہیں خدا ان کا سایہ دراز کرے تو حضرت کی رہبری میں میں سیدھی راہ پر چلا اور پُل صراط سے گذر کر بطفیل پیرومرشد خلد بریں میں پہنچا اور دیدار مبارک سے مشرف ہوا اور محبوب حقیقی کے حضور میں کھڑے ہو کر ان سے مخاطب ہو کر عرض کیا انت الھادی انت الحق۔ لیس الھادی الا ھو اور اس سے جو ذوق مجھے حاصل ہوا میرے سوا کوئی نہیں جانتا فالحمد للہ علی انعامہ۔

بائیسویں رات عرش تک نفی کرکے کئی مرتبہ لامکان کی سیر کا قصد کیا۔ ہر مرتبہ کافی مسافت طے کرنے کے بعد مجھ پر بیتابی غالب آتی رہی۔ میں سمجھ گیا کہ ابھی آگے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ بیت

اگر یک سرِ موی برتر پرم۔ فروغِ تجلی بسوزد پرم (اگر ایک بال برابر بھی میں اوپر اڑا تو تجلّی کی تابش میرے پر پھونک دے گی) اس مضمون کے تصور سے یہ کوشش ترک کرکے ملکوت کی سیر میں مشغول ہوگیا۔ تو میں نے انوار روشن شفاف مائل بہ زردی دیکھے۔ اور سبحن اللہ پڑھنے والے اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے والے غیر موجود بے نہایت پائے (غیر موجود کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنے والوں کا وجود محسوس نہیں ہوتا تھا مگر تسبیح تہلیل کی کثرت سے اُن کا شمار سے باہر ہونا مفہوم ہو رہا تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ) اور اس سے نہایت درجہ کمال ذوق حاصل ہوا اور انت الھادی کے ذکر کے دوران میں میں نے دیکھا کہ جمال محبوب ہر جگہ پہنچا ہوا ہے اور وہ خود بے شمار ظلمانی اور نورانی پردوں میں

Marfat.com

چھپا ہوا ہے تو انت الهادی الخ میں انت کے ساتھ خطاب باعتبار جمال موجود (یعنی ظاہر) کے ہے اور الاّھو میں ھو جو غائب کی ضمیر ہے وہ باعتبار ذات محجوبہ کے ہے۔ اس تصور سے اتنا عجیب ذوق حاصل ہوا کہ میں چاہتا تھا کہ میری روح قالب سے پرواز کر جائے تاکہ حجاب اُٹھ جائے۔

بائیسویں تاریخ کو میں وطن (جلال آباد) پہنچا۔ درود شریف پڑھکر میں نے تصور کیا کہ حضرت پیر و مرشد جناب میاں صاحب اور حضرت بڑے میاں صاحب (یعنی حضرت اخوند عبدالغفور صاحب) اور مولوی امیر باز خاں صاحب کی معیت میں ہم سب روضۂ مطہرہ کے گرد بیٹھے ہیں اور دو نورانی ستون ایک حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اور دوسرا ان تینوں حضرات کی طرف سے میرے قلب میں پہنچے اور ہم میں سے ہر ایک کے درود کے انوار حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچے اور رحمت الٰہی سب پر نازل ہو رہی ہے۔ اور یہ کیفیت کبھی زیادہ کبھی کم ہو جاتی تھی اور میں کبھی نفی و اثبات سے مست ہو جاتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ تمام راستہ یوں ہی گذرا کہ کبھی میں جذب میں آجاتا تھا اور کبھی سلوک کی طرف دوڑ جاتا تھا۔

عجیب لطیفہ۔ میں چلا جا رہا تھا اور میری طبیعت سُست تھی۔ ہر چند تیز چلنے کا ارادہ کرتا تھا مگر قادر نہ ہو سکا۔ اسی میں ایک قوی ہیکل تیز رفتار شخص میرے پیچھے سے آکر آگے نکل گیا۔ اور باوجود ہمت اور کوشش کے بھی میں اُس کے ساتھ نہ چل سکا اور پھر میں اپنی اُسی سُست رفتار پر قانع ہو گیا کہ اچانک درود شریف کے تصوّر کے دوران میں مجھے جوش آگیا اور بیخودی میں تیز چلنا شروع کر دیا پھر تو میں اس کو بھی پس پشت چھوڑ کر اتنا آگے نکل گیا کہ وہ میری گرد کو بھی نہ پہنچ سکا

تئیسویں رات وطن پہنچ جانے کے بعد نفی و اثبات کی کیفیت حسب معمول

Marfat.com

چوبیسویں رات نوافل میں جوش حد سے گذر گیا۔ اور نفی کا تصوّر خوب ہوا ان دونوں میں اشتیاق غالب رہا اور نوافل میں یہ دیکھا کہ ایک ہاتھ ظاہر ہوا اور اس نے مجھے ایک ٹوپی دی۔

پچیسویں رات اس رات میں بہت نیند اور غفلت رہی مگر خواب عجیب عجیب دیکھے اور اس غفلت میں زیارت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہوا۔ لیکن اسمیں بھی غفلت اسقدر رہی کہ کیفیت بخوبی یاد نہیں رہی۔ اس رات کے گذرنیکے بعد اشراق کی نوافل پڑھکر حضرت شیخ کا تصوّر کیا تو میں نے دیکھا کہ فیض کی ایک نہر میری طرف آرہی ہے اور جب شیخ الشیخ حضرت میاں صاحب کلاں کا تصوّر کیا تو فیض کا ایک دریا آگیا۔ اسکے بعد میں نے شیخ کو اپنے میں دیکھا اور میں خود شیخ بنگیا جسطرف بھی دیکھتا تھا شیخ ہی نظر آتے تھے نہ دریا رہا نہ نہر بلکہ میں شیخ بھی بن گیا اور شیخ الشیخ بھی۔ ہر طرف ایک مصداق اور تین مفہوم تھے بیت
من توشدم تو من شدی من تن شدم توجاں شدی تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔
(ترجمہ) میں تو ہوگیا اور تو میں ہوگیا، میں تن بن گیا اور توجان ہوگیا یہانتک کہ کوئی یہ نہ کہے کہ میں اَور ہوں. تو اور ہے اور اس دن میں جب بھی میں نے تصوّر کیا شیخ کو اپنے اندر پایا

چھبیسویں رات اللہ جل جلالہٗ کی صفات جلالیہ کی ہیبت اور حضرت پیرِ طریقت کی قدمبوسی سے جدا ہونیکے درد سے رقت غالب رہی۔ مورخہ ۲۶ ربیع الثانی کو کرنال کیلئے (ریل) روانہ ہوگیا۔ دوران سفر میں جب کوئی بڑا میدان یا درختوں والا جنگل آتا تھا میں مست شیر کی طرح بن جاتا تھا اور جب کرنال تین کوس رہ گیا تو درود شریف کے توسل شیخ تصور سے عجیب کیفیت ہوئی حضرت کا فیض اس کثرت سے پہنچتا تھا جیسا کہ نہر کا پانی جب کہ اوپر سے گرتا ہے جسے ہماری زبان میں "چھال" کہتے ہیں اسی طرح فیض حضرت شیخ دام ظلہٗ کی کیفیت تھی اور عرش سے فرش تک تمام فضا انوار الٰہی سے بھری ہوئی تھی اور اس حالت میں شدتِ اشتیاق کی کیفیت عجیب مزا دے رہی تھی حتیٰ کہ اس حالت میں بخار کے آثار مجھ پر پیدا ہونے لگے۔ ناچار

تصوّر میں کمی کی اور اسی ذوق کی حالت میں عصر سے کسی قدر پہلے کرنال میں داخل ہوگیا۔ (واضح رہے کہ اُس زمانہ میں یہ لائن نہیں تھی جو انبالہ سے کرنال ہوتی ہوئی دہلی جاتی ہے۔ اس راہ سے جلال آباد سے کرنال کا فاصلہ ایک سو میل سے بھی کچھ زیادہ ہوگا جلال آباد سے کچی سڑک کے ذریعہ سے کرنال کا فاصلہ تقریباً تیس کوس سے کچھ کم و بیش ہوگا۔ کرنال کی حدود مظفر نگر سے ملی ہوئی ہیں پھر بھی عصر سے پہلے تک اتنی مسافت کا پیدل قطع کرنا مذکورہ بالا کیفیات کے بغیر دشوار معلوم ہوتا ہے اشتیاق احمد عفی عنہ)

ستائیسویں رات اس رات میں خوف الٰہی اور اشتیاقِ نامتناہی رہا تہجد کی نوافل کے دوران انوار کثیرہ مثل شدید بارش کے برس رہے تھے اور کیفیت برق کیساتھ استغراق کلی ہو رہا تھا۔ اسکے بعد ذکر میں نفی وغیرہ کی کیفیت روزمرہ کی مانند رہی۔ فراغت کے بعد بطور استراحت تکیہ پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ جب غنودگی آگئی تو دیکھا کہ میں ایک جگہ سے اپنے سبق کی کتابیں اُٹھا کر اپنے مکان کے ارادے سے جا رہا ہوں کہ ایک شخص نے میرے سامنے آکر کہا کہ احمد حسن کہاں ہے؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ پھر وہ بولا اچھا تو مولوی عبداللہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ عبداللہ میں ہوں۔ کہئے آپکو مجھ سے کیا کام ہے۔ جواب دیا کہ میری پالکی فرمان پہنچا اور حکم ہوا ہے کہ میں احمد حسن اور مولوی عبداللہ اور مولا بخش کے پاس جاؤں اور اُنکی خدمت کروں اور اس فرمان پر ان تینوں صاحبان کی مُہریں لگی ہوئی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ مُہریں سیاہی سے لگائی گئی ہیں یا شنگرف سے یا سبز روشنائی سے تو اُس نے کہا کہ سبز روشنائی سے۔ میں نے کہا عبداللہ میں ہوں اور احمد حسن اور مولا بخش کو جنہیں اس کام کی اہلیت ہو میں نہیں جانتا۔ اسکے بعد میں بیدار ہوگیا۔ پھر مجھے غنودگی آئی تو دوبارہ اسی شخص کو دیکھا کہ وہ کسی دوسرے شخص سے وہی کہہ رہا ہے۔ بعد نماز فجر میں نے خواب میں مخدومی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ آپ نے میرے ساتھ سرگوشی کر کے مجھے بوسہ دیا اور فرمایا کہ آج کی شب دوزخ کا تصوّر کرنا چاہیئے۔ اسکو میں اپنے شیخ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی

Marfat.com

کا فیض تصوّر کر کے ایسا مست ہوا کہ بیان نہیں کر سکتا - اسکے بعد تھوڑی دیر تک ہوش میں رہنے کے بعد میں پھر سو گیا تو میں نے ایک شخص کو اپنے پاس دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تیری خدمت میں رہوں اور دوسرے خواب بھی اسی قسم کے دیکھے جو مجھے یاد نہیں ہے اس دن دوپہر کے وقت بھی میں نے قیلولہ کیا اور اس میں عجیب و غریب خواب دیکھے - کبھی میں نے اپنے کو ایسی بڑی اونچے درجہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے دیکھا جنکو کبھی خواب میں نہیں دیکھا تھا اور کبھی ایسی تحریریں مشغول دیکھا کہ ایسی تحریروں کی کبھی ظاہر میں نوبت نہیں آئی - اور کبھی اپنے کو وعظ کہنے کی حالت میں دیکھا کہ مدت العمر ایسے وعظ کہنے کا اتفاق کبھی پیش نہیں آیا تھا چھبیس تاریخ میں بھی میں نے اپنے کو دیکھا تھا کہ بلیغ وعظ کہہ رہا ہوں اور ۲۷ کو قلندر صاحب کی مسجد میں بعد اشراق کے درود شریف پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا جس میں ایک چھوہارہ بھی پڑا ہوا تھا میں اس کو پیکر شکم سیر ہو گیا

جمادی الاولی ۱۳۹۲ھ

جمادی الاولی کی چاند رات کے دن میں سہارنپور آگیا اور استغفار پڑھ رہا تھا اور توسل شیخ سے عجیب کیفیت پاتا رہا - یہانتک کہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرف قدمبوسی سے مشرف ہوا اور فیض حاصل کیا - دوسری باتوں کے بعد میں نے ۲۲ ربیع الثانی کی شب میں جو کیفیت مجھ پر آئی تھی اُس کو عرض کیا سُن کر حضرت نے فرمایا :۔

البتہ عارفین حق پر ایسی کیفیت آتی ہے اور جو خطاب وغیبت کے مضمون کا تصوّر تم نے انت الهادی اور الّا هو کے بارے میں کیا اس قسم کے مضامین سے قرآن مجید بھرا ہوا ہے چنانچہ فرمایا ہے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین ۰ اس میں خطاب ... انوار اور علم و قدرت کے احاطہ کے اعتبار سے ہے کہ انمیں [1] مستغرق ہو کر اور اپنے کو بھول کے

---

[1] جاننا چاہیئے کہ یہ کلام افلا تبصرون تک وفور عشق کی حالت کا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ذات تعالیٰ شانہ اپنے وجود ذاتی سے موجود ہے جو کہ عین ذات ہے بلکہ ذاتی یعنی مصدری صفت قرار پایا ...

Marfat.com

انی کنت من الظٰلمین (حضرت یونس علیہ السلام) کہہ رہے ہیں یعنی اس وقت میں کہ میں اپنی کو کائن اور موجود سمجھ رہا تھا ظالم تھا کہ وہ مجھ سے بہ نسبت میرے زیادہ قریب ہے (حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے متکلمانہ رنگ میں اسکی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ جملہ موجودات کی علت وجود ذات واجب الوجود ہے اور یہ جملہ موجودات معلول ہیں اور علت کا وجود معلول سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ خود معلول کا وجود اپنی ذات سے اتنا قریب نہیں ہوتا جیسے ظلِ شمس یعنی دھوپ کا وجود معلول ہے اور اُس کی علت وجود شمس ہے تو شمس کا وجود جس قدر قریب تر ہے ظلِ شمس سے اُتنا قریب خود ظلِ شمس کو اپنے وجود سے نہیں ہے۔ یہ آپکے ایک مضمون کا خلاصہ ہے جو آپکے ایک مکتوب میں احقر کے مطالعہ سے گذرا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ) نحن اقرب الیہ من حبل الورید (یعنی ہم انسان سے بہ نسبت اُس کی رگِ گردن کے بھی زیادہ قریب ہیں) اور موجود (یعنی ذات باری تعالیٰ) آفتاب سے بھی زیادہ چمک رہا ہے (یعنی اُسکا وجود اتنا بدیہی ہے) مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح الآیہ (مثال اُسکے نور کی ایسی ہے جیسے کہ ایک طاق ہے جسمیں چراغ ہے..... آخر آیت تک "سورۂ نور" یہ خادم عرض کرتا ہے کہ چراغ کی مثال سے مطلق نور کی اُس خصوصیت کا ذکر مقصود ہے کہ ہر شے کا وجود اپنے ظہور میں نور کا محتاج ہے اور نور خود علت ظہور ہے چراغ کی تخصیص خاص مقصد نہیں ہے۔ روشنی یعنی نور بجلی کے قمقمے کا ہو یا سورج کا سب میں نور کی خصوصیت موجود ہے کہ وہ جملہ وجودات کے ظہور کا ذریعہ ہے چراغ ہو یا بجلی کا قمقمہ یا شمس و قمر یہ سب دوسری اشیاء کے ظہور کی علت ہیں لیکن وہ اپنے ظہور کے لئے دوسرے چراغ یا قمقمے یا شمس و قمر کے محتاج نہیں اسیطرح ذات باری تعالیٰ علت ہے سمٰوٰت والارض یعنی جملہ کائنات کی اسی کے نور سے سب کا ظہور ہوا اور ہو رہا ہے۔ ہر شے اپنے ظہور میں اسی کی محتاج ہے اور اسکو کسی کی احتیاج نہیں۔۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ) اور میں (یونسؑ) رات کی ظلمت سے بھی زیادہ ظالم ہوں (کہ ع باوجودت ز من آواز بر آید کہ منم ۱۲) اِن الانسان کان ظلوماً

Marfat.com

جھولا (بیشک انسان بڑا ظالم اور جاہل ہے) اور جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو رات کی تاریکی جاتی رہتی ہے اور وہ آفتاب پر غالب نہیں آتی ولا اللیل سابق النھار (اور نہ رات دن پر سبقت کر سکتی ہے) پس جب کہ میں اب بھی آگاہ نہ ہوں اور اپنے کو موجود جان لوں تو مجھ سے زیادہ کون ظالم ہے اور اسی جہت سے بطور تنبیہ فرمایا وفی انفسکم افلا تبصرون ۝ (اور ہماری نشانیاں) تمہارے نفسوں میں موجود ہیں کیا تم نہیں دیکھتے ہو) فرمایا کہ ہر جگہ سے اپنا مطلب نکال لینا چاہیئے مثلاً الم ترکیف فعل ربک آخر سورت تک میں حق تعالیٰ شانہٗ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے کہ اس وقت کوئی ایسا نہ تھا کہ اصحاب فیل کو حرمت بیت اللہ کے ہتک سے روک دیتا۔ اللہ جل شانہٗ نے ایک حقیر جانور ابابیل کو اُن پر مسلط کر دیا کہ وہ اُن کا بھرکس کر ڈالے اور چھوٹی چھوٹی کنکریوں کے ذریعہ سے انھوں نے اُن کو چبائے ہوئے بھس کی مانند کر دیا۔ اور جس طرح کہ وہ (اصحاب فیل) بیت اللہ یعنی کعبہ شریف کی بے حرمتی کرنا چاہتے تھے ابلیس لعین بھی ایک بیت اللہ کو جو قلب ہے خراب کرنا چاہتا ہے ع قلوب مومناں عرش عظیم ست پس امیدوار رہنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کو بھی غارت کر دے کہ اس نے ہر فرعون کے لئے ایک موسیٰ بنایا ہے، اور ہمارے مردہ دلوں کو زندگی بخشدے الیس ذلک بقدر علی ان یحیی الموتی (کیا وہ ذات اس پر قادر نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے)

اور فرماتا ہے تبت یدا ابی لہب (اس سے اشارہ ملتا ہے کہ لہب کے دوزخ کے شعلوں) سے خائف رہنا چاہیئے لہذا اللہ تعالیٰ کے تھوڑے سے غصہ سے بھی انسان اندھا ہو جاتا ہے اور جب بھی حق تعالیٰ قطع ید (یعنی ہاتھ کاٹنا جس کے ظاہر لفظی معنی پر لفظ تبت یدا دلالت کر رہا ہے) چاہیں تو تاخیر نہ ہوگی انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون ۝

Marfat.com

(جب حق تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ کُن یعنی ہوجا کہہ دیتے ہیں تو وہ موجود ہوجاتی ہے) تو ڈرتے رہنا چاہئے کہ مبادا مجھ سے کوئی گناہ واقع ہوجائے اور ادنےٰ خفگی سے ابی لہب اور اُس کی بیوی کی طرح ہلاک ہوجاؤں اور ہمارے لئے ہمیشہ حطب (یعنی لکڑیوں کے گٹھے) اور حبل من مسد (یعنی مونجھ کی رسی) ضروری نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ ہر کے بال سے حبل مسد کا کام لے ان اللہ علی کل شیٔ قدیر (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے) اور فرمایا کہ جب کسی آیت کا تصور کرتا ہوں دو دو گھنٹے گذر جاتے ہیں اور ہم ایک آیت سے بھی فارغ نہیں ہوتے۔ اور جاننا چاہئے کہ یہ مفہومات سنے شرعی کے مخالف نہیں ہیں۔ معنی شرعی بھی لئے جائیں اور یہ معانی حقیقت بھی لئے جائیں کہ معمول اکثر اکابر کا ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایسے لطائف کے استخراج پر فرمایا کرتے تھے کہ ان کے پاس اور بھی ایک قرآن ہے اور بعض لوگوں نے اس کا (مقصد نہ سمجھ کر) انکار کیا۔ اور اگر کوئی ایسے معنی لے جو کہ خلاف شریعت ہیں تو یہ زندقہ ہے۔ چنانچہ عوارف المعارف میں چند جگہ اس کی تصریح کی ہے کہ یہ خلاف شریعت ہے اور اہل طریقت گناہ صغیرہ کو کبیرہ اور کبیرہ کو (بمرتبۂ عمل) کفر جانتے ہیں (نہ بمرتبہ اعتقادیات)

اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ حضرت جب استغراقِ ذکر کی حالت میں قلب کے اوپر ضرب نہ پڑے تو اس میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟ فرمایا کوئی حرج نہیں اور اگرچہ گردے، تلّی، جگر، پھیپھڑے وغیرہ نازک اشیاء ہیں اگر ان پر ضرب پڑے تو شق ہوکر ہلاکت کی نوبت آسکتی ہے لیکن جس طرح ہوش کی حالت میں ذکر کرنے والا حفاظت کرتا ہے، غفلت کی حالت میں فرشتے حفاظت کرتے ہیں اور ضرب کو قلب پر ہی ڈالتے رہتے ہیں۔ اور فرشتے

Marfat.com

صرف حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کے لئے ہی نہیں ہیں، نہ محض بارش کیلئے نہ فقط وحی نازل کرنے کے لئے وغیرہ بلکہ لوگوں کی حفاظت کے لئے بھی ہوتے ہیں جیساکہ احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خوش ہوجاتا ہے تو فرشتوں کو اس کی اطلاع دے کر اس سے مانوس فرما دیتا ہے اور وہ (آسمانی) فرشتے زمین کے فرشتوں سے کہتے ہیں کہ وہ اس سے راضی ہوجائیں اور یہ نوع حفاظت کرنے والی ہے اور (جب کوئی درود پڑھتا ہے تو) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کو پہنچاتے ہیں اور یہ خدمت بھی حفاظت رسول سے تعلق رکھتی ہے جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں حق تعالیٰ فرماتا ہے ھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْکُمْ حَفَظَۃً (وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تمہارے اوپر حفاظت کرنے والے فرشتے بھیجتا ہے)

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ بازار کی مٹھائی طریقت میں کیا حکم رکھتی ہے؟ فرمایا اگر کوئی احتیاط کرنا چاہے تو کرلے لیکن اس قسم کے شبہات میں پڑنا مفید نہیں ہے۔ اگر ایسا ہی شبہ ہے تو کوئی چیز شبہ سے خالی نہ رہیگی۔ گھر کی عورتیں جو روٹیاں پکاتی ہیں بہت سی اُن میں ایسی ہیں کہ سات اور آٹھ روز تک جنبی رہتی ہیں اور غسل نہیں کرتیں بلکہ اُن میں بعض ایسی ہیں کہ اگر وہ پاک ہونے کا ارادہ کرتی ہیں تو اُن کا شوہر کہتا ہے کہ اگر تو نے آج غسل کرلیا تو کل پھر نہانے کی ضرورت پڑے گی۔ یہ لوگ مانع بن جاتے ہیں اور اُن کے ساتھ خلا ملا رکھتے ہیں اگرچہ خود غسل کرکے پاک ہوجاتے ہیں مگر وہ خود مبتلا ہیں (کہ اس کی ذمہ داری اُنکی گردن پر ہے) نہیں جانتے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ الآیہ (اے لوگو اپنی اور اپنے متعلقین کی جانوں کو نار جہنم سے بچاؤ) مجلس

Marfat.com

میں ایک ایسا شخص موجود تھا جو اس بلا میں مبتلا تھا اس مثال کی تخصیص سے آپکا مقصد اُس کو تنبیہ کرنا تھا۔ یہ حضرت شیخ کی تقریر کا اختصار ہے اگر تفصیلاً لکھتا تو تو اُس کے لئے ایک دفتر درکار ہوتا۔

ہم کو ارشاد ہوا کہ حضرت کی تقریر سے جو معانی آیات مفہوم ہوئے اُن کا تصور کریں تعمیل ارشاد کی گئی۔ قرآن مجید کی ہر آیت اور ہر لفظ کو دریائے ناپیدا کنار پایا۔ ایک حرف لکھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔

۲۔جمادی الاولیٰ رات کے ذکر کی بقیہ تعداد پوری کر رہا تھا۔ عالم کو رنگا رنگ انوار سے لبریز پایا اور ایک خاص ذوق پایا شام کے وقت خدمت اقدس میں حاضر ہو کر تمام سرگزشت حرفاً حرفاً عرض کی حضرت نے بغور سُن کر دُعا دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ حالات و کوائف جو تم پر گذرے اگر کسی جاہل پر گذریں تو وہ خود بھی کافر ہو اور شیخ کو بھی مبتلا کر دے اس بناء پر کہ شیخ کو خدا سمجھ بیٹھے۔ ایسے ہی مواقع پر حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الفقیہ الواحد اشد علی الشیطٰن من مائۃ زاھد یا جو اس معنے میں ہے۔ مجھے ان الفاظ میں شک ہے۔ اور اسی جہت سے بعض جہلا جو درویشی کے مدعی ہیں ہلاک و برباد ہوئے کہ انہوں نے شیخ کو خدا سمجھ لیا اور سجدہ وغیرہ جو کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کیساتھ مخصوص ہیں اس بناء پر کہ کلمہ لا الٰہ یعنی لا معبود الا اللہ و محمد رسول اللہ اسلام کا رکنِ اعظم ہے، اپنے شیخ کے لئے جائز رکھا طالب صادق کو سمجھدار ہونا چاہئے کہ شیخ کو شیخ سمجھے اور خدا کو خدا۔ شیخ سے خدا ملتا ہے نہ کہ شیخ خود خدا بن جائے العیاذ باللہ منہ۔" عوارف میں لکھا ہے الشیخ یحبّب اللہ الی

ف۵ خطوط وحدانی کے درمیان کی عبارات حضرت مولانا کی معلوم ہوتی ہیں حضرت شاہ صاحب کے کلام کو ممتاز کرنے کے لئے یہ خطوط احقر نے لگائے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد

Marfat.com

عبادہٗ حقیقۃً ویحبّبُ عباداللہ الی اللہ (شیخ محبوب حقیقی بناتا ہے اللہ کو بندوں کا اور بندوں کو اللہ کا محبوب بناتا ہے) ہمارے حضرت نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر پیر مرید پر عاشق ہوگیا تو یہ شخص معشوق خدا ہوگیا اور جب مُرید پیر پر عاشق ہوگیا تو خُدا اس کا معشوق بن گیا۔ لہذا عاشق بھی ہوا اور معشوق بھی، اور حق تعالیٰ نے فرمایا لاتشرک باللہ ان الشرک لظلمٌ عظیم ٥ (اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کر بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے) اور فرمایا انّ اللہ لا یغفرُ ان یُّشرک بہٖ ویغفرُ ما دون ذٰلک لمن یّشاءُ (بیشک اللہ تعالیٰ اس معصیت کو نہیں بخشیگا کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اس کے سوا جس کو چاہیگا بخشدیگا)

اور اگر یہ باتیں نااہل کے سامنے بیان کی جائیں تو کاذب جانیگا یا ساحر تصوّر کرے گا۔ اور اللہ کے بندوں پر ایسے انوار کا ظہور ہوتا ہے جن کے واسطے سے ہوسکتا ہے کہ ہر لحظہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور اُنکے پیش نظر رہے لیکن صفائی قلب شرط ہے۔ جو قلب کہ صاف ہوگا اُس سے انوار اُٹھیں گے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوجائے گی اور نیند کی حالت میں مقامات تجلیات اور مواقع حسنہ پر پہنچ جائیگا اور اگر صاف نہ ہوگا تو اُس سے براز (پاخانہ) کی تاثیر کا ظہور ہوگا اور جس طرح اوجھڑی اور آنتوں میں کھانیکا سڑا ہوا فُضلہ ہوتا ہے اسی طرح قلب عقائد فاسد اور بُرے خوالات ملوث ہوتا ہے۔ ایسا شخص مسجد میں آئے یا مدرسہ میں جائے یا کسی بزرگ کے پاس جائے مگر خطرات سے خالی نہ ہوگا اور احادیث و کلام مجید میں بھی شبہات نکالیگا اس کے عقائد پر اگر علما مطلع ہوں تو اس پر کفر کا فتوی لگادیں اور اس کے باوجود وہ شریعت کا اتباع کرنے والوں پر طعن و تشنیع کرتا ہے اور اپنے گریبان

Marfat.com

ہیں منھ ڈال کر نہیں دیکھتا اور یقولون مالا یفعلون ۰ کا مصداق بنتا ہے ۔ مرد کا کام ہے کہ عشق حقیقی میں اپنا جگر پھونکے اور جان کی بازی لگا دے اور ایک لحظہ کے لئے محبوب سے غافل نہ ہو یہانتک کہ بالآخر محبوب و مطلوب کو پا جائے گا۔ تم عاشقان مجازی کو نہیں دیکھتے کہ اُن کو ہر وقت سوتے جاگتے ۔ غفلت میں اور ہوش میں بجز محبوب کے اور کسی طرف التفات ہی نہیں ہوتا ، پھر عشق حقیقی حقیقی ہی ہے اور مجازی مجازی ۔ حب مجازی کا یہ اثر ہے تو حقیقی کا کیا درجہ ہونا چاہیئے ۔ جو عاشقان و طالبان حق ہیں سمجھ لو کہ اُن کا کیا حال ہوگا ۔

میں نے حضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے یہاں ایک شبہہ ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض اکابر کے احوال میں میں نے یہ سُنا ہے کہ اُنہوں نے بعض طالبین کو اول عشق مجازی کا حکم دیا ہے اس کے بعد اُن کو مقصود اصلی پر لائے ۔ اسمیں کیا حکمت ہے بلکہ بظاہر نقصان شدید معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس بات کا احتمال ہے کہ مقصود اصلی کے حاصل ہونے سے پہلے ہی یعنی عشق مجازی کی حالت میں ہی اُس کی موت آجائے اور مر کر خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق بن جائے ۔

فرمایا کہ تم کو اس کی حاجت نہیں ہے ۔ اور یہ جو بعض بزرگوں کا معمول رہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ جب تک چنا کچا رہیگا اور بھُن نہیں جائیگا خوشبو نہیں دیگا ، اسی طرح جب تک عشق حاصل نہ ہوگا مطلوب تک پہنچنا ممکن نہ ہوگا ۔ اس کی مثال یہ ہی کہ ایک شخص کے پاس پھول ہے اور وہ اُس کی پاکیزہ خوشبو سے مشام جان کو معطر کر رہا ہے ۔ باوجودیکہ اس پھول میں عمدہ خوشبو کے علاوہ دیگر اجزاء فضلیہ بھی ہیں کہ ان میں خوشبو نہیں ہے (مگر وہ اس پھول کو پیار سے لئے ہوئے سونگھ رہا ہے اور جب اُس پھول سے عطر حاصل کر لیا جائیگا تو وہ اجزاء ردیہ رہ جائیں گے جن کا کسی قیمت پر بھی وہ خریدار نہ ہوگا ۔ اب اُس پھول کے عاشق کو اگر کسی دن پھول

Marfat.com

علیستر نہ آئے اور پھول کے عوض میں اس کو عطر دیں تو اس کو کس قدر مسرت ہوگی بلکہ عطر کے شوق میں پھول کو بھول جائیگا۔ کیونکہ عطر مقصود اصلی ہے۔ بخلاف پھول کے کہ وہ خود مقصود اصلی نہیں تھا بلکہ اس کے اجزاء فضلیہ کے پیش نظر وہ غیر مقصود تھا بجز اس کے کہ مقصود کی ایک ہلکی سی خوشبو اس میں سے آرہی تھی۔ اسی طور پر جب عشق حقیقی اپنا جلوہ دکھاتا ہے تو عشق مجازی چھوٹ جاتا ہے۔ اور اگر مقصود حاصل ہونے سے پہلے درمیان راہ میں یعنی حالت عشق مجازی میں ہی اس کو موت نے آپکڑا تو بحکم انما الاعمال بالنیات (اعمال کا مدار نیت پر ہے) تو یہ شخص کامیاب ہوگا۔ چنانچہ مضمون حدیث شریف کا اس پر شاہد ہے کہ اگر اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا یا ہجرت کرنے والا موقع جہاد پر پہنچنے سے پہلے اور مقام ہجرت پر پہنچ جانے سے قبل راستہ میں ہی مرجائے تو وہ قیامت کے دن مجاہد اور مہاجر اٹھیگا۔ وَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ (اور اللہ بڑی حفاظت کرنے والا اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے)

اتنا بیان کرنے کے بعد حضرت نے مولوی ابوالحسن صاحب سے رات کی کیفیت دریافت کی انہوں نے عرض کیا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ محبوب حقیقی مجسم ہوکر میرے پاس اتر آیا۔ میں نے خیال کیا کہ وہ ذات تعالیٰ شانہ جسم سے پاک ہے اور اس طرح نزول کرنے سے مبرا ہے تو میں نے اپنی توجہ کو اس سے ہٹایا۔

فرمایا کہ تم نے غلطی کی کہ اہل حقیقت اسی طور سے محبوب کو دیکھتے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ وہ ذات تعالیٰ شانہ اگرچہ مکان اور جگہ سے پاک ہے مگر سب جگہ ہے وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (اور اللہ ہر چیز کو محیط ہے۔ اگرچہ اس کے احاطے

Marfat.com

کی کنہ اور ماہیت عقول عامہ سے بالاتر ہے۔ استشہاد میں یہ آیت بھی لائی جا سکتی ہے اینما تولوا فثم وجہ اللہ ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ)

وہ دیکھتا ہے اور سنتا ہے اور جانتا ہے ان اللہ کان سمیعا بصیرا (اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے) یعلم ما فی السموٰت وما فی الارض (جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب کو جانتا ہے) یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم (جو کچھ انکے سامنے اور انکے پیچھے ہے وہ اس سب کو جانتا ہے) وہ اول بھی ہے اور آخر بھی ہے اہل بصیرت کے لئے وہ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے۔ ظاہر عشاق بھی وہی اور باطن عشاق بھی وہی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ جہاں وہ ہے عشاق کہاں۔ عشاق کی نظر میں وہی ہے سب وہی ہے ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم ٥ (وہی اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے (باعتبار آثار صفات کے) اور باطن ہے (باعتبار ذات کے) اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے) میں یہ نہیں کہتا کہ جو کچھ در و دیوار ہے عین ذات واجب ہے۔ سبحان اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ استغفر اللہ میں نے کیا کہہ دیا اور کدھر نکل گیا وہ عالم پاک کہاں بلکہ عالم سے بھی پاک ہے لیس کمثلہ شیء وھو السمیع العلیم ٥ (اس کے مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے والا جاننے والا ہے) بلکہ (مطلب ہمارا یہی کہ) بندہ جب حق تعالیٰ شانہ کی عنایت سے مقام جمع میں پہنچتا ہے اور اس کی پاک تجلیات کی ایک کرن اس پر پہنچ جاتی ہے تو غلبہ عشق سے تمام عالم کو بھول جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو اپنی بھی خبر نہیں ہوتی۔

(چو سلطانِ عزت علَم برکشد۔ جہاں سر بجیبِ عدم درکشد) اگر دیکھتا ہے تو اسی کو دیکھتا ہے۔ اگر جانتا ہے تو اسی کو جانتا ہے۔ فلیس الا ھو (اس کے سوا کوئی نہیں) پکار اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ جب سورج نکل آیا تو رات کی

Marfat.com

تاریکی رخصت ہوئی۔ اور تاریکی کیا ستاروں کی روشنی بھی رخصت ہو جاتی ہے
جب تک وصل میں ہے محبوب کی خوشبو سے معطّر ہے اور کہتا ہے :- وَجَّھْتُ
وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۰ (میں
یکسو ہو کر اپنا رُخ اس ذات کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا
کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں) جب یہ حالت مرتفع ہو جائیگی
پھر اصلی حالت پر واپس آجائیگا۔ جیسا کہ الائچی کھانے والے کے منہ میں جب
تک الائچی ہے اُس کی خوشبو سے دل خوش ہو رہا ہے اور جب وہ ختم ہو جائیگی
تو وہ سب کیفیت بھی رخصت ہو جائے گی۔ اس میدان کا کوئی کنارہ نہیں ہے اور
طول کلام کا یہ موقع بھی نہیں ناچار خلاصہ مطلب پر اکتفا کرتا ہوں کہ عاشقان
خدا اپنی جان کو محبوب حقیقی کی طلب میں ہلاک کرتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ بیت
دو بار اگر آید کسے بحضرت شاہ - سوم ہر آئینہ در وے کند بلطف نگاہ ؎
(اگر کوئی برابر دو دن بادشاہ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو تیسرے دن تو وہ
اس پر مہربانی سے نظر ڈالیگا) تو کس قدر مستبعد بات ہے کہ وہ جل شانہٗ جو
ارحم الراحمین اور ودود اور رحمٰن ہے خستہ دل عشاق پر نظر نہ کرے اگرچہ وہ
فی حد ذاتہ ہر جگہ اور لحظہ سورج سے بھی زیادہ ظاہر ہے لیکن عالمِ کثافت و
ظلمت کی مخلوق میں یہ تاب و طاقت کہاں ہے کہ اپنی ظلمانیت کے با وجود
اُس کو دیکھ لیں۔ ہم کس شمار میں ہیں موسیٰ پیغمبر علیہ وعلی نبینا السلام تاب نہ لاسکے
فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا (جب موسیٰ کے
رب نے پہاڑ پر تجلّی کی تو اس کے ٹکڑے اُڑا دیئے اور موسیٰ چیخ مار کر گر پڑا)
تو بحکم ضرورت اُس کی رحمت مجسّم ہو کر مشتاقوں کی تسلّی کیلئے اُن کے پیش نظر
آجاتی ہے پس محبوب کو دیکھکر تسلّی ہو جاتی ہے اور یہ خدا کو نہیں دیکھتا۔ اس دیکھ

Marfat.com

کا وعدہ تو آخرت میں ہے۔ اور یہی بات ہے کہ تم مجذوبوں اور مستوں کو دیکھو گے کہ خود بخود وہ شاداں اور فرحاں ہوتے ہیں اور جب صورتِ محبوبہ اُن کی منظر کے سامنے نہیں ہوتی تو وہ چیخ پکار اور فریاد و حسرت شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب کوئی ان کے سامنے آتا ہے تو اینٹیں مارتے ہیں۔ یہ وہ ہے جو میں حضرت ارشاد سے سمجھا ہوں۔ تعبیر مضمون میں بعض الفاظ میں کمی بیشی ہو سکتی ہے[1]

اس بیان کے دوران میں ایک مانگنے والی عورت آگئی اور سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت کوئی پیسہ موجود نہیں ہے۔ اُس نے اصرار کیا کہ دید و تو آپ نے سختی سے فرمایا کہ نہیں ہے۔ وہ چلی گئی۔ اُس کا جانا تھا اور آپ کا مضطرب ہونا فوراً جلدی سے اُسے بلایا اور گھر میں سے آٹا لا کر اُس کو دیا اور فرمایا کہ تو خوش ہو گئی؟ اُس نے کہا جی ہاں! اس کے بعد فرمایا کہ وہ حدیث مجھے یاد آگئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جبیں مبارک پر سائل کی شدت سے شکن پڑا تھا جس سے آپ پشیمان ہوئے اور اللہ تعالے نے فرمایا وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (سائل کو نہ جھڑک)

آٹھویں اور نویں رات

ذوق و شوق اور نفی و انوار سب عمدہ رہی اور قلب محبتِ الٰہی سے پُر نور رہا اور ذکر اللہ اور اُم الصفات کے خاص انوار سے عرش سے فرش تک لبریز تھا اور عجیب ذوق پیدا ہو رہا تھا۔

[1] اور یاد رکھنا چاہیئے کہ کبھی ابلیس بھی اس طرح کا مکر کرتا ہے اور دونوں صورتوں میں تمیز اس طرح ہوتی ہے کہ کیفیت شیطانی میں بُرا وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو استغفار پڑھنا چاہیئے اور کیفیت رحمانی میں استغراق کلی پیدا ہو جاتا ہے، جب یہ ہو تو اس میں مستغرق ہو جانا چاہیئے ۱۲ فتح۔ از حضرت جامع۔

Marfat.com

بتاریخ دسویں جمادی الاولی کو جب حضرت تقدس مآب کی خدمت میں حاضر ہوا تو چہرۂ مبارک پر کچھ آثار رنج و ملال کے پاکر میں نے عرض کیا کہ طبع مبارک کا آج کیا حال ہے؟ فرمایا کہ خیریت ہے۔ اس کے بعد جب تذکرۂ شیخ آیا تو فرمایا کہ ہر روز دو مرتبہ قطب الاقطاب حضرت پیر و مرشد کی خدمت میں ہم حاضر ہوا کرتے تھے۔ جو لطف و عنایت کہ ہم ہمیشہ پاتے تھے وہ نہ پائی اول مرتبہ ہم خلاف عادت حاضر جلسہ ہوئے تھے اور تصور ثانی میں مثل روزمرہ کے آداب صحبت بجالائے لیکن جس عنایت کا معمول تھا وہ ہم نے نہ پائی جب غور کیا تو معلوم ہوا کہ اُس کا سبب یہ ہے کہ ہم ہمیشہ حضرت کا تصور اُس وقت کیا کرتے تھے جب مریدین اور متبعین کے حق میں دعا کرنا مقصود ہوتی تھی اور نفع خلائق کے لئے نیت کرتے تھے۔ آج کہ اپنی بیٹی کی بیماری کا واقعہ پیش آیا تو ہم نے اس غرض سے جلد تر حضرت کا تصور کیا کہ آپ کے توسّل سے اُس کے لئے دعا کیجائے اور یہ ترک ادب تھا (کہ یہ اقدام ایک ذاتی غرض پر مبنی تھا توجہ اللہ نہ تھا) اب ہم نے اس سے توبہ کر لی ہے کہ آئندہ ایسا نہ کریں گے۔ اپنے اس فعل سے سخت رنج و غم پیش آیا کہ اُس کا اثر اب تک باقی ہے۔ جو تم نے دیکھا صوفی کو چاہیئے کہ تحفّظِ آداب کا اس درجہ خیال رکھے۔ تاکہ کمال حقیقی حاصل ہو۔ ہر سانس عشقِ الٰہی میں ہی لیا جائے اور ہر لحظہ شیخ کا تصور کرے تاکہ اس کمال پر پہنچ سکے کہ عرش تک رسائی حاصل ہو جائے اور بارگاہِ لم یزلی کے مقربین میں سے ہو جائے اور خود شیخ بن جائے۔ اور جاننا چاہیئے کہ جب مرتبہ شیخت پہ پہنچے تو اس وقت بھی خوف و اشتیاق میں کمی نہ آئے بلکہ اس بنا پر کہ "نزدیکاں را بیش بود حیرانی" (مقربین کو حیرانی زیادہ پیش آتی ہے) اس میں اب بیشی ہونی چاہیئے اور یہی بات ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے فرمایا واللہ انا اتقکم واخشاکم (خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ صاحب تقوی اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں) اور یہی وجہ ہے کہ اہل طریقت گناہ صغیرہ کو کبیرہ کا اور کبیرہ کو کفر کا درجہ دیتے ہیں اور یہی معنے ہیں حسنات ابرار سیات المقربین کے (یعنی عام نیک لوگوں کے نیک عمل مقربین کے حق میں برائیاں ہوتے ہیں)۔

حضرت نے سوال کیا کہ جانتے ہو کہ عرش پر رسائی کیسے ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا۔ فرمایا کہ اس حدیث شریف کے بموجب کہ ہر شے کا نمونہ حق تعالیٰ نے اس عالم میں پیدا کر دیا ہے اگرچہ اُس کی ذاتِ پاک حقیقۃً کسی چیز سے مشابہ نہیں ہے لیس کمثلہ شیٔ مگر ظاہری نمونہ اُس حاکم حقیقی کا فی الجملہ بادشاہ و حکمرانان اقالیم ہیں۔ اگرچہ ہم عرش و کرسی کی کیفیت و ماہیت سے واقف نہیں ہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ لفظ عرش (یعنی تخت) اور کرسی میں بادشاہان عالم حق تعالےٰ شانہٗ کا نمونہ ہیں کہ وہ عرش بھی رکھتے ہیں اور کرسی بھی اور جیسا کہ عالم میں حق تعالیٰ کے بندوں میں ادنیٰ بھی ہوتے ہیں اور اعلیٰ بھی، شریف اور رذیل بھی۔ اتقیا و اصفیا بھی اور سب کے سب گنہگار بھی اور پاک بندے بھی اور محبوب اور دشمن اور مسلمان اور کفار سب روزی پا رہے ہیں۔ اسی طور پر ان تمام مراتب کے لوگوں میں سے ہر ایک بادشاہوں کی ولایت میں اپنی اپنی عمر بسر کرتا ہے۔ سمجھ لو کہ اگر تقرب شاہی کا خواہش مند ہے تو بغیر کسی وسیلہ کے حاصل کئے میسر نہ ہو سکیگا۔ پس تقرب شاہی کے لئے چند باتیں ضروری ہیں اول یہ کہ اس کو بادشاہ کی قدرت اور قوت اور مرتبہ کا علم ہو، کہ اس کے بغیر اُس کی نظر میں فقیر اور بادشاہ میں امتیاز پیدا نہ ہو سکیگا۔ دوم تقرب کے حاصل کرنے میں ہمت سے کام لینا اور یہ اس پر موقوف ہے کہ

Marfat.com

نفع کی امید ہو کہ بغیر معتد بہ نفع کی امید کے خدمت شاہی کی خواہش نہ پیدا ہوگی۔ سوم ذریعۂ کامل ہو کہ بارگاہ سلطانی میں دخل و رسائی رکھتا ہو۔ چہارم آداب خدمت۔ جو لوگ بادشاہوں کی قدرت سے واقف نہ ہوں گے وہ بہائم کی مانند ہیں جن کو قرب و بعد سے کوئی غرض نہیں اور جو لوگ ہمت اور سعی کو کام میں خرچ نہ کریں گے وہ مسند شاہی تک پہنچنا تو درکنار غلامان شاہی تک بھی نہ پہنچ سکیں گے اور جو لوگ بغیر ذریعہ اور وسیلہ کے بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اُن کو ندامت و پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ قطعہ

در میرو وزیر و سلطاں را | بے وسیلت مگرد پیرامن
سگ و درباں چو یافتند غریب | ایں گریبانش گیرد آں دامن

(ترجمہ۔ سردار اور وزیر اور بادشاہ کے دروازے کے بغیر وسیلہ پاس بھی نہ جانا۔ کتا اور دربان جب کسی غریب کو پاتے ہیں تو یہ (یعنی دربان) اُس کا گریبان پکڑ لیتا ہے اور وہ (یعنی کتا) دامن۔

اور اگر ایسا وسیلہ لائیگا جس کا بارگاہ شاہی میں دخل ہو تو امید قوی ہے کہ مطلوب تک پہنچ جائیگا۔ مثلاً بادشاہ کسی لطیفۂ عطر [illegible] کا [illegible] یا کسی وزیر سے محبت رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ اس عطر اور وزیر کے وسیلہ [illegible] رسائی پیدا ہو جائے اور بادشاہ کی بارگاہ میں بحیلۂ تقرب کے [illegible] مشرف ہو جائے اور جب آداب خدمت بجا لائیگا تو [illegible] اور آئندہ کے لئے بھی حاضری بارگاہ کی [illegible]

[illegible] وسیلہ نااہل کا لائیگا مثلاً [illegible] اور [illegible] درگاہ ہو جائیگا اور اس سے بہتر یہی تھا [illegible] کی مانند ہوتا اور [illegible] کیسے رہتا [illegible] عتاب میں نہ پڑتا [illegible]

Marfat.com

لطیف کے کہ وہ وزیر یا عطر کے درجہ میں ہے وصال حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح طالب حق کو چاہیئے کہ اس احکم الحاکمین کی قدرت کاملہ کا تصوّر کر کے اتنی ہمت سے کام لے کہ اپنے کو فنا کر دے۔ بیت

ہر چہ جز حق بسوز و غارت کن ۔ ہر چہ جز دیں از و طہارت کن

(ترجمہ حق کے سوا جو کچھ ہے اس کو جلا دے اور لٹا دے۔ دین کے سوا جو کچھ ہی اس سے پاک ہو جا) اور ایسے شیخ کامل کے توسّل سے جس کی رسائی عرش تک ہو مطلوب تک پہنچے بیت در یں راہ جز مرد داعی نرفت ۔ گم آں شد کہ دنبال راعی نرفت (ترجمہ اس راہ میں بجز اسلام کی دعوت دینے والے مرد (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) اور کوئی نہیں گیا۔ وہ بھیڑ بکری گم ہو جائیگی جو چرواہے کے ساتھ نہ چلے گی) اور یہ غور کر لینا چاہیئے کہ وسیلہ بُرا نہ ہو کہ یہ ارشاد فرمایا گیا ہی بیت اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ۔ پس بہر دستے نباید داد دست (ترجمہ اے طالب حق آدم کی صورت میں بہت سے ابلیس ہیں۔ اس لئے ہر ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دینا چاہیئے۔) کیونکہ اگر بد دین بدعتی وغیرہ کا توسّل اختیار کرے گا تو وہ مثل اس شخص کے ہوگا کہ وہ بارگاہ سلطانی میں عطر کے عوض میں پاخانہ لے کر جائے جس کا انجام یہ ہوگا کہ وہ موردِ عتاب ہو جائیگا۔ ایسے توسّل سی تو یہی بہتر تھا کہ وہ عام لوگوں کی مثل رہتا کہ نہ منافع کا حصول ہوتا اور نہ خوف جان پیدا ہوتا۔ اور اسی جہت سے بہائم احکام سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔

آج مورخہ انیس جمادی الاولیٰ تک کرنال سے آنے کے بعد میرا یہ حال ہے کہ انوار کا تصوّر کمتر ہوتا ہے اور حضوری بدرجہ کمال ہے اور تصوّر شیخ بڑھا ہوا ہے۔ بدون تصوّر شیخ کے دوسرے تصورات کی صورت نہیں بنتی اور شیخ کا تصور کرتے ہی جو تصوّر بھی چاہتا ہوں وہ مثل رنگ کے آجاتا ہے اور محبوب کی

Marfat.com

حضوری میں موانعات سے تنفر ہے۔ اور رات کے کوائف سابقہ راتوں کے قریب ہیں۔ آج جب میں حضرت کی خدمت میں پہنچا تو بعد استفسار حال کے فرمایا کہ اگر کوئی چاہے کہ خدا سے وصل ہو جائے تو یہ غیر ممکن ہے۔ کہاں وہ ذات پاک ازلی ابدی سرمدی بے کیف و کم بیچوں و بےچگوں مجرّد (مادّے سے) صمد (بے احتیاج) لم یلد ولم یولد اور کہاں ہم ناپاک، حادث معدوم الاول منفیٔ الآخر محتاجِ کم و کیف، ملوّث نفس و مادّہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ادنیٰ تجلی سے گزرا جو کچھ گزرا بس وصل یہی ہے کہ باوجود اس علم کے کہ دنیا میں وصل نہ ہوگا اور عالمِ آخرت تک صبر کرنا ہوگا، قصد کامل اور عزم واثق کے ساتھ ہر دم اپنے کو محبوبِ حقیقی کی طلب میں فنا کرتا رہے اور غیر سے بالکل کٹ جائے (کہ انظارہ آں شوخ مقدور نیست می دانم۔ ولے دل در تلاش وصل معذور نیست می دانم۔ مظہرؒ) تاکہ ارحم الراحمین اس خستہ دل پر رحمت کی نظر فرمائے اور اپنے انوار میں غرق کر دے۔ پس چاہیئے کہ اس کو غنیمت سمجھے اور مستغرق ہو کر تصوّر کرے کہ دنیا میں وصل ممکنہ یہی ہے۔ جیسا کہ چکور باوجودیکہ جانتی ہے کہ چاند تک پہنچ سکونگی مگر پوری کوشش اور کامل سعی کے ساتھ اپنے محبوب (یعنی چاند) کیطرف پرواز کرتی ہے۔ جب بے طاقت ہو کر گر جاتی ہے تو اگرچہ اُس کا وجود جنگل کے درندوں اور وحشی جانوروں کا لقمہ بن جاتا ہے مگر اُس کی روح اپنے جسد سے بے بہرہ ہو کر محبوب سے جا ملتی ہے۔ ایسا ہی حال ہوتا ہے اُس محبوب حقیقی تعالیٰ شانہٗ کے عاشقوں کا ورنہ خواہش جنت کا مدعی ہر شخص ہے اور طالب دیدار الٰہی ہر شے ہے

اس لفظ سے میرے مخدوم مولوی امیر باز خان صاحب کو تردد لاحق ہوگیا کہ دیدار الٰہی کی خواہش ہر شئے کو ہونے کے کیا معنے ہیں اور اس فکر میں استغراق کے بعد اُن پر منکشف ہوا کہ اللہ کی محبت ہر شئے کو ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ نے

Marfat.com

فرمایا ہے کہ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ (یعنی ہر شے اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے) اس سے معلوم ہوا کہ ہر شے حق تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے اور ذکر بغیر رغبت قلبی نہیں ہو سکتا۔ اور ستونِ حنّانہ وغیرہ کا قصّہ بھی اس پر شاہد ہے۔ اور باوجود ہر شے کے ذاکر ہونے کے جنت اور دیدار آلہی کا استحقاق بموجب وعدہ خداوندی تعالیٰ شانہٗ مخصوص ہے صرف انسان وجن کے ساتھ۔ دیگر ذاکرین کے ساتھ نہیں۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ دیگر اشیا نفسِ امّارہ نہیں رکھتیں جو کہ مانع عبادت ہے بلکہ ارواح عالیات کے لئے ذکر خود غذا ہے۔

تا روز جمعہ ۲۶ جمادی الاولیٰ میرا حال کیفیات سابقہ کے مناسب رہا اور اس دن سے کیفیت ہیبت اور خوف کی ہر لحظہ غالب ہو رہی ہے۔ باقی کوائف پہلے کے قریب ہیں۔ حضوری پہلے سے زیادہ لطیف ہے۔ ایک دن میں جامع مسجد میں بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا۔ کہ خفیف غنودگی کی حالت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روح سے ملاقات ہوئی۔ اور آپ سے مسائلِ عقائد پر ایک بحث سُنی۔ اور اسی طرح ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روح سے ملاقات ہوئی۔ جمادی الاخریٰ کی آخر تاریخوں میں سے ایک میں کرنال کے بارے میں استخارے کے لئے میں نے مراقبہ کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روح سے ملاقات ہو کر اجازتِ خفیفہ پائی۔ حضرت پیر و مرشد کی اجازت سے وطن کے لئے روانہ ہوا اور کوائف سے بہرہ اندوز رہا۔ ایک دن حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقی ہوا مگر اس کی کیفیت مجھے یاد نہیں رہی۔

مورخہ ۲۷ روز شنبہ کو وطن سے کرنال کے لئے روانہ ہوا۔ اثنا راہ میں مرض اسہال میں مبتلا ہو کر عجیب کیفیات پیدا ہوئیں۔ صفات جلالیہ کی تجلی کا انکشاف ہوا۔ بعد مغرب حوض والی مسجد گنگوہ میں مراقبہ کیا اور قوت خیالیہ سے مدد (یعنی

Marfat.com

فلک اعظم) سے بالا ترقدم رکھا اور اُس سے آگے طویل مسافت قطع کی جائے نورانی بھی اور ظلمانی بھی مجھے متخیّل ہوئیں یہاں تک کہ میں ایسے مقام پر پہنچا کہ اُس سے آگے ظلمت تھی۔ ہر چند میں نے اُس ظلمت میں پہنچنے کا قصد کیا مگر نہ پہنچ سکا اور بے تحاشا نیچے اُترنے لگا اور ہبوط (یعنی نیچے اُترنے) کی حالت میں آسمانوں اور زمینوں کا کوئی نشان مجھے نہ ملا اور نہ نور تھا نہ ظلمت۔ کچھ نہ تھا اور اتنا ہبوط واقع ہوا (یعنی نیچے اُترتا رہا) کہ میں متحیر ہو کر کہنے لگا کہ کہاں جا رہا ہوں اس وقت مجھے یہ بات یاد آئی کہ سرورِ کائنات اشرفِ مخلوقات سیدنا محمد رسول اللہ علیہ الف الف تحیۃ وسلام نے جب کہ غیب سے ایک آواز سُنی تھی تو اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ یہ آواز ایک پتھر کی چٹان کے گرنے کی ہے جو وادی جہنم میں اتنے برس گذرے کہ پھینکی گئی تھی وہ آج اُس کی گہرائی میں پہنچ کر گری ہے میں نیچے اُترتا رہا یہاں تک کہ میں اُس جگہ پہنچا جہاں سے مشتعل بخارات اوپر اُٹھ رہے تھے۔ میں وہاں سے پھر اوپر دوڑ گیا اور نہایت تیزی اور سرعت کے ساتھ نہایت اوپر پہنچا اور پھر اوپر خلا یہ کہ میری روح مثل چاند کے روشن ہو کر لڑکوں کی گیند کی طرح منزلیں قطع کرتی تھی۔ اوپر سے نیچے آرہی تھی اور نیچے سے اوپر دوڑ جاتی تھی اور اس رات میں محبتِ الٰہی کی حرارت سابق راتوں سے زیادہ تھی۔

مورخہ ۲۸ جمادی الاولیٰ کو میں گنگوہ سے کرنال کے لئے روانہ ہوا جب دریائے جمنا کے کنارے پہنچا تو چند عورتیں جاتی ہوئی میرے سامنے آگئیں۔ اُن میں سے ایک پر مجھ بیچارے کی نظر پڑ گئی۔ جوں ہی نظر پڑی اُسکے جمال کی تجلیہ انکیا ...

عام نگاہوں اور خاص نگاہوں میں یہ تفاوت ہے۔ بعض لوگ ایسی اہلِ حق کی نسبت ایسے واقعات سے شبہات اور بدگمانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں مولانا روم اُن کے جواب میں فرماتے ہیں ؎ کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ۱۲ اشتیاق احمد

حقیقی کے جمال کی یاد سے وہ شرف سوز و گداز حاصل کرتا رہا ہوں کہ اس کی کیفیت بیان نہیں کرسکتا، گویا کہ اسی میں میرا قلب پارہ پارہ ہوکر سوزِ محبت سے کباب ہوگیا ہے اور تجلی جمالی سے مشرف ہوکر کرنال پہنچا۔ تواجد و وجد اور سوزش وحسرت اور نفی کے حالات بکثرت وارد ہوتے رہے اور بعض راتوں میں بکثرت انوار کی آمد ہوئی۔ اور تصور شیخ سے اکثر بے ہوشی ہوتی رہی اور دنیا و مافیہا سے نفرت اور تنہائی سے انس و رغبت حاصل رہی (۲۸ جمادی الاولی سے ۱۲۔ رجب تک کا یہ اجمالی حال ہے)

رجب المرجب کی چودھویں رات اسی شب میں تقدیس نامہ مظہر انوار و تجلیاتِ الٰہی جو حضرت پیر و مرشد برحق کی جانب سے قریب مغرب صادر ہوکر موجب شرف ہوا۔ کوائف عجیب مشاہدے میں آئے ایک مرتبہ حجابات بالکلیہ ہٹ جانے کے بعد ایسا مفہوم ہوا کہ میں اپنے محبوب کے جمال سے مشرف ہوگیا ہوں بجز اُس کے جلال کے کوئی پردہ نہیں تھا۔ اور دن میں یعنی چودھویں تاریخ میں بعد عصر مراقبہ میں ان تمام امور کی سیر اجمالی ہوئی۔ اُس قادر حقیقی کا کمالِ قدرت اور صنعتوں کی رنگارنگی اور تمام مخلوقات کے فنا ہونے کی کیفیت بروز قیامت اور یہ فرمان عالی شان لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (آج کس کی بادشاہی ہے۔ اللہ واحد قہار کی) اور دوزخیوں پر سختی کے حالات اور اہل جنت کی عیش و عشرت اور جنت و دوزخ کے درمیان کا بعید فاصلہ مطابق حدیث شریف کے۔ اور جنت میں عوام مومنین اور درجات مقربین کا اختلاف اللھم وفقنا لمرضیاتک ومتابعۃ سید البشر علیہ الف الف تحیۃ وسلام (الٰہی اپنی رضا کے کاموں پر چلنے کی ہم کو توفیق عطا فرمائیے اور حضرت سید البشر کے اتباع کی ان پر لاکھوں درود اور لاکھوں سلام۔

Marfat.com

پندرہویں تاریخ مراقبہ میں میں فلک ہفتم پر پہنچا۔ دیکھا کہ مومنین عاشقین کی ارواح محبوب حقیقی کی طلب میں بے تاب ہیں اور محبوب کا نشان نایاب بجز ہیبت کے اور کچھ نہیں۔ تھوڑی سی مدت کے بعد ایک حجاب ظلمانی سامنے آیا اکثر ارواح اس میں غائب ہوگئیں میں نے بھی اندر جانے کا قصد کیا مگر اول مرتبہ جانے پر قادر نہ ہو سکا۔ پھر نہایت کوشش کی۔ یہانتک کہ میں نے اپنے کو بھی اُس ظلمت محضہ میں پایا۔ اس کے بعد وہ ظلمت بھی مرتفع ہوگئی اور تمام جگہ ایک دوسری کیفیت نے ظہور کیا کہ نہ ظلمت باقی رہی اور نہ نور اور تھوڑے وقفہ کے بعد پھر ایک نور آیا جس نے سب کو اپنے میں چھپا لیا۔

پچیسویں رات بعد عشاء کے تجلی جمالی ہوئی اس طرح کہ بہت سی عورتوں کی حسین وجمیل صورتیں متخیل ہوئیں۔ جمال حقیقی کی یاد سے ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی یہانتک کہ ہر طرف اور ہر جگہ کو میں نے جمال حقیقی سے لبریز پایا اور اسی رات میں معذّب مُردوں اور دوزخیوں کی اور اہل جنت کی اجمالی سیر بھی میسر ہوئی اور اس وقت سے ایک عجیب سوز میرے قلب میں پیدا ہوگیا۔ اور آج کہ بروز سہ شنبہ مورخہ ۲۸ رجب ہے وہ کیفیت باقی ہے اور ان ایام میں جب حق تعالیٰ شانہٗ کے انعامات کا خیال دل میں آتا ہے تو اسقدر جوش آتا ہے کہ اپنے تمام وجود کو اُس کے شکریہ میں ٹکڑے ٹکڑے کرکے قربان کردوں۔

اوائل رمضان المبارک میں حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری سے مشرف ہوا۔ رمضان تک مقیم رہا۔ میرے ذکر کیفیات میں زیادتی اور مقامات میں ترقی کا مشاہدہ کیا۔ اس کے بعد بتعمیل حکم حضرتِ والا یہاں آباد آگیا۔ اس وقت تک ۱۵ رمضان المبارک ہے ترقیات روز افزوں ہیں۔ حضرت شیخ کو اکثر اوقات اپنے ساتھ

Marfat.com

پاتا ہوں اور قوتِ خیالیہ سے ذات پاک تعالیٰ و تقدس کو اپنے اوپر محیط
پاتا ہوں لیکن از روئے عقل اس کو اس سے پاک جانتا ہوں اور بعض اوقات
بتوسّل شیخ اپنے کو اوپر کی طرف اُٹھتے ہوئے محسوس کرتا ہوں۔ ایک رات دوران
ذکر میں ذات پاک تعالیٰ و تقدس کو میں نے دیکھا کہ احقر کے ساتھ بطور شفقت کے
معانقہ کیا۔ اور اس رات میں میں نے ایک بوڑھے اور ایک جوان کو دیکھا کہ کتاب
کے مطالعہ میں حارج ہوتے تھے میں نے اُن کو خواب میں بہت سرزنش کی اور وہ
دم نہ مار سکے۔ پہلے بھی دو مرتبہ خواب میں اُن کو میں نے بہت مارا پیٹا تھا یعنے اُنکی
تعبیر نفس و ابلیس لی ہے۔ اور ایک رات دوران ذکر میں ایک بلند مکان ظاہر
ہوا اس میں ایک کھڑکی تھی۔ مجھے الہام ہوا کہ جب تو اس کھڑکی سے آئیگا تو محبوب
حقیقی کا وصال میسر ہو جائیگا۔ میں نے اس کھڑکی کا قصد کیا تو وہ اونچی ہو گئی۔
میں بھی اوپر اٹھا تو وہ کھڑکی اپنی جگہ سے اور اوپر ہو گئی اور میں پھر بلند ہوا۔ غرض
اسی طرح میں بہت اوپر پہنچ گیا۔ پھر وہ کھڑکی اور مکان بالکل معدوم ہو گیا بجز
انوار الٰہی کچھ باقی نہ رہا۔ اور ایک دن ختم کے دوران میں نے لطائف خمسہ کی طرف
توجّہ کی تو سب کو نورانی اور اُن کے مواقع کو متحرک پایا اور قلب کو اس قوّت پر
پایا کہ خواہ لامکان کا تصور کر کے وہاں سے ہر جگہ انوار کو منتشر کر دوں اور خواہ قلب
کو اُٹھا کر تمام اشیاء پر محیط کر دوں اور "روح" بھی اسی کے قریب تھا (یعنی لطیفہ
روح) ہے باقی لطائف تو ان سے انوار تو اُٹھتے تھے لیکن تمام اشیاء کو محیط نہیں
ہوتے تھے۔ اور ان کی ماہیت اس طرح مُلہم ہوئی (یعنی قلب روح سِر اور خفی
و اخفیٰ کی ماہیت ۱۲) کہ یہ پانچ قوی بشکل مثلث ہیں ان کو حق تعالےٰ نے سینہ
میں رکھا ہے اور مانند حواس خمسہ کے تجرید ایک میں دوسرے سے زیادہ ہے۔ تو جس
طرح زبان ترجمان ہے قلب کی قلب ترجمان ہے روح کا اور روح ترجمان ہے "سِر" کا

Marfat.com

اور سِر ترجمان ہے خفی کا اور خفی ترجمان ہے اخفیٰ کا۔ اور لطائف کا حصر پانچ میں اور ہر ایک کے مقام کا تعین ابھی تک مجھے ثابت نہیں ہوا۔ (لطائف کے بارے میں جو کچھ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیمات رحیمیہ میں تحریر فرمایا ہے وہ حرف آخر کے درجہ میں ہے مطالعہ کر لیا جائے)۔

مورخہ ۲۲ رمضان :- دوران ختم میں حق تعالیٰ شانہٗ کا جلال موجود تھا۔ کیفیت پل صراط کی اور مومنین کا اُس پر سے گذرنا بعض کا سرعت کے ساتھ اور بعض کا دیر سے منکشف ہوا۔ جو کچھ احادیث سے ثابت ہے کہ صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور مومنین مثل بجلی کے اور بعض مثل گھوڑے اور اونٹ کے اور پاپیادہ اور بعض مثل چیونٹی کے اُس کے اوپر سے گذریں گے اور بعض لوگ زخمی ہو کر دوزخ میں گر جائیں گے ان سب کو میں نے یقین کے ساتھ جان لیا۔ اُس کی تفصیل یہ ہے کہ مومنین کے اجساد پر اس وقت حکم روح کا غلبہ ہوگا جیسا کہ اس عالم میں حق تعالیٰ کا دیدار بجز تصوّر روحی کے ممکن نہیں ہے جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور اُس عالم میں حق تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے مثل چودھویں رات کے چاند کے دیکھیں گے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے تو جس طرح پر کہ ارواح مومنین بطور سفر در وطن اس عالم میں چشم زدن میں ہزاروں کوس طے کر لیتی ہیں اور وقت کی تنگی اور مسافت کی دوری وغیرہ (یعنی دریاؤں اور بلند پہاڑوں اور گہری کھائیوں) وغیرہ جیسی کوئی چیز اُن کے لئے مانع نہیں ہوتی، اسی طرح قیامت کے دن اجساد مومنین کو (بحکم غلبہ روح) وقت اور صراط کی مسافت کی دوری مانع نہیں ہوگی۔ اور جس طرح سفر در وطن کی بابت میں مومنین مختلف مراتب رکھتے ہیں اور بعض بالکل ہی قدرت نہیں رکھتے اسی طرح وہاں بھی مومنین مختلف مراتب رکھنے والے ہونگے اور بعض کو بالکل قدرت نہ ہوگی۔ اور اول مرحلہ میں تو سب لوگ (عوام بھی اور خواص بھی) خائف ہونگے اور عبور شروع ہونے کے بعد یہ ہو سکیگا کہ دوسروں کی

شفاعت کریں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اول وہلہ میں عصا کو سانپ
کی صورت میں دیکھا تھا تو خوف زدہ ہو گئے تھے۔ اور اسکے بعد جسوقت بھی چاہتے تھے

اوائل ماہ شوال سے مرض بخار کے ٹھہر جانے کی وجہ سے حسب اشارہ حضرت پیر
مرشد ذکر میں حرج واقع ہوا (اس میں مصلحت یہ تھی کہ بفحوائے حدیث اِنَّ لنفسك
علیك حقًّا (تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے) حق نفس کی رعایت فرمائی گئی کہ ذکر سے جسم
میں حرارت بڑھتی ہے اور بخار کی وجہ سے حرارت زائدہ پہلے ہی سے موجود تھی اُس پر
اور اضافہ حرارتِ ذکر سے ہو کر اندیشہ نقصان تھا جس سے ہلاکت تک نوبت پہنچ سکتی ہے
اور یہ حکم ہے لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (اپنی ذات کو ہلاکت میں نہ ڈالو) چونکہ
اس ترک کا منشا تعمیل ارشاد رسول اور امتثال امر الٰہی ہے اس لئے اس موقع پر
ترک بھی ایک عبادت اور مستوجب اجر ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ)

تیئیس شوال کی رات میں نے ذکر شروع کر دیا۔ حضرت شیخ دام فیوضہم اور ان کے
خلیفہ زید فیوضہم (حضرت مولانا محمد امیر باز خاں صاحبؒ)
اور اُن کے شیخ (یعنی شیخ الاسلام حضرت اخوند عبد الغفور صواتیؒ) کے فیوض میں نے
اس درجہ قوی پائے کہ اگر پہاڑ پر توجہ فرمائیں تو اُس کو بھی ہلا دیں مجھے اس کا علم
عین الیقین کے درجہ کا ہے۔

ایک رات میں ذکر میں مشغول تھا اسی کے دوران عناصر کے ہیولی کو نیلگوں
انوار کی شکل میں دیکھا کہ عرش سے فرش تک ان کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔ اس کے
بعد میں نے اپنے کو دیکھا کہ مجی مولوی محمد ابراہیم صاحب سے میں یہ خواب بیان
کر رہا ہوں اُنہوں نے کہا کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے اپنی فلاں کتاب میں
لکھا ہے کہ جو شخص ایسا خواب دیکھیگا وہ کمالات نبوت تک پہنچ جائیگا۔
اس کے بعد بوجہ عدیم الفرصتی کے کیفیات کی تحریر میں حرج واقع ہو گیا

Marfat.com

خلاصہ لکھتا ہوں :-

اواخر ذی قعدہ میں میرے مخدوم ومطاع مولانا بالفضل اولانا مولوی محمد امیر باز خاں صاحب دام فیوضہم نے جو کہ ہمارے شیخ دامت برکاتہم سے وہ نسبت رکھتے ہیں جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی احقر کی استدعا قبول فرمائی اور یہاں قدم رنجہ فرمایا (یعنی سہارنپور سے کرنال تشریف لائے) اُن کی قدوم میمنت لزوم سے عجیب وغریب معاملات اور کرامتوں کا ظہور رہوا۔ گویا سنت نبوی کا ایک آفتاب ہدایت بزرگی اور اجلال کے افق سے طلوع ہوا اور شرک وبدعات کی تاریکی اس شہر سے ختم ہوئی۔ جو درویشی کے مدعی خلاف شرع تھے ان کے سر شرمندگی اور حسرت سے گریبانوں میں لٹک گئے اور جو لوگ کمالات درویشی کے منکر تھے اُن کے منہ پر الفقر فخری کی حجت بینہ نے طمانچے مار دیئے۔ خلاصہ یہ کہ صدہا شخص گناہوں سے تائب ہوئے اور انہوں نے سنتِ نبوی پر عمل پیرا ہونے کا پختہ عزم کر لیا اور انہوں اس احقر کو بیعت کی اجازت مع لقب شاہی کے عطا فرمائی یہاں تک کہ تقریباً پچاس آدمی احقر کے اور حضرت مولانا کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

اس کے بعد ماہ محرم الحرام ۱۲۹۳ھ میں احقر اور حضرت ممدوح نے (سہارنپور حاضر ہو کر) حضرت شیخ مدظلہم کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت ممدوح نے مولانا ممدوح کو اپنی خاص نشست گاہ پر بٹھایا اور اس احقر کو اپنا عصائے مبارک عطا فرمایا۔ (اس عبارت سے واضح ہوا کہ حضرت مولانا محمد امیر باز خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً دو ماہ کرنال میں قیام فرمایا)۔ اس کے بعد حضرت شیخ کی اجازت سے میں اپنے مقام (یعنی کرنال) واپس آکر طالبین حق کی تربیت میں مشغول ہو گیا اور امید اس قدر کامیابی ہوئی کہ ان کی کیفیات بھی احقر کی مذکورہ بالا کیفیات کے قریب

Marfat.com

پہنچ گئیں، بلکہ بعض میں تو جوش و خروش اس سے بھی زیادہ ہوگیا۔ اگر ہر ایک کی تفصیل لکھوں تو ایک دفتر درکار ہے خلاصہ یہ ہے کہ توجہ کے وقت ایک نمونہ قیامت برپا ہو جاتا ہے اور نمازیوں لوگوں پر اس قدر گریہ و زاری کا غلبہ ہونے لگا ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ بعض ظاہر بین لوگوں نے مخالفت اور انکار کرنا شروع کر دیا اس لیے مصلحۃً اس حالت میں قلت اور کمی اختیار کی گئی۔ احقر مترجم خاک پائے خدام حضرت مؤلف قدس اللہ سرہ العزیز عرض کرتا ہے کہ مذکورہ بالا ارشاد میں آں جملہ کو پڑھکر "اور انہوں نے احقر کو بیعت کی اجازت مع لقب شاہی کے عطا فرمائی" اس مغالطہ میں نہ پڑیں کہ حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب کو حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست خلافت نہیں ملی۔ کیونکہ سلسلہ رحیمیہ کے ہزاروں متوسلین میں آپ کا بحیثیت حضرت شاہ صاحبؒ کے خلیفہ ثانی ہونے کے کافی تعارف اور شہرت کے علاوہ حضرت شاہ صاحبؒ کی جانب سے جو سند خلافت مشتملہ اجازت بیعت و خلافت آپ کو عطا فرمائی گئی اس کی نقل رسالہ التوحید میں موجود ہے جو اصل کے بالکل مطابق ہے اس پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مہر لگی ہوئی ہے اور یہ سند حضرت مولانا امیر باز خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائی اس کی تصدیق کے لئے اُن کی مہر بھی لگی ہوئی ہے۔ نیز تعلیمات رحیمی کے آخر میں حضرت شاہ صاحب کے دیگر خلفاء میں سے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوری بھی یہ تحریر فرما رہے ہیں "...... حتی کہ عارف باللہ حق آگاہ مقبول بارگاہ قطب الوقت مرشدنا و ہادینا حضرت حاجی عبدالرحیم شاہ صاحبؒ کو شمع ہدایت کر کے ہم ظلمت زدوں کے لئے دلیل و رہنما بنایا پھر آپ کے خلیفہ برحق عارف باللہ حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب کو آپ کا یادگار اور حامی طریقہ کر کے اُن کی ہمت قلبی کو اس طرف حرکت دی کہ ...... الخ" اسی کتاب میں حضرت مولانا نور محمد صاحب

Marfat.com

لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی تقریظ میں بذیل اسماء خلفاء حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب کا اسم گرامی تحریر فرمایا ہے اور اسی کتاب پر پہلی تقریظ حضرت مولانا امیر بازخاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ ہے جس میں آپ رقم طراز ہیں کہ "مولوی صاحب موصوف (یعنی مولانا عبداللہ شاہ صاحبؒ) اعلیٰ مریدین حضرت پیر ومرشد برحق حاجی شاہ عبدالرحیم صاحب سے ہیں۔ میں نے ان کو اپنے سامنے بیعت کرایا اور میرے سامنے ان کو حضرت پیر مرشد نے اجازت بیعت کی دی اور میرے قلم سے سند فضیلت وکمال تحریر ہو کر عنایت ہوئی تا زمان ارتحال حضرت پیرومرشد اس عالی ظرف نے اس قدر استعداد بہم پہنچائی کہ جس شخص کو ان کی توجہ میں بٹھایا اس نے وصل عریانی کا جام چکھا اور جس قلب قاسیہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا اس کو مخزن انوار بنایا۔ حضرت مرشد مرحوم کی توجہ خاص تادم ارتحال ان پر بدرجہ اتم رہی اور بعض اوقات میں خوشنودی مزاج کے صلہ میں انکو اپنا فرزند فرمایا۔"

ان تحریری شہادتوں کے پیش نظر زیر بحث اجازت پر غور کیا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مولانا امیر بازخاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ کی طرف سے اجازت دینے کے لئے مامور تھے یا آپ نے تمکین واستقامت کا مشاہدہ کر لینے کے بعد بحیثیت قائم مقام شیخ کی طرف سے آپ کو از خود مجاز بیعت کیا بعد میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بالمشافہ اس کی توثیق ہوئی ہو۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ محرم الحرام ۱۲۹۳ھ میں جب کرنال سے دونوں بزرگ حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت میں سہارنپور حاضر ہوئے تو اسی قیام کے دوران میں آپ کو بالمشافہ اجازت ملی ہے۔ لیکن سند اجازت کی تحریر کی نوبت تقریباً نو ماہ بعد یعنی ۲۸۔ شوال ۱۲۹۳ ہجری میں آئی۔ سند اجازت کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علیٰ رسولہٖ سید المرسلین شفیع المذنبین محمد وآلہٖ اجمعین و السلام علی مشائخ الکبار واہل الطریقة العظام الی یوم الدین

بعد ازاں کہتا ہے بندہ مسکین (حاجی) عبدالرحیم شاہ) سرساوی کہ حبیبی و خلصی مولوی عبداللہ شاہ جلال آبادی نے مجھ سے بیعت ارادت و طریقت در سلسلہ قادری حاصل کرکے تہذیب اخلاق صوفیہ کرام و سلوک طریقت مشائخ قادریہ و نقشبندیہ و چشتیہ مع نسبت کاملہ مجددیہ غفوریہ سے مشرف ہوئے اور خلعت صحبت و مجاہدہ و فنا و بقا رباسرہائے مستفیض۔ اب میں نے ان کو اپنی جانب سے خلیفہ ثانی قرار دیکر اجازت ہدایت طلباء صادقین و مریدان مخلصین کی دی کہ ہر سہ طرق بلکہ عموم نسبت مروجہ در ہند اُن کو ارشاد فرمائیں اللھم بارک لہ فی اھدائه وأمنه عن الآفات ومخالفیه وابقاه بطول العمر بحرمة سید الثقلین نبی الحرمین صلوات اللہ علیہ آمین یارب العلمین

تحریر فی تاریخ بست و ہشتم شہر شوال المکرم سنہ ۱۲۹۳ ہجری۔

بقلم الضعیف (مہر: محمد ۱۲۸۰ امیر باز خاں) العبد (مہر: عبدالرحیم شاہ ۱۲۸۰)

Marfat.com

تتمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ المصطفٰی وعلی آلہ المرتضٰی - اما بعد اب حضرت ممدوح قدس اللہ سرہ العزیز کے متعلق محبین محترمین جناب مولانا طفیل احمد صاحب وحاجی نظام الدین صاحب عمت فیوضہما کی مرویات میں سے ایسے ارشادات واحوال کا انتخاب جن کا علم طالبین ومسترشدین کے لئے مفید اور ان سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تقرب الی اللہ اور طریق اکابر پر استقامت کا اظہار ہوتا ہے ہدیۂ ناظرین ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختلف مجالس میں حضرت ممدوحؒ کے متعلق آپ کے خلیفہ اعظم وجانشین مرشدی ومولائی حضرت الحاج شاہ مولابخش رحمۃ اللہ علیہ نے احقر سے جو کچھ ارشاد فرمایا پہلے وہ عرض کر دیا جائے۔ حضرت حاجی صاحب رح کو حضرت ممدوح رح کے ساتھ غایت درجہ رازدارانہ اختصاص تھا۔ آپ کو دیکھنے والے بہت سے اصحاب ابھی تک موجود ہیں سب ہی کے مشاہدے میں یہ امر آچکا ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت محتاط تھے کوئی امر خلافِ واقعہ یا مبالغہ آمیز کبھی زبان مبارک پر نہ آتا تھا آپ نے فرمایا کہ حضرت مولانا کی نسبت متقدمین اولیاء کی نسبت کے مانند تھی، اس زمانہ میں ایسی نسبت نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ احقر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں حاضر تھا۔ خطرات پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ خطرات کا قصہ بہت سخت

Marfat.com

ہوتا ہے اللہ پناہ میں رکھے اس سلسلہ میں اپنا ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ میں ڈکشائی میں مقیم تھا وہاں میں نے ایک چلہ کیا۔ مجھ پر ابتداء میں ہی خطرات کا اس قدر ہجوم ہوا کہ اس وقت کی پریشانی بیان نہیں کر سکتا۔ میں اوندھے منہ گر کر رونے لگا۔ اسی حال میں دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا عبداللہ شاہ تشریف لائے اور ایک راجبھا ہے جس میں پانی جاری ہے اس کے درمیان کھڑے ہو گئے اور آپ نے اپنی بغل میں دو بچوں کو دبا رکھا ہے۔ اسی میں کھڑے ہو کر ایک بچے کو کھینچکر آپ نے بانک (جس سے گنے کو چھیل کر گنڈیریاں بناتے ہیں) اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پانی میں بہا دیا۔ پھر دوسرے کو کاٹنا چاہا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ ان بچوں کو کیوں قتل کر رہے ہیں تو فرمایا کہ "یہ بالفعل تجھے بھی تو پریشان کر رہے تھے" اور دوسرے بچے کو بھی اسیطرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے پانی میں بہا دیا۔ اس کے بعد میں ہوشیار ہو گیا۔ اب دیکھا کہ وہ خطرات کلیۃً زائل ہو چکے تھے اور قلب پر ایک عجیب سکون و اطمینان کی کیفیت محسوس ہوئی اور ان خطرات و وساوس کا نشان بھی باقی نہ رہا جب یہ قصہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا اس وقت اخی فی اللہ مولانا عبدالوحید صدیقی (ایڈیٹر اخبار "نئی دنیا" دہلی) سلمہم اللہ بھی موجود تھے یہ واقعہ سنانے کے بعد حضرت حاجی صاحب پر اتنا سخت حال وارد ہوا کہ ہم دونوں کو یہ ڈر پیدا ہونے لگا تھا کہ کہیں ابھی روح قبض نہ ہو جائے مگر چند منٹ کے بعد افاقہ ہو گیا۔ ہمارا خوف بھی بیجا نہ تھا کیونکہ یہ زمانہ انتہائی ضعف کا تھا۔ آپ کی عمر سو برس سے تجاوز کر چکی تھی پھر اس پر امراض کا غلبہ بھی رہتا تھا۔ نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے، استقامت کا یہ حال تھا کہ ایسے وقت میں بھی معمولات کی ادائگی کا سلسلہ جاری تھا۔ دو بجے رات سے

Marfat.com

نوافل و ذکراللہ وغیرہ کا سلسلہ شروع ہوکر دن کے آٹھ یا نو بجے فارغ ہوکر کچھ آرام فرمایا کرتے تھے۔ یہ معمول آخر دم تک قائم رہا۔ یہانتک کہ بروز وفات بھی جب کہ تمام معمولات سے فارغ ہو چکے تھے۔ اس سے چند منٹ کے بعد واصل بحق ہو گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کا وجود مجسم درویشی تھا جس کو مع اپنی تمناؤں کے ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۵ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۳۶ء بیوم دوشنبہ کرنال میں حضرت مولانا عبداللہ شاہ قدس سرہٗ کے مرقد مبارک کے قریب پائیں کی جانب ہم نے سپرد خاک کیا اللہ تعالےٰ نے آپ کو سیرت کی طرح صورت بھی بہت شاندار عطا فرمائی تھی معلوم ہوتا تھا کہ پیشانی پر ہذا ولی اللہ لکھا ہوا ہے۔

صورتیں آنکھوں میں پھرتی ہیں وہ جلوے یاد ہیں
کیسی کیسی صحبتیں خواب پریشاں ہو گئیں

حقیقت یہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مبارک بھی حضرت مولانا عبداللہ شاہ قدس اللہ سرہ العزیز کی بڑی دلیل ولایت و کرامت تھا۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے خواص مریدین میں سے ایک بزرگ حافظ ابو علی شہید رحمۃ اللہ علیہ تھے جو بلند مقام اولیا میں سے تھے۔ موصوف پر بندہ نے ہمیشہ سکر کے احوال کا مشاہدہ کیا ہے۔ صاحب فیض بزرگوں میں سے تھے۔ حضرت مولانا قدس اللہ سرہ کے متعلق جب بھی گفتگو ہوئی یہی فرمایا کہ حضرت مرتبہ غوثیت رکھتے تھے۔ ہمیشہ غوث عبداللہ شاہ کہا کرتے تھے۔ حافظ صاحب کی عمر تقریباً اسی سال ہوگی جب ۱۹۴۷ء کے فتنہ میں وہاں سے ہجرت کے دوران میں آپ گولی سے شہید کر دیئے گئے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات میں وہ تمام احوال شامل ہیں جو رسالہ التوحید میں جو ۱۳۵۰ھ میں طبع ہوا تھا احقر نے قلم بند کیا اس میں کچھ

Marfat.com

خاندانی حالات کا حصہ اور بعض احوال زمانہ اکتساب علوم حضرت مولانا کے خلف اکبر مخدومی جناب حکیم ظہور الدین صاحب مرحوم سے جن کی وفات ۱۹۴۶ء میں ہوئی معلوم کر کے تحریر کیا گیا تھا یہ پورا مضمون منضبط کرنے کے بعد اس خادم نے حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کو حرفاً حرفاً سنایا اور عرض کیا کہ اگر کسی واقعہ کی تعبیر میں خادم سے غلطی ہوئی ہو تو اس پر متنبہ فرما دیا جائے آپ سننے کے دوران میں موقع بموقع تصدیق فرماتے رہے۔ اس مجلس میں اس وقت متوسلین کی ایک جماعت حاضر تھی اور جب حضرت مولانا کے ایک شدید ابتلائے مرض کا مفصل واقعہ سنا جو آگے مذکور ہوگا تو آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ سب صحیح ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی ہمارے ساتھ لگا رہا تھا۔ اس لئے ان مصدقہ احوال کو التوحید سے منتخب کر کے درج ذیل کر دینا انسب معلوم ہوا۔

"وطن آبائی آپ کا تھانہ بھون جلال آباد ضلع مظفر نگر تھا۔ من بعد بارشادِ شیخ کرنال قیام فرمایا جو وطن ثانی ہوا۔ اللہ جل شانہ نے آپ کو علوم ظاہری و باطنی ہر دو میں ید طولےٰ عطا فرمایا تھا علم ظاہری کے لحاظ سے ایک متبحر عالم تھے۔ کمالات باطنیہ آنحضرت کے نہ صرف اس عاجز و قاصر کے بلکہ بڑے بڑے صاحبان بصیرت کی حد نظر سے بالاتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرتبہ غوثیت عطا فرمایا تھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اکتساب علوم شرعیہ مختلف مقامات سے کیا۔ آپ نے کافیہ تک کی ابتدائی تعلیم حضرت مولانا فتح محمد صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائی مولانا مرحوم ایک باخدا اور متشرع عالم اور مشہور بزرگ تھے۔ جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہم کے اساتذہ میں سے تھے۔ آپ کے بعض حالات کا تذکرہ موصوف نے اپنے بعض مقامات

ہیں فرمایا ہے۔ بڑی کتابوں میں مولانا کے ساتھی اور ہم سبق بھی رہے ہیں فیمابین نہایت مخلصانہ روابط تھے علوم منطق وفلسفہ آپ نے مراد آباد میں اس فن کے متبحر علماء سے حاصل کیا۔ ۱۲۸۳ھ میں دیوبند ضلع سہارنپور میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ قائم ہوا۔ یہ زمانہ آپ کے اکتساب علم کا تھا۔ آپ بھی یہاں داخل ہوگئے اور تین سال تک یعنی ۱۲۸۳ھ سے ۱۲۸۵ھ تک یہاں کے فقید المثال بزرگوں سے علمی فیوض حاصل فرماتے رہے۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد امیر بازخاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز بھی اس مبارک مرکز علوم دینیہ میں تعلیم پاتے تھے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سیّد احمد صاحبؒ وغیرہما آپ کے شفیق اساتذہ میں سے تھے۔ نحو۔ بلاغت ادب۔ منطق۔ حکمت۔ کلام۔ اصول۔ فقہ۔ حدیث کی بہت سی کتابیں یہاں پڑھیں اور دیگر علوم اور مقامات میں دیگر اساتذہ باکمال سے حاصل فرمائے۔ تکمیل حدیث حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ سے کی۔ نیز حضرت مولانا قطب الدین صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی ۱۲۸۶ھ میں بعض کتب احادیث پڑھ کر سند حاصل فرمائی۔ نیز سند مصافحہ بھی مولانا موصوف کی طرف سے عطا ہوئی۔

علم طب حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے دوران قیام دہلی میں حکیم ہشام الدین صاحب عرف حکیم منجھلے صاحب جو اس زمانہ کے قابل اطبا میں شہرت رکھتے تھے حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس فن میں بھی اعلیٰ قابلیت اور حذاقت تامہ عطا فرمائی تھی۔

سہارنپور کے دوران قیام میں حضرت مولانا ومقتدانا مولانا محمد امیر باز خاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز سے روابط اتحاد ہونے کی وجہ سے اکثر ساتھ رہنا

Marfat.com

تھا۔ آپ خلاصۂ اولیاء کبار زبدۃ اتقیاء اخیار محرم اسرار احدیت۔ ہمدم انوار وحدیت حضرت شاہ عبدالرحیم[۱] صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

[۱] حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہ کے سلسلۂ قادریہ کے متعدد طرق ہیں جن کو درج ذیل کیا جاتا ہے (۱) مجددیہ مؤمنیہ (۲) جنیدیہ (۳) معصومیہ (۴) مجددیہ محمدیہ۔

مجددیہ مؤمنیہ حضرت سید الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[۱] حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ[۲]۔ حضرت حسن البصریؒ[۳]۔ حضرت حبیب عجمیؒ[۴]۔ حضرت داؤد الطائیؒ[۵]۔ حضرت معروف کرخیؒ[۶]۔ حضرت الشاہ عبد اللہ السری السقطیؒ[۷]۔ حضرت الشاہ جنید البغدادیؒ[۸]۔ حضرت خواجہ ابوبکر شبلیؒ[۹]۔ حضرت خواجہ عبد الواحد بن عبد العزیزؒ[۱۰]۔ حضرت خواجہ ابو الفرح الطرطوسیؒ[۱۱]۔ حضرت الشاہ ابو الحسن علی الہنکاریؒ[۱۲]۔ حضرت الشاہ ابو سعید مخزومیؒ[۱۳]۔ حضرت الغوث الاعظم السید محی الدین عبد القادر الجیلانیؒ[۱۴]۔ حضرت السید عبد الرزاقؒ[۱۵]۔ حضرت السید شرف الدین القتالؒ[۱۶]۔ حضرت السید عبد الوہابؒ[۱۷]۔ حضرت السید بہاؤ الدینؒ[۱۸]۔ حضرت السید عقیلؒ[۱۹]۔ حضرت الشاہ شمس الدین الصحرائیؒ[۲۰]۔ حضرت الشاہ گدا رحمنؒ[۲۱]۔ حضرت الشاہ ابو الحسنؒ[۲۲]۔ حضرت الشاہ شمس الدینؒ العارف ابن الشاہ ابی الحسن المذکورؒ[۲۳]۔ حضرت الشاہ گدا رحمنؒ[۲۴]۔ حضرت الشاہ فضیلؒ[۲۵]۔ حضرت الشاہ کمال کیتھلیؒ[۲۶]۔ حضرت الشاہ سکندر کیتھلیؒ[۲۷] (باقی مضمون صفحہ ۱۱۷ پر دیکھئے)

[۲] بعض سلاسل معتبرہ میں یہ واسطہ تحریر نہیں ہے۔ نیز بعض کتب سیر میں لکھا ہے کہ حضرت شمس الدین عارفؒ حضرت سید گدا رحمن اول کے خلیفہ تھے۔ ممکن ہے کہ آپ اپنے والد ماجد حضرت شاہ ابو الحسنؒ کے خلیفہ ہوں اور انکے شیخ حضرت سید گدا رحمن اول سے بھی آپکو خلافت ملی ہو۔

Marfat.com

کے خلیفہ اول تھے۔ آپ کی معیت میں حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی مجلس
مبارک میں حاضری کا اتفاق ہوتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ شرف بیعت سے مشرف

حضرت الشیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت السید آدم بنوری رح
حضرت الشاہ حبیب رح حضرت السید شاہباز رح حضرت الشاہ مومن
گگروی رح حضرت الشاہ صدیق بشوانڑی رح حضرت حافظ محمد رح حضرت
الشاہ شعیب توڈھیروی رح حضرت اخوند شاہ عبد الغفور رح حضرت
الحاج الشاہ عبد الرحیم السہارنفوری رح قادریہ جنیدیہ حضرت غوث الاعظم
الشیخ عبد القادر الجیلانی رح حضرت شاہ دولہ حضرت منور رح حضرت
شاہ عالم دہلوی رح حضرت شیخ احمد ملتانی رح حضرت شیخ جنید رح
پشاوری حضرت شاہ صدیق بشوانڑی رح جن کا نام سلسلہ مجددیہ مومنیہ میں
نمبر ۳۳ پر گزر چکا۔ آگے حسب سابق۔

قادریہ معصومیہ حضرت الغوث الاعظم الشیخ عبد القادر الجیلانی رح حضرت
شیخ احمد مستان رح حضرت شیخ احمد ملتانی رح حضرت شیخ عبد اللہ
حضرت سید جلال الدین تلنی رح حضرت شیخ بہاؤ الدین رح حضرت
سید جلال الدین رح حضرت شیخ محمد یاسین رح حضرت سید مستان
حضرت سید زین الدین رح حضرت شیخ عبد الرزاق رح حضرت شیخ
غیاث الدین رح حضرت شیخ خیر اللہ حضرت شیخ حاجی سعید حضرت
السید محمد معصوم رح حضرت شیخ جنید پشاوری رح حضرت شاہ صدیق
بشوانڑی رح آگے حسب سابق۔

مجددیہ محمدیہ حضرت سید آدم بنوری رح حضرت شیخ بہادر کوہاٹی حضرت
شیخ مامون یوسفزئی رح حضرت شیخ محمد نعیم رح (باقی صفحہ ۱۱۸ پر)

Marfat.com

ہو گئے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات و کرامات کا احصا ضخیم جلدوں میں بھی دشوار ہے۔ آپ نادر الوجود بزرگوں میں سے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمتوں کے ہزاروں خزانے اس ایک ہستی میں ودیعت فرما دیئے تھے

افاض اللہ علینا من برکاتھم

(بقیہ ص ۱۱۷) حضرت محمد شاہ سید ۲۳ وصی حضرت شاہ صدیق بشوانزی ۲۴ آگے حسب سابق۔ سلسلہ قادریہ کی ایک فرع بلا واسطہ حضرت شاہ ابو سعید مخزومی ہی یہ سلسلہ مطابق آپ کے سلسلۂ نسب کے ہے ابًا عن جدٍ۔ اسطرح حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت حسنؓ حضرت سید حسن المثنیٰ حضرت سید عبد اللہ حضرت سید موسیٰ جون حضرت سید موسیٰ موروث حضرت سید یحییٰ زاہد۔ حضرت سید عبد اللہ حضرت سید موسیٰ جنگی دوست حضرت سید ابو صالح حضرت شیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی آگے سلسلہ قادریہ کی ایک فرع "سلسلۃ الذہب" موسوم ہے۔ اس طرح حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت حسینؓ۔ حضرت زین العابدینؒ۔ حضرت محمد باقرؒ۔ حضرت جعفر صادقؒ حضرت موسیٰ کاظمؒ حضرت علی موسیٰ رضاؒ۔ حضرت معروف کرخیؒ۔ آگے مطابق سلسلۂ مذکور حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب سلسلہ ہے۔ جس کے اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صرف پانچ واسطے ہیں۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ اسمیں ایک بزرگ حافظ سلطانؒ کبیر السن ہوئے۔ وہو ہٰذا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر الصدیقؓ حضرت شیخ سعیدؒ حضرت شیخ محمودؒ۔ حضرت شیخ حافظ سلطانؒ حضرت شیخ عبد الرحمٰنؒ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ

۱۲ اشتیاق احمد

Marfat.com

اب تک جو کچھ بھی ہوتا رہا وہ سب تمہید تھی اس اصل مقصد کی تکمیل کی جس کا دَور اب شروع ہوا ؎ مولوی از خود نہ شد مولائے روم ؛ تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

چنانچہ اس سلسلۂ عالیہ غفوریہ رحیمیہ میں داخل ہو کر آپ نے حسب ارشاد مرشد مجاہدات شروع کر دیئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ آپکی طرف خاص تھی حتیٰ کہ اکثر آپ کے لئے لفظ فرزند استعمال فرماتے تھے۔ رحمت الٰہی نے استعداد عالی بخشی تھی۔ تقدیر الٰہی تھی کہ عبد اللہی دریائے فیوض سے ہزاروں تشنگان بادۂ وحدت سیراب ہوں۔ ادھر ایسے شیخ اکمل و مکمّل کی مخصوص توجّہ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ برسوں کی ترقی مہینوں اور مہینوں کی دنوں میں میسر ہوئی ؎

این سعادت بزور بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔

حتیٰ کہ ۱۳۹۳ھ میں آپ نعمت خلافت سے سرفراز فرمائے گئے اور ہدایت خلق کے لئے مامور ہوئے آپ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ثانی تھے اور خلیفۂ ثالث حضرت مولانا شاہ ابوالحسن صاحب سہارنپوری قدس اللہ سرہ تھے اور خلیفہ رابع حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائےپوری نوراللہ مرقدہ تھے جو کہ حضرتِ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی مجاز تھے۔ نیز حضرت مولانا عبدالخالق صاحب ساکن بہم ضلع رہتک نوراللہ مضجعہ اور حضرت مولانا قاری عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ تخت ہزاروی اور حضرت مولانا نور محمد صاحب لدھیانوی نوراللہ مضجعہ و دیگر جملہ خلفاء صاحب نعمت اور ہر ایک اپنا اپنے آفتاب حقیقت تھے ان بزرگوں میں سے ہر ایک کے حالات علیحدہ لکھنا چاہتے ہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ درجہ تقدیری نسبت سے سرفراز فرمایا تربیتِ سالکین میں حضرت رحمۃ اللہ کو خاص ملکہ تھا۔ حضرت مولانا محمد امیر باز خان صاحب

۱؎ حاشیہ صفحہ ۱۲۱ دیکھو۔

Marfat.com

رحمہ اللہ کے الفاظ اس باب میں تیمناً و تبرکاً نقل کئے جاتے ہیں جن کو آپ نے بطور تقریظ "تعلیمات رحیمی" پر تحریر فرمایا ہے۔

"مولوی صاحب موصوف اعلیٰ مریدین حضرت پیر و مُرشد برحق حاجی شاہ عبد الرّحیم صاحب رحمۃ سے ہیں۔ میں نے اُن کو اپنے سامنے بیعت کرایا اور میرے سامنے اُن کو حضرت پیر و مرشد رحمۃ نے اجازت بیعت کی دی اور میرے قلم سے سند فضیلت و کمال تحریر ہو کر عنایت ہوئی تا زمان ارتحال حضرت پیر و مرشد اس عالی ظرف نے اس قدر استعداد بہم پہنچائی کہ جس شخص کو ان کی توجہ میں بٹھلایا اس نے وصل عریانی کا جام چکھا اور جس قلب قاسیہ کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا اُس کو مخزن انوار بنایا حضرت مرشد مرحوم کی توجہ خاص تا دم ارتحال اُن پر بوجہ اتم رہی اور بعض اوقات میں خوشنودی مزاج کے صلہ میں اُن کو اپنا فرزند فرمایا۔"

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے واقعات کے دیکھنے والے اب بھی موجود ہیں کہ پہلی ہی توجہ میں طالب کا برسوں کا کام پورا ہو گیا جس سند فضیلت و کمال کا ذکر حضرت مولانا محمد امیر باز خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اس کی نقل درج ذیل کیجاتی ہے۔

ے یہ خادم آپ کی زیارت سے مشرف ہوا ہے۔ سلف صالحین کے نمونہ تھے۔ نہایت متقی اور محتاط تھے۔ آپ کے بہت سے حالات اور کرامتوں سے آپ کے عزیز برادر محترم جناب منشی نثار احمد صاحب سہارنپوری کے ذریعہ سے احقر مطلع ہے۔ یہاں چونکہ موضوع بحث نہیں ہیں اور نیز تنگی مقام کی وجہ سے درج نہیں کیے گئے۔ آپ کی وفات ۲۹ رجب ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۱۰ء یوم شنبہ کو ہوئی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین شفیع المذنبین محمد والہ اجمعین والسلام علی مشائخ الکبار واھل الطریقۃ العظام الیٰ یوم الدین بعد ازاں کہتا ہے بندۂ مسکین (حاجی عبدالرحیم (شاہ) سرساوی کہ حبیبی واخلصی مولوی عبداللہ شاہ جلال آبادی نے مجھ سے بیعت ارادت وطریقت در سلسلۂ قادری حاصل کر کے تہذیب اخلاق صوفیہ کرام وسلوک طریقت مشائخ قادریہ ونقشبندیہ وچشتیہ مع نسبت کاملہ مجددیہ غفوریہ سے مشرف ہوئے اور خلعت صحبت ومجاہدہ وفنا وبقا، باسرہائے مستفیض اب میں نے ان کو اپنی جانب سے خلیفہ ثانیہ قرار دیکر اجازت ہدایت طلباء صادقین ومریدان مخلصین کی دی کہ ہر سہ طرق بلکہ عموم نسبت مروجہ در ہندان کو ارشاد فرمائیں اللّٰھُمَّ بارک لہ فی اھدائہٖ وامنہ عن الآفات ومخالفیہ وابقاہ بطول العمر بحرمۃ سید الثقلین نبی الحرمین صلوات اللہ علیہ آمین یارب العٰلمین ۔ تحریر فی تاریخ بست وہشتم شہر شوال المکرم ۱۲۹۳ھ ہجری ۔

بقلم الضعیف | محمد ۱۲۸۶ امیر باز خاں | العبد | عبدالرحیم شاہ ۱۲۸۸

×———×

بعد تکمیل ووصول مقامات عالیہ آپ قطبیت کرنال پر مامور ہوئے اور حسب ارشاد حضرت شاہ صاحبؒ کرنال ہی میں توطن اختیار فرمایا ۔

Marfat.com

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو دیگر بزرگوں سے بھی نعمتیں حاصل ہوئیں ۱۳۱۴ھ میں آپ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ مکۂ مبارکہ میں حضرت قطب مکہ عارف باللہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہ کے دست مبارک پر سلسلہ چشتیہ صابریہ میں شرف بیعت حاصل ہوا۔ اور من بعد مشرف بخلافت و اجازت ہوئے اور حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے سند اجازت و کلاہ عطا فرمائی۔

نیز اسی سلسلۂ عالیہ یعنی چشتیہ صابریہ میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ کی ایک مخصوص نسبت اُویسی بھی ہے جو نہایت عظیم الشان ہے۔ وہ یہ کہ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ علیہ نے ۱۳۰۷ھ میں بمقام پانی پت اپنی نسبت خاصہ جلیلہ سے آپ کو منور فرمایا اور اپنی جانب سے اس سلسلہ کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ خلیفہ تھے حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کے۔ فالحمد للہ حمداً کثیراً۔ چونکہ اس قسم کا سلسلہ جس میں روح مجرد عن الجسم سے استفاضہ ہوتا ہے حسب طریق مشائخ افاضۂ طالبین کے لئے کافی نہیں ہوتا اس لئے بہت ممکن ہے کہ یہی واقعہ سبب ہوا ہو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ بیعت ظاہری قائم کرنے کا۔ نیز کیا عجب ہے کہ حضرت شیخ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے ہی حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تخصیص فرمائی گئی ہو کیونکہ حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہٗ عظیم الشان اولیاء میں سے تھے اور اپنے زمانہ میں اس سلسلہ عالیہ کے شمس ہی تھے۔ ایسے ماہتاب ہدایت کے لئے ایسے شمس سے استفاضہ غایت درجہ موزوں بھی تھا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال واسرارہ۔

قاری محمد علی خاں صاحب رحمۃ اللہ ساکن جلال آباد نے آپ کو قصیدہ بردہ

Marfat.com

کی اجازت مع سند عنایت فرمائی۔ اس کے بعد آپ نے اس کی باقاعدہ ریاضت کے ساتھ زکوٰۃ بھی دی اور عامل ہوئے۔ قصیدہ بُردہ ایک نہایت مقبول و پُر اثر اور کثیر الخواص قصیدہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں جس کے مصنّف امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ منجملہ اس کے خواص کے یہ ہے کہ اسکی وردسے نسبت محمدیہ پیدا ہوتی ہے اور تجلیہ باطن میں نہایت مؤثر ہے۔

آپ کی تصنیفات میں سے سلوک میں کتاب "تعلیمات رحیمی" ہے جو حضرت مخدومی وملاذی جناب حاجی مولا بخش صاحب مد اللہ ظلہم خلیفہ اعظم و جانشین حضرت ممدوح کی تحریک سے تصنیف فرمائی۔ یہ کتاب سلوک طریقہ مجددیہ غفوریہ رحیمیہ میں ایک جامع کتاب ہے جس میں اذکار و مراقبات و اوراد وغیرہ ضروریات کو ایسے دل نشین انداز میں تحریر فرمایا گیا ہے کہ ایک پست ہمت طالب کے دل میں بھی سلوک طریقت کا ولولہ اور جوش پیدا ہو جاتا ہے مراقبات و ذکر میں تصور ضروری کو ایسے سادہ اور دل نشین طور پر تحریر کیا گیا ہے کہ صحیح کیفیت خیال میں قائم ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں بزبان اردو اس سے بہتر کتاب اب تک تحریر نہیں ہوئی۔ ضخامت ۴۷ صفحات کی ہے

دوسری تصنیف آپ کی "قطرات" ہے جو حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "ہمعات" کا ترجمہ ہے۔ یہ کتاب اصل میں بزبان فارسی تھی۔ حضرت مولانا رح نے حضرت حاجی صاحب مدظلہم کی تحریک سے اس کا بزبان اردو ترجمہ فرمایا۔ یہ کتاب تصوف و معرفت میں بے نظیر لطیف مضامین کا خزانہ ہے۔ اردو زبان میں یہ ترجمہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اصل تصنیف ہی اردو زبان میں ہوئی ہے۔ اصل کتاب کی جو شان ہے وہ سب ترجمہ میں محفوظ ہے

Marfat.com

ہر طالب کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔ اس کتاب کے ایک تو صفحات ہیں :-

تیسری تصنیف آپ کی ایک مختصر رسالہ "الختم الکامل" ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ تراویح میں ہر سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بعض لوگوں نے یہ دعوی کیا تھا کہ بسم اللہ ہر سورت کا جزو ہے اور بغیر اس کے تراویح میں ۱۱۳ آیات کی کمی رہتی ہے اور ختم کامل کا ثواب نہیں ملتا۔ اور اس بارہ میں ایک فتنہ کھڑا کر دیا اُن کو مُسکِت اور تحقیقی جوابات دیئے ہیں احادیث صحیحہ و آثار صحیح اور اقوال فقہاء سے زبردست دلائل دیکر اصل مسئلہ محقق فرمایا ہے جس کی توثیق و تصدیق اکابر علماء ہند و علماء حرمین نے فرمائی اس رسالہ سے آپ کی ایک خاص کرامت متعلق ہے جو آئندہ مذکور ہوگی۔

چوتھی تصنیف توحید کے بیان میں یہ مختصر رسالہ ہے جو "التوحید" سے مسمی کیا گیا کاش کہ حضرت مولانا رحمہ اللہ کا علمی اشتغال مستقل ہوتا تو علوم ظاہری میں بھی آپ کے افاضات ایک بحر ذخار کی طرح مخلوق کو سیراب کرتے۔ آپ کے مزاج میں اخفائے حال بدرجۂ کمال تھا۔ اسی کا اثر تھا کہ ایک عطار خانہ کھول کر بیٹھ گئے اور بظاہر حال ایک تاجر معلوم ہوتے تھے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی تھی کہ آپ کی اولاد امجاد میں یہ سلسلۂ تجارت جاری ہے۔ مگر جب چاند چڑھتا ہے تو کل عالم دیکھتا ہے انوار چھپائے سے چھپ نہیں سکتے۔ مریدین و متوسلین کی تعداد ہند اور بیرون ہند میں ہزاروں کی ہے۔ آپ کے مواعظ پُر اثر ہوتے تھے کہ بسا اوقات پورے کے پورے مجمع پر حالات وجد طاری ہو گئے۔

حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ کا مقام قرب کس درجہ عالی تھا اس کی حقیقت

Marfat.com

علم ذاتی کی بنا پر تو اہل نظر ہی خوب جانتے ہیں لیکن وہ شواہد و آثار جو سوانح مبارکہ و حالات طیبہ پر توجہ کرنے سے پیش نظر ہیں اس کا بیّن ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مقام رفیع عطا فرمایا تھا اپنے اُن بزرگوں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے نعمار باطنی سے نوازا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے لباس تقویٰ سے آراستہ اور مبالغہ کلام سے پاک ہیں اس خادم الخدام کو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا مرتبہ غوثیت کا تھا۔ اور آپ کو حضرت غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک نسبت خاص تھی۔ اس بیان کی تائید اشارۃً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے جو تعلیمات رحیمی صفحہ ۱۹ بیان لطائف کے ذیل میں تحریر فرمایا گیا ہے۔ اور راقم اپنے وجدان کی طرف رجوع ہو کر دیکھتا ہے تو اپنا حال مطابق بیان حضرت صمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاتا ہے الخ اللہ تعالیٰ آپ کے انوار سے جملہ متوسلین کے قلوب کو منور فرمائے اور اس نااہل کے قلب قاسیہ کو بھی صلاحیت بخشے وما ذٰلک علی اللہ بعزیز ؎

در محفلے کہ اوست دانم نرسم ؎ ایں بس کہ بسا زد و رہانگ جرسم

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی کرامتیں معتبر ذرائع سے ہم کو معلوم ہیں ان میں سے چند کرامتیں یہاں بھی مذکور ہوں گی۔ آن سے قبل اس باب میں افادۂ عامہ کے خیال سے یہ گزارش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ صدور کرامت ولایت کے لئے لازم نہیں ہے بہت سے عالی مقام اولیاء اللہ ایسے ہوئے ہیں کہ اُن سے ایک بھی خرق عادت ثابت نہیں ہے بعض سے صرف دو چار کا بڑے تتبع سے ثبوت ملتا ہے۔ صحابۂ کرام و ائمۂ عظام کے اعلیٰ مقام مسلم ہیں مگر وہاں کرامتوں کا صدور شاذ و نادر کے درجہ میں ہے۔ اصل یہ ہے کہ بزرگ وہ ہے جو اکرم عند اللہ ہے اور اکرم عند اللہ یعنی خدا کے نزدیک باعزت وہ ہے جو زیادہ متقی ہو۔

Marfat.com

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ	تم میں کا سب سے زیادہ با عزت اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں کا سب سے زیادہ متقی ہے

اس لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے تقوی پر استقامت بخشدی اور اس کا ملکہ عطا فرمادیا وہ ایسی کرامت کا حامل ہے جس سے اونچی کوئی کرامت نہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ تقوی پر استقامت نتیجہ ہے اتباع نبوی کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔ قال اللہ تعالیٰ شانہ

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ	فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم کو محبوب رکھے گا۔

غرض یہ ہے کہ اگر کسی میں یہ وصف یعنی اتباع سنت ثابت نہیں ہے اور خلاف عادات امور کا صدور ہوتا ہے تو یہ صدور کرامت کے تحت میں یقین کیساتھ داخل نہیں کیا جا سکتا اور نہ یہ خرقِ عادت مقبولیت کی دلیل قطعی ہے۔ ہاں سوءِ ظن سے بھی بچنا چاہیئے۔ یہ اس لئے عرض کیا گیا کہ بعض صاحبانِ نسبت اپنا ظاہر خراب رکھتے ہیں لوگوں کی تکریم کے اثر سے اپنے نفس کو محفوظ رکھنے کے لئے یا اور مصالح کی رعایت سے لیکن باطن اُن کا ہر وقت مشغول بحق ہوتا ہے تو چونکہ بعض ایسے اسباب مثل استدراج وسحر و نیرنجات وغیرہ سے بھی ایسے امور کا وقوع ممکن ہے جو خلاف عادت ہوں تو یہ دلیل ولایت کیسے ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی مومن سے جو بظاہر متقی نہ ثابت ہو ایسے امور کا صدور ثابت ہو تو اس کے بارہ میں سکوت انسب ہے لیکن جس فرد میں تنہا یہ وصف یعنی تقوی ثابت ہو خواہ کسی دیگر کرامت سے اس کی مقبولیت کے ثبوت کے لئے تائید ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو تو اُس کے بزمرۂ اولیا ہونے میں

Marfat.com

شبہ نہیں ہے اور اگر اس کے ساتھ ایسے امور بھی موجود ہیں تو پھر نُورٌ علیٰ نور ہے
اس موقعہ پر کرامت یا خرق عادت کو اہمیت دینا مناسب نہیں اسی خیال
کے ماتحت دو ایک غیر معمولی واقعات ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ حضرت رحمۃ اللہ
کی غایت مقبولیت واضح تر ہو جائے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تقویٰ و اتباع سنت
بھی بدرجہ کامل عطا فرمایا تھا" لیکن پہلے ایک اور حقیقت علمی
کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے انبیاء علیہم السلام سے لے کر اولیاء
متقدمین و متأخرین کے حالات پر نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ
بعض اعلیٰ مقامات قُرب موقوف ہوتے ہیں ابتلاء و مصائب پر۔
روحانی ترقی و تزکیہ کے لیے خصائص جسمانی کو مضمحل کیا جاتا ہے اور شہوات
دنیا کو فنا کیا جاتا ہے اس میں جو کچھ ابتلاء نفس پر ہوتا ہے وہ اختیاری ہے تملک
تخلقوا باخلاقِ اللہ کے ماتحت روح میں تزکیہ ہو کر خطیرتُ القُدس سے
نسبت اور وہاں سے اخذ فیضان کی اہلیت پیدا ہو جائے۔ لیکن ایک ابتلاء
اضطراری ہوتا ہے جو درحقیقت ایک نوع اعلیٰ تزکیہ کی ہے تاکہ قابلیت اعلےٰ
مقامات کے انوار و تجلیات کی اور ان کا تحمل پیدا ہو جائے اس ضابطہ کو پیش
نظر رکھنے کے بعد حضرات انبیاء علیہم السلام اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مصائب
و تکلیف کے اسرار واضح ہو جاتے ہیں پھر غور کرنے کے بعد ظاہر آتا ہے موجودہ
کمالات روحانی کی رفعت بمقابلہ ان کمالات کے جو مصائب و تکلیفات سے
پہلے کے تھے روشن ہو جائے گی۔ تنگی مقام اجازت نہیں دیتی کہ تمثیلات سے
اس ضابطہ کے تمام پہلو واضح کئے جائیں لیکن مختصراً کافی عرض کر دیا گیا۔ اسی ضابطہ
کے تحت میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا ابتلائے جسمانی ملاحظہ فرمایا جائے۔
اس واقعہ کے دیکھنے والے اب بھی کرنال میں بیسیوں افراد موجود ہیں۔ اس

Marfat.com

واقعہ کو میں اپنے دیرینہ مخلص اور محب جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب منگلوری رحمۃ اللہ کے الفاظ میں خفیف تغیر کرکے اس مقام پر لکھوں گا۔ مرحوم نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ کے کچھ حالات جمع کئے تھے جس کا نام یادِ شیخ رکھا تھا جو طبع نہ ہو سکا۔ اس کا ایک جزو یہاں آجائے گا تاکہ وہ بھی شریکِ اجر ہو جائیں۔ اللہ ہم سب کو حسنِ نیت عطا فرمائے۔ وہو ہذا۔

ایک روز حضرت مولانا المحترم اپنے دولت خانہ پر تشریف فرما تھے اور حضرت مدفیوضہم خدمت والا میں حاضر تھے کہ اچانک کتفین کے درمیان ایسی سخت تکلیف اور ایسی سخت سوزش پیدا ہوئی کہ برداشت کرنا نہایت دشوار ہو گیا۔ فوراً حاجی صاحب سے فرمایا کہ حاجی صاحب دیکھئے گا میرے کس شے نے کاٹا ہے۔ جس کی وجہ سے میں بے چین ہو گیا۔ حاجی صاحب نے پشت مبارک سے کرتہ اُٹھا کر جابجا دیکھا مگر کوئی گزندہ جانور یا کسی شے کے کاٹے کا کوئی نشان وغیرہ نظر نہیں آیا۔ البتہ دونوں مونڈھوں کے درمیان ایک چھوٹی سی پھنسی مثل اُڑد کے دانہ کے معلوم ہوئی اور بس حال عرض کیا گیا ثابت ہوا کہ بس یہی باعث تکلیف ہے۔ دم بدم اس میں سوزش وجلن و درد بڑھتا گیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس دانہ نے بڑھتے بڑھتے دونوں مونڈھوں کو گھیر لیا اور حضرت کو کرب و بے چینی اس قدر بڑھی کہ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے کسی پہلو چین و قرار نہ تھا فوراً معالجہ کی طرف توجہ کی گئی اطباء یونانی بلوائے گئے تشخیص سے معلوم ہوا کہ مرض حمرا ہے جس کو بعض حمرہ کہتے ہیں (یہ ایک مہلک اور لاعلاج مرض ہے) مولانا کی تکلیف کو دیکھکر ہر شخص بیتاب ہوتا تھا اور گھر والوں اور خدام و متعلقین کو تو جو صدمۂ عظیم تھا بیان سے باہر ہے۔ اطباء نے تسلی و تشفی کی اور علاج معالجہ میں اپنی پوری قوت صرف کر ڈالی مگر کوئی افاقہ نہ تھا

Marfat.com

بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ جب معالجہ یونانی سے کوئی فائدہ
نہ دیکھا تو ڈاکٹروں کو بلوایا گیا۔ انھوں نے بھی اپنا پورا زور صرف کر ڈالا مگر
آپ کو ذرہ برابر افاقہ نہ ہوا بلکہ مرض برابر ترقی پذیر تھا۔ شدت تکلیف اور
بے چینی کا یہ عالم تھا کہ الاماں الحفیظ۔ کھانا پینا سونا تو درکنار ایک آن کو بھی کسی
پہلو پر قرار نہ تھا۔ مولانا کے تمام متعلقین و مریدین دور و دراز اور قریب و جوار
سے خدمت کے لئے جمع ہوگئے مگر مولانا کی شدت تکلیف کے مشاہدہ کی تاب
نہ لا سکے اور بہت سے تو فوراً واپس ہوگئے بعض خدام نے اپنے دل پر جبر
کیا بھی مگر آخر کار ان کو بھی مولانا کی اس حالت کے دیکھنے کا تحمل نہ ہو سکا صرف
ایک حاجی مولا بخش صاحب مدظلہم ہی ایسے شخص تھے جو ہر وقت خدمت بابرکت
میں حاضر و موجود رہے۔ جس وقت مولانا بے چین ہو کر تڑپ کر گر پڑتے تھے
تو حاجی صاحب اپنے سینہ پر لیتے تھے۔ مرض کی سوزش و جلن سے حاجی صاحب
کی چھاتی بھی سیاہ ہوگئی۔ حضرت مولانا کبھی حاجی صاحب کو اپنے سے جدا نہ ہونے
دیتے تھے۔ حاضری کی سخت تاکید تھی صرف اتنی اجازت تھی کہ نماز فرض باجماعت
مسجد میں ادا کر آئیں اور سنتیں و نوافل یہاں آکر پڑھیں۔ کرنال میں ایک ڈاکٹر
تھے جو نہایت مشہور اور ہندوستان کے بڑے بڑے ڈاکٹروں میں استاد مانے
ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی پوری سعی اور اپنی تمام قابلیت صرف کر دی مگر
مطلق تخفیف نہ ہوئی۔ مولانا کی بے چینی اور تڑپنے کا سول سرجن پر بھی بہت
اثر ہوا۔ باوجودیکہ ڈاکٹر عموماً بوجہ شب و روز ایسے حالات دیکھنے کے
سخت دل ہوتے ہیں۔ مگر آپ کو تکلیف اس درجہ شدید تھی اور وہ کچھ ایسا بے چین
ہو گیا اس لئے خواب آور دوا تجویز کی گلاس منگا اور اپنے سامنے دوا ڈالی
اور کہا کہ یہ دوا ابھی میرے سامنے پلا دو۔ اس سے مولانا کو نیند آ جائے گی

Marfat.com

تاکہ کچھ دیر کو سکون نصیب ہو۔ مولانا نے گلاس ہاتھ میں لے لیا اور خالی کر کے رکھدیا لیٹ گئے اور آنکھیں بند کر لیں حاضرین نے سمجھا کہ دوا کے اثر سے نیند آگئی۔ سول سرجن مناسب ھدایات کر کے رخصت ہوا اس کا جانا تھا کہ آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور حاجی صاحب سے فرمایا خبردار آئندہ اس ڈاکٹر کو یہاں مت بُلانا یہ مجھکو شراب پلانا چاہتا تھا دیکھو وہ تمام گلاس پلنگ کے نیچے بکھرا ہوا پڑا ہے حق تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے مجھے اس بلا سے بچایا اور اس نجس دوا کا ایک قطرہ بھی میرے منہ میں نہیں گیا تمام حاضرین یہ دیکھکر حیرت زدہ رہ گئے کہ آپ نے کس طرح دوا کو پھینکا کہ پورے مجمع میں سے کسی کو بھی کچھ پتہ نہ چلا۔ غرض ایک ماہ سے زائد تک مولانا ایسی ہی شدت تکلیف میں مبتلا رہے۔ ایک روز آپ نے حضرت حاجی صاحب سے فرمایا کہ لو حاجی صاحب انشاء اللہ تعالیٰ ہم کل اچھے ہو جائیں گے۔ آپ صرف یہ کرنا کہ صبح نماز ذرا اوّل وقت پڑھکر فوراً آجانا اور مکان کو ہر طرف سے اچھی طرح بند کر دینا کہ کوئی نہ آنے پائے حکیم ظہور الدین (صاحب ظہور علیم) کی والدہ ماجدہ یعنی حضرت مخدومہ اہلیہ صاحبہ حضرت مولانا رحمتہ اللہ علیہ) کو کسی حیلے سے نیچے بھیجدینا اور زینہ کی زنجیر لگادینا کہ واپس نہ آسکیں بس پھر ہم اور آپ دونوں خوب کھیلیں گے کودیں گے اور میں اچھا ہو جاؤنگا۔ میری صحت اور بقاء بلکہ ترقی مدارج علیا کا راز اسی میں مضمر ہے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تم سب نہایت پریشان اور میری صحت وحیات سے قطعاً ناامید ہو چکے ہو مگر انشاء اللہ تعالیٰ کل آپ لوگوں کو خدائے قادر کی عجیب وغریب قدرت کا مشاہدہ ہو جائے گا اور یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی کی تفسیر اچھی طرح معلوم ہو جائے گی۔ حاجی صاحب نہایت خوش ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے یہ غلام تو ہر وقت حاضر خدمت حضور والا ہے اور ہر امر وارشاد کی بجا آوری

Marfat.com

کو اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ کل عجب شان کے ساتھ آتی ہے۔ راحت و رحمت ساتھ لاتی ہے۔ اُدھر حضرت حاجی صاحب نماز کے لیے مسجد میں تشریف لیجاتے ہیں اِدھر مولانا رح پر ایک وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے ھُوْ کے ساتھ ایک چیخ نکلتی ہے جس کی آواز سے قرب و جوار کے سب خبردار ہو جاتے اور بے تحاشا دوڑے چلے آتے ہیں تمام گھر کے آدمی اور تیماردار جمع ہو جاتے ہیں اور مولانا کو عجیب حالت میں پاتے ہیں کہ آپ نئی نئی حرکات کر رہے ہیں اور دمادم الا اللہ کی ضربیں لگا رہے ہیں۔ عجیب طرح سے کھیل رہے ہیں تمام حاضرین کو کامل یقین ہو گیا کہ آپ کو سرسام ہو گیا اور یہ جنون کا دورہ ہے اور وقت آخر ہے تمام حاضرین نے متفق ہو کر آپ کو پلنگ پر ڈال کر ہاتھ باندھ کر بے قابو کر دیا مولانا نے چاہا تھا کہ اس حالت میں سوائے حاجی صاحب کے جو محرم اسرار تھے اور کوئی عزیز قریب بھی نہ ہو سکے لیکن وماتشاءون الا ان یشاء اللہ رب العلمین ابھی اس ابتلا کی تکمیل میں بے کسی اور بے بسی کے منظر کی کمی باقی تھی وہ حضرت حاجی صاحب کی موجودگی میں کیسے ظہور پذیر ہو سکتی تھی اس لیے مشیت الٰہی کو منظور یہ تھا کہ سب موجود ہوں مگر اس موقعہ پر حاجی صاحب نہ ہوں بلکہ انکے لیے راستہ بند ہو۔ چنانچہ حاجی صاحب نماز فجر پڑھکر فوراً واپس تشریف لائے تو مکان پر مجمع دیکھا اور راستہ بند تھا۔ اسی حالت میں آپ نے حضرت حاجی صاحب کو نہایت زور سے آواز دی کہ حاجی مولا بخش کہاں ہیں ان کو تاکید کر دی تھی کہ نماز پڑھکر فوراً آئیں اور کہیں نہ جائیں۔ یہ آواز حضرت حاجی صاحب نے باہر مسجد سے سُنی تھی اور فوراً دوڑے دیکھا کہ مکان کے لوگوں نے ہر طرف سے راستہ بند کر رکھا ہے۔ حاجی صاحب بیتاب تھے اور جس طرح بن پڑا پوری قوت و ہمت صرف کر کے مولانا کی خدمت میں پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھا صاحب

Marfat.com

آپ کی غیر حاضری میں ہمارا کیا حال بنا دیا گیا حاجی صاحب نے دیگر تیمار دار و اعزا کی مخالفت کی پرواہ نہ کی اور فوراً ہاتھ پاؤں کھول دیئے۔ آپ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ کون کہتا ہے کہ مجھ کو جنون ہے۔ کون کہتا ہے کہ مجھکو مالیخولیا ہے یا سرسام ہے۔ جس کا دل چاہے میرے سامنے آئے اور جس قسم کی چاہے گفتگو کرے اور جو دل چاہے دریافت کرے۔ یہاں کی تو یہاں کی چاہے وہاں کی باتیں پوچھے۔ اس وقت حضرت کا کچھ اور ہی رنگ تھا۔ حجابات ظاہری سب اٹھے ہوئے تھے انکشاف مغیبات بدرجہ کمال تھا۔ جملہ علوم لدنی و اکتسابی کے متعلق بدرجہ اتم شرح صدر ہو چکا تھا۔ چنانچہ کرنال کے بعض اہل علم حضرات نے کچھ مسائل دینیہ پیش کئے اور خواہش کی کہ ان پر جرح تقریر فرمائی جائے۔ حضرت نے ان پر ایسی باوضاحت بلیغ تقریر فرمائی کہ ہر شخص جزاک اللہ و مرحبا پکار اٹھا۔ بعض نے کچھ اعتراضات پیش کئے جن کے آپ نے دندان شکن جوابات دیئے۔ غرض کہ ہر ایک قائل ہو گیا کہ آپ کا کلام علم ظاہری و اکتسابی سے بالاتر ہے اور یہ کہ سرسام و جنون کا خیال غلط تھا۔ آپ کا وہ ارشاد کہ "ہم کل اچھے ہو جائیں گے" پورا ہوا اور تمام حکماء و ڈاکٹر صاحبان غریق حیرت ہو کر رہ گئے جب کہ تمام کرب و بے چینی اور شدید تکلیف سب دفعتہً ختم ہو گئی اور اندمال زخم شروع ہو گیا۔ کیونکہ سب ڈاکٹر و اطباء اس پر متفق تھے کہ اس مہلک مرض سے آپ کا جانبر ہونا ناممکن ہے۔ حضرت مولانا نے فرما دیا تھا صرف چالیس روز تک ہر بات اور سوال کا جواب دیا جا سکیگا۔ جس کا جو کچھ دل چاہے سوال کر لے اس کے بعد جواب نہ دیا جائے گا۔ چنانچہ اس عرصہ میں بہت لوگوں نے دقیق سوالات کئے اور جواب باصواب سے مطمئن ہوئے بہت سے لوگوں نے بعض بزرگوں کی نسبت یہ

Marfat.com

باطنیہ کے متعلق سوالات کیے جن کے صحیح جوابات پائے۔ ایک شخص نے ایک بزرگ صاحب کی نسبت دریافت کی آپ اس طرف متوجہ ہوئے فوراً ایسی حالت طاری ہوئی کہ آپ بہت زیادہ اونچے اچھلے اور بلند ہوکر آہستہ سے زمین پر آرہے آپ نے اس کے بعد فرمایا کہ اُن کی نسبت برقی ہے۔ یہ نسبت ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔ آپ جس بزرگ کی نسبت کی طرف توجہ فرماتے تھے اس کا عکس اپنی پوری کیفیت کے ساتھ آپ کے قلب منور پر منجلی ہوتا تھا۔ ایک صاحب نے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی نسبت دریافت کی آپ نے فرمایا کہ حضرت مولانا کی نسبت بہت زیادہ قوی اور تیز رفتار ہی ہے۔ بعض صاحبان نے سوال کیا کہ حضرت خواجہ بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ حقیقتہً کہاں مدفون ہیں، کرنال میں یا پانی پت میں؟ آپ اس طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ دیکھو کرنال میں بیٹھے ہیں۔ بعض صاحبان نے سوال کیا کہ روئے زمین میں سب سے اونچی کس کی نسبت ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ لاہور میں ایک درویش ہیں جن کا دینا شاہ نام ہے۔ اُن کی نسبت سب سے بلند ہے۔ اُن سے لوگوں کو فیض بہت کم پہنچے گا یعنی صرف ڈھائی آدمی کو دو مرد اور ایک عورت کو۔

آپ کی تصنیف "الختم الکامل" جس کا تذکرہ اوپر کیا گیا ہے ایک زندہ کرامت اور اسی زمانہ کی یادگار ہے اس کتاب میں بطور استشہاد کتب تفسیر واحادیث وفقہ کے بہت سے حوالے منقول ہیں اور بعض عبارات تو بقدر ایک ڈیڑھ صفحہ کے طویل ہیں یہ سب بغیر دیکھے زبانی لکھائی ہیں چونکہ اس کیفیت کا غلبہ تھا اس لئے متوجہ ہوتے ہی سب مضمون پیش نظر ہوتا تھا کتاب دیکھنے کی حاجت ہی نہیں تھی۔ بعد میں احتیاطاً کتابیں لے کر مقابلہ کیا گیا ہے تو سب ہو بہو تھا مطلق تفاوت نہ تھا۔

Marfat.com

اور بھی ایسے طویل واقعات ہیں کہ ایک ہی واقعہ کے سلسلہ میں حضرتؒ کی متعدد کرامتیں ثابت ہوتی ہیں۔ کرامت کے بارے میں یہ امر قابل گذارش ہے کہ خارق عادت یعنی خلاف عادت عامہ کا صدور بعض اوقات تصرف روحانی وغیرہ کا نتیجہ ہوتا ہے جو صاحب خرق عادت سے صادر ہوتا ہے۔ اور کبھی تصرف نقطہ بخت کا ہوتا ہے جس کا تذکرہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے ہمعات میں کیا ہے جس کا نہایت نفیس ترجمہ مسمی بہ قطرات حضرت مولانا محمد عبداللہ شاہ صاحب قدس سرہٗ صاحب تذکرہ نے فرمایا ہے اور بعض اوقات خرق عادت بغیر صاحب خرق کے اختیار کے صرف من جانب اللہ ظاہر ہوتا ہے۔ پہلی قسم جو از قسم تصرفات ہے۔ اس کو بعض اکابر نے کرامت نہیں سمجھا ان کے نزدیک خرق عادت کا اطلاق اس پر صحیح ہے مگر کرامت کا نہیں۔ کرامت وہی ہے جو محض منجانب اللہ صادر ہو جو اس ولی کی ولایت کے لئے دلیل ہو گی۔ جس طرح معجزہ دلیل نبوت ہوتا ہے بہرکیف جو بغیر صاحب کرامت کے صنع اور تصرف کے ظاہر ہو اس کے کرامت یا کرامت کی اشرف نوع ہونے میں کوئی شبہ نہیں بعض حالات ایسے ہوتے ہیں جن کا ظاہر مشابہ ہوتا ہے تصرف سے مگر درحقیقت تصرف نہیں ہوتا۔ چنانچہ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

و اولیائے کہ صاحب علم و کشف اند جائز ہست کہ بر بعضے از خوارق خود اطلاع پیدا نہ کنند بلکہ صور مثالیہ ایشاں را در امکنہ متعددہ ظاہر سازند و در مسافات بعیدہ کارہائے عجیبہ و غریبہ از آں صور بظہور آرند کہ صاحب آں صور را

اور جو اولیا کہ صاحب علم و کشف ہیں جائز ہے کہ ان کو بعض خوارق پر اطلاع نہ ہو بلکہ اُن کی بعض مثالی صورتوں کو مختلف مقامات میں ظاہر کر دیا جائے اور دور دراز مسافتوں میں عجیب و غریب کام ان صورتوں سے ظہور میں لاتے ہیں کہ جس کی وہ

Marfat.com

از انہا اصلا اطلاع نیست الخ دفتر اوّل حصّہ سوم مکتوب ۲۱۶	صوفیوں ہیں اس کو ان کاموں کی اطلاع نہیں ہوتی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ کام بعض اوقات تکوینی ہوتے ہیں یعنی تدبیر عالم کے متعلق اور بعض اوقات تشریعی ہوتے ہیں جن کا تعلق ہدایات خلق سے ہے اور بدیہی ہے کہ قسم ثانی نیابت انبیاء ہے جو اشرف و اعلیٰ ہے۔ جملہ خدمات سے اور غایت قبولیت کی دلیل ہے۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ حضرت مولانا قدس سرہٗ کا قابل تحریر ہے ایک مرتبہ آپ ذکر میں مشغول تھے اور حسب قاعدہ قلب سے دوش تک لا کو کھینچتے ہوئے اور وہاں سے الٰہ کو وسط تک پہنچا کر الا اللہ کی ضرب دل پر لگاتے تھے۔ اس میں سر ہلتے ہوئے دیکھ کر ایک صاحب نے جو اس طرف سے گزرے تمسخر کیا اور یہ کہتے ہوئے گزر گئے کہ یہ گردن گھمانا کیسا اگر ذکر کرنا ہے تو لا الہ اللہ پڑھتے رہیں۔ آپ کو مشغولیت میں کچھ بھی احساس نہ ہوا کہ کون آیا اور کیا گفتگو کی۔ دوسرے دن ان صاحب کے اقرباء ان کو لیکر آئے اُن کی حالت غیر تھی اور حضرت سے نہایت اصرار کیا کہ ان کو بیعت کر لیجئے اور جو گستاخی ان سے ہوئی وہ معاف فرما دیجئے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ رات آپ تشریف لائے آپ نے الا اللہ کی ایک ضرب میرے دل پر لگائی۔ جس سے مجھ پر بیخودی کی حالت طاری ہو گئی۔ ان کے اعزا نے بیان کیا کہ سر دے دے کر مارتے تھے بمشکل سنبھالا جاتا تھا پھر جب یہ حالت فرو ہوتی تھی تو پھر یہی محسوس ہوتا تھا کہ آپ نے تشریف لا کر پھر الا اللہ کے ساتھ ایک ضرب دل پر لگا دی اور پھر وہی حالت عود کر آتی تھی اسی حالت میں تمام شب گذر گئی آپ نے ان کو بیعت فرمایا اور ان کا حال درست ہو گیا۔ فرمایا کہ مجھ کو نہ ان کے آنے کی خبر ہے نہ تمسخر کی اطلاع۔ اور نہ میں نے از خود ایسا کوئی تصرف کیا

Marfat.com

جو کچھ بھی ان کے ساتھ معاملہ ہوا۔ منجانب اللہ ہی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے آپ کو تعبیر رؤیا کا ملکہ عطا فرمایا تھا آپ کی تعبیرات اور ان کے اسی طرح مطابق ارشاد ظہور پذیر ہونے سے لوگ متحیر ہو جاتے تھے۔ ابتدائی زمانہ میں تو آپ بھی تعبیر خواب عام اصول کے ماتحت دیتے تھے لیکن آخر میں آپ کا حال یہ تھا کہ تعبیر خواب متشکل ہو کر سامنے آجاتی تھی آپ کے تصرفات قوی تھے۔ اس کی شواہد اور بہت سے عظیم واقعات کو یہاں تحریر نہیں کیا گیا۔

بپایاں آمد ایں دفتر حکایت ہمچناں باقی۔

اولاد امجاد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں سب سے بڑے صاحبزادے جناب حکیم ظہور الدین صاحب مدظلہم کرنال کے معتبر اور صاحب اصحاب میں سے ہیں آپ کی پیدائش ۱۲۹۰ھ کی ہے۔ اس حساب سے موجودہ عمر آپ کی ۶۳ سال ہے اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ دائم و قائم رکھے آپ نے بھی کتب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے تحصیل کیں اور بذریعہ مطب خدمت خلق اللہ میں مشغول ہیں۔ آپ کے تین صاحبزادے جناب حکیم محمد مظفر حسن صاحب اور جناب حکیم راغب حسن صاحب اور جناب حکیم محمد محمود حسن صاحب اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بابرکت خاندان کے ساتھ ہمیشہ اپنی رحمت شامل حال رکھے حضرت حکیم صاحب کے صاحبزادے اور بھی تھے اظہار الدین اور مرغوب احمد رحمہما اللہ۔ اول الذکر کا تو صغر سنی ہی میں انتقال ہو گیا اور مولوی مرغوب احمد صاحب نے بعالم جوانی ہی عالم جاودانی کی راہ لی صرف ۲۶ سال عمر ہوئی اللہ تعالیٰ فردوس کے اعلیٰ مقامات عطا فرمائے۔ مرحوم ذکی الطبع عالم تھے طبیہ تعلیم بھی طبیہ کالج دہلی میں باقاعدہ حاصل کر چکے تھے اور نہایت صالح تھے ندوۃ العلماء کے فارغ التحصیل و حافظ قرآن تھے۔ ان کے ایک صاحبزادے تھے جن کا بعالم جوانی انتقال ہو گیا ان کا نام مقصود احمد تھا مشکوٰۃ تک تعلیم پا چکے تھے

Marfat.com

طاعون میں وفات ہوئی۔ اور دو صاحبزادیاں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ طویل عمر بخشے۔ اور صلاحیت و تقویٰ کی دولت سے مشرف فرمائے۔ اور اولادِ اناث میں حضرت رحمۃ اللہ کے ۳ صاحبزادیاں بقیدِ حیات ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و خدام کی تعداد ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں ہزاروں ہیں ان میں سے جو صاحبان ارشاد و خلفاء ممتاز ہیں ان کے اسمائے گرامی مع مختصر تعارف تحریر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے تفصیلی حالات تحریر کرنے سے تنگیٔ مقام مانع ہے۔

خلفاء: حضرت مولانا رحمۃ اللہ کے خلیفہ اول اور جانشین عمدۃ الاصفیاء حضرت حاجی مولا بخش صاحب مدت فیوضہم ہیں[۵]۔ جن کا نام نامی بضمن تذکرہ

[۵] حضرت حاجی صاحب مد فیوضہم یگانۂ روزگار اور یادگار سلف اکابر میں سے ہیں اس وقت آپ کی عمر شریف نوّے [۹۰] سال کے قریب ہے۔ ابتدائے عمر سے جاذبۂ حقیقت آپ کے قلب میں موجزن رہا ہے اور بہت سے بزرگوں کی صحبت و زیارت کا اسی سلسلہ میں آپ کو شرف حاصل ہوا۔ آپ کے قدیم وطن شاہ آباد میں ایک کبیر السن بزرگ تھے جو کہ حضرت شاہ مادھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے نام سے مشہور تھے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے کامل مکمل اور نہایت عالی نسبت بزرگوں میں سے تھے۔ حضرت حاجی صاحب مدظلہم نے ابتداءً آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور آپ کے الطاف و توجہات سے مستفیض ہوتے رہے لیکن تکمیل باطن حق تعالیٰ نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے مقدر کی تھی اس لئے حضرت شاہ مادھو صاحب اور آپ کے بعد دوسرے بزرگوں نے اُسی کی طرف رہبری کی۔ اس لئے برسوں تک آپ حضرت مولانا کی جستجو میں سرگرداں رہے بالآخر قدرت کی دستگیری سے آپ اس چشمۂ فیوض پر پہنچے اور خوب سیراب ہوئے۔

حضرت شاہ مادھو صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ نما علی صاحب قدس اللہ سرہ ۱۵ ...

Marfat.com

حضرت اقدس متعدد بار تحریر ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا ظل ہمایوں ہم خدام پر قائم رکھے آپ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب اسرار خلفاء میں سے ہیں عمر کا بڑا حصہ آپ کی معیت میں گذارا ہے۔ نادر الوجود مقبولین میں سے ہیں فی زمانہ اس پایہ کے بزرگ شاذ و نادر ہیں آپ کا اصل وطن شاہ آباد ضلع کرنال ہے۔ لیکن اقامت مستقلاً کرنال رہی اور اب بھی وہیں آستانہ شیخ پر ہی رونق افروز ہیں تجرید و تفرید کا آپ پر غلبہ ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے نکاح نہیں کیا۔ خدام و متوسلین ہزاروں ہیں جن میں کا ایک ادنیٰ غلام یہ مترجم بھی ہے۔ آپ کی ذات والا صفات درویشی کی صحیح تفسیر ہے آپ کے عجیب حالات ہیں تو انشاء اللہ العزیز حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تحریر کئے جائیں گے۔ دوسرے خلیفہ آپ کے جناب مولانا مولوی خزینہ صاحب سرحدی تھے آپ نے کتب احادیث حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ اس کے بعد سلوک میں بھی حضرت رح ہی کے مبارک ہاتھوں پر تکمیل ہوئی تیسرے خلیفہ حضرت شاہ غلام محی الدین صاحب تھے حضرت نے آپ کو غلامی شاہ سے ملقب فرمایا تھا آپ پنجاب قریب سرحد کے رہنے والے تھے آپ کی وفات کرنال ہی میں ہوئی۔ چوتھے خلیفہ حضرت شاہ رکن الدین صاحب تھے جو تحصیل کرنال کے رہنے والے تھے اکثر ابتداءً غلبہ حال میں مکان کے گرد گھومتے رہتے تھے ایک مدت تک نقاب پوش رہے۔ پانچویں خلیفہ آپ کے حضرت مولانا رحیم بخش صاحب تھے آپ کا اصل وطن ساڈھورہ ضلع انبالہ تھا بعدہٗ کھارون تحصیل جگادھری میں اقامت گزیں ہوئے اولاً آپ عارف باللہ حضرت سائیں توکل شاہ

(بقیہ صفحہ ۱۳۷) کے خلفاء میں سے تھے جو حضرت شاہ ابو سعید نور اللہ مرقدہٗ کے خلیفہ تھے اور وہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس اللہ سرہ خلیفہ اعظم حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے ۱۲ منہ

Marfat.com

انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت رکھتے تھے آپ کے ارشاد سے حضرت مولانا سے شرف ارادت حاصل کیا اور مشرف بخلافت ہوئے۔ چھٹے خلیفہ آپ کے پیر جی مراتب علی صاحب تھے جن کا وطن مبارک پکھل ہے۔ ساتویں خلیفہ آپ کے حضرت حافظ ابو علی صاحب تھے ملقب بہ خوشبو علی ہیں صاحب خوارق و مقامات جلیلہ ہیں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے خاص انس تھا ایک عرصہ تک آپ پر جذب کا غلبہ رہا اس حالت میں مختلف مقامات پر گشت کرتے رہے پھر سلوک میں آگئے اب ایک عرصہ سے قریہ چھت میں قیام فرما ہیں یہ متبرک مقام بنور سے قریب ہے جو حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب کی وجہ سے کافی شہرت رکھتا ہے۔ یہ قریہ ریاست پٹیالہ کے مضافات میں سے ہے اصل وطن آپ کا ایک موضع مسمے کھر ڑ ہے جو انبالہ کے مضافات میں سے ہے اللہ تعالےٰ آپ کا سایہ تا دیر قائم رکھے۔ راقم الحروف پر شفقت فرماتے ہیں۔

وفات اولیاء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی وفات ظاہر بین نگاہوں میں موت ہوتی ہے لیکن چشم حقیقت بین سے دیکھئے تو موت نہیں بلکہ یہ توجیات واجبا کا ایک اعلیٰ مرتبہ ہے ؎

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ⁂ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اللہ تعالیٰ نے آپکو یہ بقائے دوام کا مرتبہ بروز یکشنبہ ۲۱ شوال ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۲۴ء کو عطا فرمایا محبی جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب مرحوم نے آپ کی وفات متعلق کچھ اشعار نظم کئے تھے اس میں سے دو شعر مناسب مقام لکھتا ہوں ؎

روز یکشنبہ بس نصف النہار ⁂ روح قدسی رفت نزد کردگار

روح پاکش داخل خلد حسن ⁂ شد برحم منت رب زمن

۱۹ ، ۲۴ ⁂ ۱۳ ، ۴۲

اس شعر کے مصرع اول سے سن عیسوی اور مصرع ثانی سے سن ہجری نکلتا ہے

(اشتیاق احمد عفی عنہ ۱۳۵۰ھ مطابق ۱۹۳۰ء)

Marfat.com

معروضہ بالا حالات میں سے بہت سے حالات ایسے ہیں جو برادر محترم مولانا طفیل احمد صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ کی اعانت سے منضبط کیے گئے تھے، مزید حالات جو احقر کے عرض کرنے پر موصوف نے ارسال فرمائے بقید تحریر لانے سے پہلے ازدیاد بصیرت کے لئے مختصراً ان عزیز کے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلق کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ذیل میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سبقت علی الخیر اور عالی ظرفی کا حال ظاہر ہوگا۔

مولانا طفیل احمد صاحب عنفوان شباب سے آخر عہد تک حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے قریب تر رہے ہیں۔ اخ محترم جناب حاجی نظام الدین سلمہ اللہ کے توسط سے جبکہ وہ اسکول کے چھٹے درجہ میں پڑھ رہے تھے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ اس طرح تعلیم کے ساتھ ساتھ ذکر و شغل بھی جاری ہوگیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ان کا شمار حضرت کے مخلصین میں ہونے لگا۔

ان کی دنیاوی تعلیم حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہی کے زیر تربیت علیگڑھ میں ہوئی اور بعد وفات دینی تعلیم دیوبند میں ہوئی علی گڑھ کی تعلیم کے تمام کے اخراجات حضرت رحمۃ اللہ ہی نے برداشت فرمائے۔

دیوبند کی تعلیم کے خرچ اخراجات موصوف نے ٹیوشنوں کے ذریعہ خود پورے کئے مہتمم مدرسہ کے بار بار اصرار پر بھی انہوں نے مدرسہ سے کوئی امداد یا وظیفہ نہیں لیا۔ کارخانۂ قدرت عجیب اور محیر العقول ہے۔ ہر فرد کی تخلیق ایک خاص مقصد کے تحت ہوتی ہے جس کی طرف قدرت الٰہی اسباب تکوینی کے ماتحت اسکو بہت سے اطوار و ادوار سے گذارتی ہوئی پہنچاتی ہے اگذرنے والے کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ اس کو کس منزل کی طرف لیجایا جارہا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب

Marfat.com

انسان ایک حال سے دوسرے حال کی طرف یا ایک مقام سے دوسری مقام کی طرف منتقل ہوتا ہے تو ظاہری طور پر جو سبب اس کا محرک نظر آتا ہے وہ مکروہ اور تکلیف دہ ہوتا ہے مگر قادر مطلق کی مشیت خارزار جنگلوں سے گذار کر کسی نہ کسی سبب ظاہری کے واسطے سے اس منزل پر پہنچا کر رہتی ہے جو اُس کے مقصد تخلیق کو پورا کرنے والی ہوتی ہے عسٰی اَن تکرھوا شیئًا وّھو خیر لکم اس کے بعد اگر وہ اہل بصیرت ہے تو سمجھ لیتا ہے کہ مشیت الٰہی نے اس گلزار پر بہاریں داخل کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ اور پھر راہ گذشتہ کی تکالیف کو بھی اس راحت کا مقدمہ سمجھ کر دل سے اسکا شکر بجا لاتا ہے۔ الغرض ان محترم بزرگ کو بھی بہت سے احوال سے گذرنا پڑا تحصیل علم سے فراغت کے بعد بھی دیوبند میں قیام جاری رہا۔ یہ زمانہ بھی لوجہ اللہ خدمت مسلمین میں بسر ہوتا رہا ہے بہت سے لوگوں کو تعلیمی لائن میں آگے بڑھانے میں مدد پہنچاتے رہے۔ اسی دور میں دارالعلوم دیوبند میں ناظم محاسبی اور دوسرے دفتر کے عہدہ پر بحیثیت ملازمت کام کرتے رہے یہ سلسلہ بھی آپ نے لوجہ اللہ اختیار کیا۔ تنخواہ کے نام سے جو کچھ ملتا تھا اس کو اپنے ذمہ قرض قرار دیا اور جب ایک عرصہ کے بعد حق تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمادی تو جو کچھ دارالعلوم سے برسم مشاہرہ آپ کو ملا تھا اس کو دفتر کے حسابات دیکھکر آنہ اور پائی سے ادا کر دیا دارالعلوم دیوبند کی پوری سابقہ تاریخ اس کی مثال سے خالی ہے۔

راقم الحروف سے اس سے برسوں پہلے سے روابط محبت اس درجہ پہنچ گئے تھے کہ گویا ہم دونوں ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں اسی بنا پر آپ نے کو اپنا وطن قرار دے لیا تھا۔ اس زمانہ میں احقر سے فرمایا کہ میں نے شروع ہی سے نیت اس خدمت مدرسہ سے ملازمت کی نہیں ہے جو کچھ تنخواہ مجھے مل رہی ہے وہ بذمہ اوپر قرض سمجھ رہا ہوں جو بضرورت لے لیتا ہوں مگر یہ سب انشاء اللہ ادا کر دونگا۔

Marfat.com

اس قسم کے احوال میں معمولات طریقت جن پر حضرت مولانا عبداللہ شاہ قدس اللہ سرہ کی صحبت بابرکت و نظر کیمیا اثر سے استقامت ہو چکی تھی جاری رہے پھر حق تعالیٰ کے فضل سے آپ بیعت و ارشاد کی اجازت سے بھی مشرف ہو گئے۔ چند سال کے بعد ۱۹۴۷ء کے انقلاب سے ملک ہند دو حصوں میں تقسیم ہوا اس زمانہ میں آپ کا قیام دہلی میں تھا آپ بھی ہجرت کر کے پاکستان پہنچ گئے اور کراچی میں قیام کیا اور اس کی ایک ملحقہ بیرونی بستی مواچھ میں مقیم رہ کر سلسلہ بیعت و ارشاد حسب طریق اکابر سلف جاری کر دیا۔ یہ بستی آپ کے وجود باوجود کی برکت سے "مجاہد آباد" کے نام سے موسوم ہو گئی ہے۔ الحمد للہ کہ متوسلین کی تعداد روز افزوں ہے ذکر اللہ و درود شریف کی مجالس منعقد رہتی ہیں اور بہت اچھے ضبط و نظم کے ساتھ یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس کے ساتھ ایسے لوگوں جو انگریزی تعلیم کے اثرات سے متاثر ہو کر اسلام سے بیگانہ ہو چکے ہیں ان کو راہ راست پر لانے کی مساعی جاری رہتی ہیں۔ آپ کے زیر سرپرستی ایک مجلہ پندرہ روزہ جس کا نام یقین انٹرنیشنل انگریزی زبان میں کئی برس سے شائع ہو رہا ہے وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کی جملہ خدمات قبول فرمائے اور قوت و توفیق مزید عطا فرمائے۔ ایسے مخلصین فی زمانہ نادر الوجود ہیں جو معمولی و ادنیٰ درجہ کے گذارے پر اکتفا کرتے ہوئے مقصد زندگی خدمت اسلام کو قرار دیئے ہوئے ہوں۔ اب مولانا طفیل احمد صاحب کے ارسال فرمودہ حالات و مشاہدات کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے :۔

پچھلے زمانہ میں علم بڑی مشقت سے حاصل کیا جاتا تھا حضرت مولانا فتح محمد صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ جو قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کے خلیفہ اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے تایا زاد بھائی اور عمر میں بڑے تھے دیوبند سے دونوں حضرات دہلی پہنچے تاکہ حضرت مولانا نواب قطب الدین صاحب

Marfat.com

قدس سرہ مصنف مظاہر حق شرح مشکوٰۃ اور وہاں کے دوسرے مشہور اساتذہ سے اکتساب علم کریں لیکن بسر اوقات کا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ تو حضرت مولانا فتح محمد صاحب چونکہ جسمانی قویٰ مضبوط رکھتے تھے وہ مزدوروں کے ساتھ مل کر سڑک کی روڑی کوٹنے لگے اور حضرت مولانا عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ نے کتابت کی تصحیح کا کام شروع کر دیا۔ دونوں کے مصارف یکجائی تھے۔ اس طرح بسر اوقات اور تحصیل علم کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اس دور میں تحصیل علم کے ساتھ اضطراری طور پر تزکیہ نفس بھی ہوتا رہتا تھا جس کو طلبہ علم دین خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے افسوس ہے آج کا دور بے برکت اس نعمت سے خالی ہے۔ مراد آباد کے زمانہ قیام دو سال میں دونوں بزرگوں نے صرف ایک ایک روٹی فی وقت یعنی دو روٹی یومیہ وقت پر گذارا کیے۔ یہ زمانہ قحط سالی کا تھا، دو برس اسی تنگی میں بسر ہوئے۔

مراد آباد سے فارغ ہو کر آپ سہارنپور تشریف لے گئے۔ جہاں پر حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ درس حدیث دیا کرتے تھے۔ یہ اپنے زمانہ کے نادر علماء اور مشہور اساتذہ میں سے تھے جن سے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہما نے بھی استفادہ کیا تھا۔ آپ کے درس میں حضرت مولانا محمد امیر باز خاں رحمۃ اللہ نے بھی مدت العمر شرکت کی ہے اور دورہ میں شریک ہوتے رہے ہیں۔ جب حضرت مولانا عبداللہ شاہ رحمۃ علیہ نے دورہ میں شرکت کی تو اپنی ذہانت اور علم کی وجہ سے تمام طلباء سے آگے ہو گئے۔ دستور کے مطابق دورہ کا ایک طالب علم عبارت پڑھتا تھا اس کے بعد استاد تقریر فرماتے تھے۔ مولانا عبداللہ شاہ صاحب پڑھنے والے طالب علم پر بار بار گرفتیں کرتے تھے اس لئے قرات کے لئے آپ ہی کو مقرر کر دیا

Marfat.com

گیا۔ علم اور ذہانت کی وجہ سے حضرت مولانا محمد امیر باز خاں صاحبؒ کو آپ کی کافی تعلق پیدا ہو گیا تھا۔

آپ کے اوپر اُس زمانہ میں علم ظاہر کا اس درجہ غلبہ تھا کہ سب کچھ اسی کو سمجھے ہوئے تھے۔ ایک مجذوب سہارنپور کی جامع مسجد کے چوک میں پڑے رہتے تھے۔ جب حضرت مولانا احمد علی صاحب یا مولانا محمد امیر باز خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہما ان کے پاس سے گذرتے تھے تو وہ مجذوب سکڑ جاتے تھے اور اپنا ستر چھپانے کی کوشش کرتے تھے (حضرت مولانا محمد امیر باز خاں صاحبؒ اس وقت منازل سلوک طے کر چکے تھے اور حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو خلافت عطا کر دی تھی) لیکن جب مولانا عبد اللہ شاہ صاحب یا اور کوئی طالب علم ان مجذوب کے پاس سے گزرتے تو وہ اُسی طرح پڑے رہتے۔ ان مجذوب کی اس کیفیت پر مولانا عبد اللہ شاہ بہت خفا ہوتے اور ان سے کہا کرتے کہ مولانا محمد امیر باز خاں صاحب میں کیا بات ہے جو ان کو دیکھکر تم ٹھیک ٹھاک ہو جاتے ہو لیکن جب ہم آتے ہیں تو اسی طرح پڑے رہتے ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد امیر باز خاں رح کے توسط سے آپ کو علم باطن سے بھی نوازا اور سلوک کی اعلیٰ مقاموں تک پہنچایا۔

دورہ حدیث میں ایک مرتبہ یہ صورت پیش آئی کہ مولانا عبد اللہ شاہ رح کو کچھ دیر ہو گئی جس کی وجہ سے حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولوی عبد اللہ کا انتظار کر لو ورنہ وہ آکر پھر سبق کو لوٹائیگا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ تشریف لائے تو حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ آپ پر بگڑ گئے اور دیر میں آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے عرض کیا! حضرت میں تو مکان سے وقت پر چلا تھا لیکن راستہ میں ایک شخص بزرگ صورت دراز ریش عالمانہ لباس میں

Marfat.com

اس نے کہا! مولوی عبداللہ کیا معقول تیرے لئے کافی نہ تھا جو اب منقول پڑھنا شروع کر دیا۔ تو تو خود بہت بڑا عالم ہے اب منقول پڑھکر کیا مُلّا بنے گا۔ میں اُس کی طرف دیکھنے لگا کہ عالم ہو کر یہ کیا بات کہہ رہا ہے۔ میں نے اس سے صرف یہ کہا کہ میں یہ بات اپنے اُستاد سے ذکر کروں گا اور پھر آپ کو جواب دوں گا۔ میرے اس کہنے پر وہ بہت ناراض ہوا اور مجھ کو بُرا بھلا کہتا ہوا چلا گیا۔

یہ تمام واقعہ سُن کر حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ نے مراقبہ فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب سر اُٹھایا تو ارشاد فرمایا مبارک ہو مولوی عبداللہ! تو بہت بڑا عالم ہوگا حافظ ہوگا۔ قاری ہوگا۔ درویش ہوگا۔ حاجی ہوگا۔ تاجر ہوگا۔ صاحب خدمات میں سے ہوگا۔ گویا جو اوصاف اور انعامات اللہ جل شانہٗ نے آپ کو آخر عمر تک عطا فرمائے حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ نے اس وقت ان سب کو ایک ایک کر کے گنوایا اور فرمایا وہ شخص ابلیس تھا جو مجسم ہو کر تیرے پاس آیا تھا۔ جن درجات اور مقامات پر تم فائز ہونے والے ہو اس میں رخنہ ڈالنا چاہتا تھا۔

دورہ حدیث کے زمانہ میں حضرت مولانا محمد امیر بازخانؒ آپ کی ذہانت اور علم سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت ایک مولوی عبداللہ ہیں اگر وہ ہمارے سلسلہ میں داخل ہو جائیں تو سلسلہ کو بڑی ترقی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا میرے چاند! مولوی عبداللہ ہی سلسلہ میں داخل ہوگا۔ اب اس کے لئے ظاہری اسباب پیدا ہونے شروع ہوئے۔ مولانا محمد امیر بازخان صاحب کے فرمانے پر آپ کو حضرت شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے حالات کا علم ہوا اور ان کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا جس کی کیفیت بالاجمال اس کتاب کی ابتداء میں آپ نے خود تحریر فرمائی ہے۔

Marfat.com

اب مولانا عبداللہ شاہ سلوک طے کر رہے تھے۔ اکثر جلال آباد آنا جانا تھا۔ ایک مرتبہ جلال آباد سے ذکر میں مشغول اور محو پیدل آرہے تھے۔ جب ندی آگئی تو گھاٹ کی جستجو کے بغیر ہی اس میں داخل ہوئے اور غوطے سے پانی میں ڈوب گئے تھوڑی دیر کے بعد اپنے آپ کو ندی کے دوسرے کنارے پر کھڑا پایا۔ اب تو دماغ چکر کھانے لگا۔ سوچنا شروع کیا کہ میں تو ندی میں ڈوب گیا تھا پھر نکلا کیسے اور اگر ڈوبا نہیں تو پھر میرے سارے کپڑے تر کیوں ہیں۔ اسی سوچ بچار میں حضرت شاہ صاحبؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کو دیکھ کر فرمایا! میرے چاند عبداللہ تو نے کسی سے گھاٹ کو دریافت کیوں نہیں کر لیا تھا۔ بس بغیر معلوم کیے ندی میں پاؤں ڈال دیا۔ وہاں تو ایک کنڈ تھا جس میں انتہائی گہرا تھا اگر وہ حصہ کرتے تو ایک ایک بوٹی بھی حصہ میں نہ آتی۔ اب تو یہ سوچ رہا ہے کہ مجھکو نکالا کس نے۔ وہ تو ہم تھے جو وہاں پہنچے اور تجھکو اس میں سے نکال کر دوسرے کنارے پر کھڑا کیا۔

اسی زمانہ میں ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ عارضی طور پر حضرت شاہ صاحبؒ نے آپ کو کسی مدرسہ میں پڑھانے کے لئے بھیجا۔ آپ نے وہاں پر بڑی ریاضت اور مجاہدہ شروع کر دیا۔ جب چلہ پورا ہوا تو یہ معلوم کرنا چاہا کہ میرا مقام کس قدر آگے بڑھ گیا لیکن یہ معلوم کر کے آپ کو بیحد تکلیف ہوئی کہ مقامات بڑھتے تو کیا اور گھٹ گئے۔ اس پر آپ نے آہ وزاری شروع کی تو آواز آئی اے عبداللہ! اس عرصہ میں مجاہدات تو کرتا رہا لیکن اپنے شیخ سے غافل رہا۔ پھر تو آپ نے اور بھی تضرع وزاری شروع کی اور باری تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا کہ اے اللہ آپ نے جو کچھ عطا فرمایا ہے وہ حضرت شیخ کے وسیلے سے عطا فرمایا اور آئندہ جو کچھ عطا فرمائیں گے وہ حضرت شیخ کے وسیلے سے عطا فرمائیں گے۔ اس دعا کا کرنا تھا کہ ایسا محسوس ہوا کہ فیضان کے

Marfat.com

دریا کا بند ٹوٹ گیا جس نے آ کر آپ کو گھیر لیا۔

اس عرصہ میں آپ کی شادی ہو چکی تھی اور ایک صاحبزادے بھی پیدا ہو چکے تھے لہٰذا آپ کے والد ماجد نے زور دیا کہ کوئی سلسلۂ معاش شروع کرنا چاہیئے۔ اس بات کا ذکر آپ نے حضرت شاہ صاحبؒ سے کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ رات کو دعا کریں گے۔ اگلے روز جب آپ شاہ صاحبؒ کے یہاں حاضری کے لیے آ رہے تھے تو راستہ میں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ گورنمنٹ ہائی اسکول سہارنپور میں ایک مدرس کی جگہ خالی ہوئی ہے اگر تم چاہو وہاں ملازمت کر لو۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کے متعلق میں شاہ صاحبؒ سے دریافت کروں گا۔ جب آگے بڑھے تو دوسرے صاحب سے ملاقات ہوئی جنہوں نے ایک اور ملازمت کا ذکر کیا۔ جب حضرت شاہ صاحبؒ کے یہاں حاضری ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ میرے چاند کرنال سے ایک مدرس کی مانگ آئی ہے۔ مولانا محمد امیر باز خاں صاحب کے پاس خط رکھا ہوا ہے میرے خیال میں تم کرنال چلے جاؤ۔

جب آپ کرنال کے لئے رخصت ہونے لگے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے آپ کو خلافت عطا کر دی تھی۔ رخصت کرتے وقت حضرت نے فرمایا: میرے پیارے عبداللہ تم مجاہدات میں اپنے پیر بھائیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے لہٰذا کرنال کی جفا قفا کو برداشت کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے مقامات کو بلند کر دیں گے۔

کرنال پہنچنے کے بعد آپ نے مدرسہ میں تدریس کا کام شروع کر دیا۔ دس روپیہ ماہوار تنخواہ مقرر ہوئی تھی جب مہینہ پر تنخواہ ملتی تھی آپ اس کا نصف یعنی پانچ روپیہ اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ العزیز کی خدمت میں بذریعہ منی آرڈر بھیجتے رہتے تھے۔ جب ترقی کے بعد آمد میں اضافہ ہوا تو اسی تناسب سے حضرتؒ کی خدمت میں اضافہ کرتے رہے اور اس پر اس پابندی

Marfat.com

کے ساتھ عمل کرتے رہے کہ روپیہ ہاتھ میں آنے کے بعد کبھی ایک دن کی بھی تاخیر نہیں کی سو حضرت کی ایک قلمی تحریر سے ثابت یہ ہوا کہ آپ ۱۲۹۹ھ میں قصبہ سیہور میں جو بھوپال کے مضافات میں سے تھا مقیم رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدرسہ کرنال سے یہ تعلق ختم کر کے آپ نے بمقام سیہور قیام کیا۔ اغلب ہے کہ اس جگہ آپ کو حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھیجا ہوگا۔ اس کے بعد وہاں سے پھر کرنال واپس ہوئے اور معاش کے لیئے تدریس کی لائن کو ترک کر کے تجارت اور مطب اختیار کر لیا اور سلسلۂ تدریس اور وعظ و تذکیر و ارشاد ہر زمانہ میں جاری رہا، مگر ان امور سے سلسلۂ معاش کو منقطع کر دیا۔ اس کے بعد وقت وفات تک کرنال میں ہی مقیم رہے)

(اشتیاق احمد عفی عنہ)

جب حق تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمادی اور سلسلہ تجارت میں ترقی ہوئی تو اہل کرنال نے حسد شروع کر دیا۔ اور اذیتیں پہنچائیں۔ آپ نے اپنے لیئے ایک مکان خریدا تو کچھ لوگ مقابلہ پر آکر مدعی ہو گئے اس سلسلہ میں ایک مرتبہ آپ مع صاحبزادہ بزرگ حکیم ظہور الدین صاحب مرحوم ایک مقدمہ کی تاریخ پر دہلی تشریف لائے اس زمانہ میں کرنال دہلی کمشنری میں شامل تھا۔ آپ خود ایک مسجد میں بیٹھ گئے صاحب زادے کو عدالت میں بھیجدیا۔ اللہ تعالیٰ سے آپ نے رجوع کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے آواز مسموع ہوئی (جس کا مفہوم یہ تھا) کہ کرنال میں تجھے ہم نے رکھا ہے تیرا کوئی بال بیکا نہ کر سکے گا۔ آپ کو اطمینان کلی حاصل ہو گیا۔ اتنے میں صاحب زادے صاحب یہ خبر لے کر آگئے کہ مقدمہ ہمارے حق میں فیصل ہو گیا ہے (یہ آواز ہاتف کی تھی یا کسی اور کی اس میں عارفین نے بہت کلام کیا ہے۔ بہرحال باذن اللہ تھی جس کا ظہور بھی

Marfat.com

ہو گیا کہ پھر یہ سلسلہ ایذا رسانی بند ہو گیا۔)

اس فراخ دستی کے زمانہ میں حضرت والا صاحبانِ ضرورت کی امدادیں مختلف طریقوں سے کرتے رہتے تھے۔ بعض لوگوں کو مستقلاً ماہ بماہ اس طرح پہنچاتے رہتے ہیں کہ ان کو آخر تک پتہ نہ چلا کہ ہمارے پاس منی آرڈر بھیجنے والا کون ہے۔

حضرت والا کے پاس جو مکانات اور دُکانیں اور سامان تھا وہ سب اپنی حیات میں تقسیم کر کے سبکدوش ہو گئے۔ اہلیہ کا مہر بھی ادا کر دیا اور اپنے کو کسی شے کا مالک نہ رکھا۔ مطب سے جو کچھ یافت ہوتی اسی سے ضروریات پوری کرتے رہتے تھے۔

حضرت کو ہمیشہ صحیح کشف ہوتا تھا۔ اس پر ایک واقعہ یاد آیا۔ آپ کے خلیفہ حضرت حاجی مولا بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آپ کا ایک جاننے والا شخص جو کسی گاؤں میں رہتا تھا آیا اور ڈیڑھ سو روپیہ کی ضرورت کا اظہار کیا۔ آپ نے عذر کیا تو اس نے کہا کہ آپ کے جاننے والے بہت ہیں آپ جس سے فرما دیں گے وہ دیدے گا۔ مجبور ہو کر آپ نے ایک شخص سے اپنی ضمانت پر روپیہ دلوا دیا۔ جب اُس نے حسب وعدہ قرض ادا نہ کیا تو اُس کے پاس گاؤں میں پہنچے۔ وہ قطعی منکر ہو گیا اور اُلٹا لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گیا حاجی صاحب لاچار ہو کر واپس آئے اس بدعہدی کا اتنا اثر ہوا کہ واپس آتے آتے شدید بیمار ہو گیا۔ جب مولانا کو اطلاع ہوئی تو آپ نے علاج شروع کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا آپ نے حضرت مولانا کو اس واقعہ کی اطلاع نہیں کی۔ ایک روز صبح کے وقت حضرت تشریف لائے اور پوری رقم جو ادا کرنا تھی وہ آپ کے پاس رکھ کر فرمایا کہ تمہارے بخار کا علاج یہ ہے۔ جاؤ فلاں شخص کو ادا کر آؤ۔ آپ نے جس چیز کو چھپایا تھا اُس کو خود ظاہر کر دیا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اخفاء حالات کا اہتمام فرماتے تھے اور شہرت پسند

Marfat.com

نہیں کرتے تھے۔ نواب زادہ شہید لیاقت علی خاں مرحوم کے والد نواب رستم علی خاں مرحوم جو بڑے منتظم اور جزو رس نگاہ رکھنے والے تھے جس کے شاہد ان کے بہت سے واقعات ہیں مثلاً انہوں نے صرف بائیس ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر جو کہ پدری سے ان کے اور ان کے چھوٹے بھائی عمر دراز علی خاں کے حصہ میں آئی تھی اس اپنے حسن نظم کے ذریعہ ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ کی جائداد بنائی، ملازمین پر گہری نظر رکھنے والے تھے۔ شیخ عبدالغفور مرحوم جو نواب صاحب کے خزانچی تھے ان کے حساب کو کبھی بغیر چیک کئے پاس نہیں کرتے تھے اور ان کے حق میں یہ کلمات فرمایا کرتے تھے کہ اس کا حساب کبھی غلط نہیں آتا اس لئے میں اس کے حساب کو ہمیشہ چیک کرتا ہوں۔ میرے نزدیک کبھی حساب غلط بھی آنا چاہیئے تاکہ بعد میں اس کی تصحیح کر لی جائے۔ حضرت مولانا سے زمانہ قیام کرنال کو تعارف پر عرصہ گزر چکا تھا۔ کہ ایک روز حضرت سے کہا کہ مولانا مدت دراز سے میں کسی سے بیعت ہونے کے خیال میں ہوں۔ آپ کو پرکھتے ہوئے ۲۵ سال ہو چکے ہیں اب میں نے عزم کر لیا ہے کہ اپنا پیر آپ ہی کو بناؤں اب آپ مجھے بیعت کر لیجئے مولانا نے فرمایا کہ میری دو شرطیں ہیں جن پر آپ کو عمل کرنا ہوگا۔ ایک یہ کہ اس کا اظہار کسی سے نہ کیا جائے۔ دوسری یہ کہ کبھی میرے پاس تحفے تحائف نہ بھیجے جائیں انہوں نے کہا کہ میں سب گناہوں سے پورے عزم کے ساتھ توبہ کروں گا۔ مگر گانا سننے سے توبہ نہیں کروں گا۔ آپ نے ان کو بیعت کر لیا۔ اب آپکی یہ دعا اور توجہ کا اثر تھا کہ تین روز کے بعد انہوں نے خود گانا سننے سے بھی توبہ کر لی۔

مولانا کے عزائم ہمیشہ مجاہدانہ رہے ہیں تحریک خلافت میں بھی آپ نے پورا پورا حصہ لیا تھا کرنال کی خلافت کمیٹی کے صدر رہے تھے بہت تیز اور گرم تقریریں بھی کرتے رہے۔ اتباع سنت آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔ ایک مسجد میں امام کا انتظام

Marfat.com

نہیں تھا تو وہاں کی امامت اپنے ذمہ کر لی تھی وہ اتنے فاصلہ پر تھی کہ اذان کی آواز آپ کے مستقر تک نہیں آتی تھی جب آپ سے کہا جاتا تھا کہ اذان ہو گئی اسی وقت سب کام بند کر کے کھڑے ہو جاتے تھے اس حد تک کہ اگر دو روپیہ آٹھ آنے لکھنا چاہتے تھے اور دو روپیہ کا اشارہ (عار) لکھنے پائے تھے کہ یہ اطلاع ہوئی تو فوراً قلم ہاتھ سے رکھ دیتے تھے نماز سے فارغ ہو کر واپس آنے کے بعد ۸ کا نشان تحریر کرتے تھے۔ سب سے پہلے مسجد میں پہنچتے اور سب کے بعد واپس آتے تھے۔

اپنی ضروریات خانگی کا سامان بازار سے خود خرید کر لایا کرتے تھے۔ بہت سے مرید و خدام تھے مگر کسی سے کوئی کام نہیں لیتے تھے۔ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے سفر میں اونٹ کی مہار چھوٹ جاتی تھی تو آپ اونٹ کو بٹھاتے اور جھک کر خود زمین سے اٹھاتے لوگوں نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ آپ ہمیں کیوں حکم نہیں دیتے تو آپ نے فرمایا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ وصیت کی ہے کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرو اس لئے کسی سے نہیں کہتا۔ اس بناء پر بہت سے اکابر نے اپنے کام خدام سے نہیں لئے ہمیشہ اپنے ہاتھ سے ہی کئے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ کا بھی یہی معمول دیکھا جاتا تھا۔

فطرۃً ذکی الطبع تھے۔ جب کوئی چیز خریدتے تو نرخ معلوم کرتے اور [illegible] کے ساتھ۔ یہ ممکن نہیں تھا کہ حساب میں کوئی آپ کو دھوکا دے جائے۔ آپ اپنے کسی مرید اور خادم کو مرید اور خادم نہیں کہتے تھے ہمیشہ دوست و احباب فرمایا کرتے تھے۔

مولانا طفیل احمد صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے آپ کم سمجھ لڑکا سمجھ کر کبھی اد

Marfat.com

باتیں کر لیتے تھے جو دوسروں سے کبھی نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی بات پر فرمایا کہ آخری دور میں منتہی المنتہی بزرگوں کے یہی حالات ہو جاتے ہیں جو تم دیکھتے ہو یعنی ظاہر عوام الناس کی مانند ہو جاتا ہے مگر قلبی کیفیت کا اندازہ اہل نظر سے نہیں چھپتا اب ہمیں کون بزرگ شمار کریگا نہ رنگے ہوئے کپڑے ہیں نہ لنگر جاری ہے نہ کوئی خانقاہ اور نہ کشف کرامات ہیں جو ہم پر بہت گذرے ہیں۔ آخر میں آپ پر صرف تلاوت قرآن اور کثرت نوافل کا غلبہ رہتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ سالک کو ذکر و اذکار سے جو فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ ہمیں تلاوت قرآن سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ آخر میں بوجہ ضعف دماغ حلقہ اور توجہ کا سلسلہ ترک کر دیا تھا۔

حضرت کی عادت تھی کہ گفتگو یا بحث و مباحثہ میں اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا حوالہ دینے لگتا تو فوراً سر جھکا دیتے تھے اور ادب کے ساتھ سننے کے بعد اس کی تشریح فرماتے اور مطلب سمجھاتے تھے۔

آپ کی اہلیہ کے پاس سے جو رقم گھر کے خرچ میں بچ جاتی تھی وہ اس کو علیحدہ جمع کرتی رہتی تھیں۔ اور اس رقم کی اشرفیاں بنا لیتی تھیں۔ پھر ان کو چپکے سے دیوبند کے مدرسہ میں بھجوا دیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا کہ چند اشرفیاں ان کے پاس تھیں۔ محلہ کی لڑکیاں جو پڑھنے ان کے پاس آیا کرتی تھیں ان میں سے کسی نے ان کو چرا لیا۔ اماں جی نے آپ سے اس چوری کا ذکر کیا اور اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ کوئی عمل وغیرہ پڑھ دیجئے۔ آپ یہ بات سنکر خاموش ہو گئے۔ جب باہر تشریف لائے تو اپنے خدام سے فرمایا۔ دیکھو تمہاری اماں جی چپکے چپکے روپیہ جمع کر کے دیوبند بھیجا کرتی ہیں۔ کیا ہم اس کے خلاف ہیں۔ اور ادھر اماں جی نے لوٹے کا جو مشہور عمل ہے وہ کرایا۔ لوٹا چور کے

Marfat.com

نام پر گھوما اور اماں جی نے ڈرا دھمکا کر اس لڑکی سے وہ اشرفیاں نکلوا لیں۔ جب اماں جی نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا اور کہا کہ ہم نے تو اشرفیاں نکلوا لیں بھی۔ تو آپ نے فرمایا! یہ ضرور ہے کہ اشرفیاں تم کو مل گئیں ہیں لیکن شریعت میں اس عمل کا کوئی اعتبار نہیں۔

آپ تہجد کی نماز کی پابندی مثل فرضوں کے فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا مسلک عزیمت پر عمل کرنے کا تھا۔ مرض الموت میں بھی فرض نمازیں کھڑے ہو کر پڑھیں اگر کسی نے کہا کہ حضرت بیٹھ کر نماز پڑھ لیا کریں تو آپ رو دئیے اور فرمایا کہ حضرت مولانا محمد امیر بازخان صاحب نے تو نوافل اور سنتیں بھی آخر وقت میں کھڑے ہو کر پڑھی ہیں۔

زندگی کے آخری ایام میں حضرت والا کی ورد زبان یہ دعا تھی۔

"اے اللہ ہمارے سلسلہ میں برکت عطا فرما اور اس کو قیامت تک چلا۔"

کسی اولاد یا مال و دولت وغیرہ کا کوئی تذکرہ نہ فرماتے تھے۔ بس ہر وقت سلسلہ کی ترقی کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق مریدین سے ہمیشہ شفیق باپ کے مانند رہتا تھا۔ مکرمی جناب نظام الدین صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت کی طبیعت ناساز تھی میں بعد نماز عشاء پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گیا۔ تنہائی کا موقع پا کر میں نے عرض کیا کہ ابا جی آپ اکثر بیمار رہتے ہیں اگر خدانخواستہ آپ رخصت ہو گئے تو ہمارا کیا حال ہوگا اس لئے میری گذارش ہے کہ آپ میری عمر کا کچھ حصہ قبول فرما لیجئے میری یہ بات سن کر آپ فوراً اٹھ بیٹھے اور میری کمر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اللہ تمہاری عمر میں برکت فرمائے اور پھر لیٹ گئے۔

یہ ۱۹۲۱ء یا ۱۹۲۲ء کا واقعہ ہے چونکہ حضرت کی شفقت پدرانہ ہوتی تھی اس لئے

Marfat.com

ہم حضرت کو ابا جی کہا کرتے تھے۔

عزیز بھائی جناب حاجی نظام الدین صاحب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے زیر توجہ اذکار و اشغال میں مصروف رہتے تھے اپنے کسب معاش کے لئے یہ حیلہ کر رکھا تھا کہ مکانات وغیرہ کی تعمیر کا ٹھیکہ کر لیتے تھے اور اپنی طرف سے کچھ معمار و مزدور لگا کر کام پورا کرا دیتے تھے معماروں میں خود بھی شامل ہو کر کام کر لیتے تھے کیونکہ اس فن میں اچھی نظر رکھتے تھے اور کافی مشہور تھے ۳۸ھ میں انکے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا کہ یہ ۲۵ فٹ بلند مکان پر بیٹھے کام کر رہے تھے جو اینٹ پتھر کے وزن یا اور کسی وجہ سے ٹوٹی اور یہ نیچے گرے ان کے اوپر دیوار کا اوپر کا حصہ بھی گر گیا جس کے ملبے میں دب گئے۔ جس میں سے ان کو لوگوں نے نکالا یہ سخت مجروح ہوئے اور بے ہوش ہو گئے۔ ان کو چارپائی پر لٹا کر ہاسپٹل پہنچایا گیا۔ جب بیہوشی کی حالت میں ان کو اٹھایا گیا تو ذکر جاری ہو گیا اور سر راہ اور ہسپتال میں پہنچنے کے بعد بھی پورے زور شور کے ساتھ ان کا ذکر جاری رہا یعنی ایک بجے کے بعد سے عصر مغرب کے درمیان تک یہ سلسلہ قائم رہا۔ یہانتک کہ ان کو ہوش آگیا۔ موصوف نے بیان کیا کہ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے کو ہسپتال میں پایا میں بالکل بے جان تھا ہاتھ پاؤں ہلانے کی بھی قوت نہیں تھی کیونکہ جسم میں سے بہت خون نکل چکا تھا بظاہر زندہ رہنے کے آثار نہیں تھے مگر حضرت کی دعا کی برکت تھی کہ دو ہفتہ میں تندرست و توانا ہو گیا بہر حال اس واقعہ کے اجزاء ذکر کے پیش آنے سے جو اضطراراً ان سے صادر ہوا تھا لوگوں کو ان کے مشرب اور قلبی حالت کا علم ہو گیا۔ اور ان کے ساتھ عقیدت پیدا ہو گئی۔ موصوف نے بیان کیا کہ میں حضرت قبلہ حاجی صاحبؒ کی خدمت میں اس حادثہ کی بعد حاضر ہوا تو فرمایا کہ نظام الدین یہ واقعہ لکھنے کے قابل ہے

Marfat.com

تاکہ لوگوں کو عبرت ہو (اور اپنے باطن کا تعلق اللہ کے ساتھ مضبوط کریں تو حسن خاتمہ اللہ کے فضل سے میسر ہو سکتا ہے) فرمایا کہ بڑے بڑے اولیاء کے ساتھ ایسے حوادث پیش آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میرا خیال یہ ہے کہ مقام صبر میں ابتلاء پر قلب کو تکلیف کا احساس ہوتا ہے مگر ضبط کیا جاتا ہے۔ لیکن رضا کا مقام ایسا ہے کہ اس میں اس تکلیف کا اثر قلب پر نہیں پہنچتا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے قلب پر اتنا اثر بھی نہیں پاتا جتنا ارد پر سفیدی ہوتی ہے یہ سن کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرط محبت سے میرے رخسارون کو دونوں ہاتھوں میں دبا کر پیار کیا اور فرمایا کہ ہاں میرے بیٹے میں تیرے قلب کو ایسا ہی دیکھ رہا ہوں تجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑا۔

یہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک سے حضرت نے استفاضہ کیا اور یہیں سے آپ کو نسبت چشتیہ صابریہ حاصل ہوئی تھی۔ اس پر بھائی نظام الدین صاحب موصوف نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا کرنال سے بذریعہ ریل دہلی تشریف لیجا رہے تھے۔ جب گاڑی پانی پت کے اسٹیشن سے گزری اور حضرت شیخ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے مقابل سے گزری تو حضرت پر اتنی زبردست توجہ پڑی ہے کہ آپ کھڑکی سے سینہ تک باہر نکل گئے۔ صاحب زادہ حکیم ظہور الدین صاحب ساتھ تھے جن کو یہ خطرہ ہو گیا کہ آپ نیچے گر پڑیں گے تو انہوں نے پکڑا۔ آپ کی ٹوپی ہوا میں اڑ گئی۔ حضرت نے اسی حالت میں فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد سکون ہوا تو آرام سے بیٹھے

انتقال کے وقت کسی خاص عزیز و رشتہ دار کو اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں دی۔ اکابر کا یہی طریقہ رہا ہے کہ آخر وقت میں اپنے اعزاء کو سامنے

Marfat.com

بھی نہیں آنے دیا۔ جن کی طرف التفات ہو کر انابت اور توجہ الی اللہ میں خلل واقع ہو۔ آپ کے پاس وہی لوگ موجود تھے جن سے لوجہ اللہ تعلق تھا۔ آپ نے کلمہ لاالٰہ الا اللہ پڑھنا شروع کر دیا جس کو سب لوگ سُن رہے تھے۔ زبان کی حرکت آخر تک جاری رہی جس کا احقر مشاہدہ کرتا رہا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہم سب خدام کا خاتمہ اسی طرح بالخیر کرے۔

واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

اشتیاق احمد عفی اللہ عنہ

۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۹۶۴ء

(کتبہ۔ محسنہ خاتون بنت حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب مدظلہ العالی)

Marfat.com